ملک العزیز اور ورجنا

جسمیں

اسلامی شان و شوکت اور دینی جوش کے بے نظیر نمونے نظر آتے ہیں

مصنفہ

مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی مصنف شوقین ملکہ عجیب

دلکش، بدر النسا، یوسف و نجمہ، منصور موہنا، مترجم درگیش نندنی وغیرہ

حسب فرمائش

بابو ہرچرن داس صاحب بھارگو گونیر بھارگو اسکول بک ڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶

امین آباد پارک لکھنؤ

بار چہارم

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۲۲ء

قیمت

جزو ۲ ورق

۱۰۰۰ جلد



پہلا باب

لڑائی

پنجشنبہ ۴ جمادی الثانی ۵۸۷ھ کو اندازاً تین بجے دن کے ایک مختصر فوج اس سڑک پر جا رہی ہی جو ناصرہ[1] سے عکہ کو گئی ہی چونکہ دن کم رہ گیا ہی اسوجہ سے یہ فوج اپنی رفتار کو رفتہ رفتہ تیز کرتی جاتی ہی پہاڑ کی گھاٹیاں جو الجھاؤ سے دیگر رہ نوردونکو راہ پر لاتی ہین ان بڑھتے جانیوالے سپاہیون کی نظر کو ادھر ادھر کی نیچی اونچی پہاڑیونکا عمدہ تماشہ دکھاتی جاتی ہین ان لڑکون کے بڑھتے ہوئے حوصلہ اور جوش مین آئے ہوے ولولہ بتا رہے ہین کہ جس کام کو یہ جا رہے ہین وہ کوئی جنگی مہم ہی کیونکہ عموماً سپاہیون کے لیے اس سے زیادہ خوشی کبھی نہین ہو سکتی کہ جان فروشی کا امتحان لیا جائے اور دشمن کے مقابلے کو روانہ کیے جائین اندازاً یہ دو سو سوارونکا گروہ ہوگا جسمین اکثر مصری اور کچھ ترک اور کچھ عرب جوان شامل ہین چونکہ راستہ تنگ ہی اسوجہ سے یہ لوگ دو دو سوارونکی ایک ایک قطار مین ہو گئے ہین جو اگر تو برابر رہتی ہی اور بعض اوقات نشیب و فراز کے راہ مین پڑنے سے درہم برہم ہو جاتی ہی اگرچہ کوئی

---

[1] ملک شام مین یہ چھوٹا سا تباہ شدہ شہر ہے اسپر یورپ والون نے بڑا حملہ کیا تھا حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ ماجدہ مریم اور حضرت مریم کے شوہر نجار کی زندگی کا بہت حصہ مصر سے واپس آکر اسی شہر مین گذرا ہی اُس زمانہ مین بہت آباد تھا یہ شہر شہر عکہ یا ساحل بحر روم سے اندازاً انیس میل ہوگا انگریزی مین اُسے نزارتھ کہتے ہین یہ ملک شام کے اُن شہرون مین ہی جو ساحل پر واقع ہین -
یہ شہر ارض مقدس کا ایک عمدہ بندر ہے اُسے انگریز لوگ ایکر کہتے ہین -

خاص وردی نہین ہی اور مختلف رنگ کی عبائین ہر ہر سپاہی کو جدا جدا ثابت کر رہی ہین اور
باعتبار وضع کے اس مختصر فوج پر وہ رعب وجلال نہین برستا ہی جو موجودہ زمانہ کی باضابطہ
فوجون سے عیان ہوا کرتا ہے تاہم ان لوگون کے عربی شاندار اور منہ زور گھوڑے اُنکے
بڑے بڑے عمامے ۔ انکی قباؤن کے ہوا مین اُڑتے ہوے دامن جو رنگ برنگ کی فوجی
خوشنما جھنڈیونکا کام دیرہے ہین ۔

اُنکی نیچی اور نورانی داڑھیان ۔ انکے لمبے لمبے برچھے جو کسی وقت تنگ گھاٹیون سے
نکلکر سہ پہر کے آفتاب کی کرنون مین چمکنے لگتے ہین ۔ کچھ کم وقعت نہین دکھاتے ۔ باوجودیکہ
ہر ایک کا لباس باعتبار رنگ کے جداگانہ ہے مگر ان سب کی وضع مین ایک قسم کا شرعی
تناسب ہے جس سے ان لوگون کے اتفاق اور باہمی ہمدردی اور ربط وضبط کا بخوبی
اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ عمامے سرون پر ہین ۔ قبائین سب کی نیچی ہین ۔ برچھے سب کے
لمبے ہین ۔ پیٹی ہر ایک کی کمر پر کسی ہوئی ہے ۔

دھوپ کا اُجلاپن ماند پڑنے لگا ۔ وہ سنگستانی پہاڑیان جو چارون طرف ان فوجی
مسافرون کو بھلاوے دیرہی تھین اُنپر ایک قسم کا دھوان بھی نمودار ہونے لگا ۔ تاریکی بھی
کسیقدر غالب آگئی اور اسکوہستانی مقام مین اُن لوگون مین کسیقدر تشویش پیدا ہو گئی لڑائی
کے شوق مین انکی صورتون سے حسرت عیان تھی ۔ لیکن انکے شگفتہ چہرے دن کے اختتام
اور وقت کے تنگ ہوجانے سے افسردہ ہونے لگے ۔ اسوقت پھول تر و تازہ ہو جاتے
ہین کلیان کھلنے لگتی ہین ۔ چڑیون کے چہچہانے کا یہی وقت ہے ۔ مگر انپر کچھ ایسی ناامیدی
سی طاری ہوئی کہ کسی دل شکستہ عاشق کی طرح خود بخود مرجھائے جاتے ہین ۔ کوئی پرند
اپنی معمولی شام کے جوش مین چلا اُٹھتا ہی اور اُسکی آواز پہاڑون مین گونجتی ہوئی انکے
کانون مین پہونچتی ہے ۔ اور یہ شام ہونے کا خیال کرکے اور بدحواس ہو جاتے ہین ۔

اب اسوقت یہ لوگ نہایت تنگ اور دشوار گذار درون مین ہین ۔

بڑے بڑے پہاڑ جنکی سنگی سطح پر خاک بھی اپنا سفید مگر میلا رنگ نہین پھیرنے پائی
ہے کالے کالے قوی ہیکل اور مہیب دیوؤن کی طرح انھین چارون طرف سے گھیرے
ہوے ہین اور شاید یہی وجہ ہے کہ تاریکی اور بھی زیادہ غالب آگئی ہے ۔ سر پر آسمان کا کسیقدر
حصہ کھلا ہوا نظر آرہا ہی اگرچہ اُسکا رنگ ہنوز میلا نہین ہونے پایا ہی مگر دنیا تیرہ و تار ہوتی جاتی ہی

تھوڑی دیر کے بعد یہ سنگستانی سلسلہ تمام ہوگیا اور جماعت ایسے کھلے میدان مین پہونچی
جہان آفتاب کی روشنی اگرچہ پھیکی ہوگئی لیکن اپنا پورا پورا اثر ڈال سکتی تھی پہلا خیال
غلط ٹھہرا اور معلوم ہوگیا کہ جس مقام پر جانا ہے وہان رات سے پہلے ہی پہونچ جائینگے۔

ایک خوشرو جوان جو اس چھوٹی فوج کے آگے جا رہا ہے اس وسیع میدان مین پہونچکر
بہت خوش ہوا اُسکے چہرے سے معلوم ہوتا ہو کہ اپنے تئین بالکل کامیاب اور بامراد
تصور کرتا ہے اُس نوجوان نے یہان کھلے میدان مین چارونطرف نظر ڈالی گو کہ دور پر کچھ
پہاڑیان نظر آتی تھین اور گو اب بھی نگاہ کو زمین کے سطح تختے پر بے اٹکے دور تک جانیکی
اجازت نہ ملتی تھی مگر یہ حالت بھی کیفیت سے خالی نہ تھی۔

ان دور کی پہاڑیون کو دیکھتے دیکھتے یکایک ایک قلعہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ اُس
پہاڑی پر کچھ آبادی نظر آتی تھی اور اُسکے دامن مین ہمارے بہادر سپاہیون کے رہگذر سے
قریب ہی کچھ ٹوٹے پھوٹے قدیم عظمت یاد دلانے والے شکستہ آثار دکھائی دیے جنکے پاس ہی
چند کنوئین تھے اور اس عمارت کے آس پاس آباد ہونیوالے غربا مین کچھ عورتین کھڑی
پانی بھر رہی تھین ان کنوؤن کی صورت نظر آتے ہی نوجوان نے پلٹ کر اپنے ساتھ والون سے کہا
ہمارے گھوڑے تھک گئے ہین۔ اس دشوار راستے مین بہت تکلیف ہوئی ہے آؤ کنوئے
چلکے اپنے گھوڑون کو پانی پلائین۔ ایک سوار بولا۔ مگر ہمکو دیر ہوگئی ہے۔ ایسا نہو کہ
سفر اور محنت بیکار ہوجائے۔

نوجوان۔ اوہ اسکی تو ہمین کچھ فکر نہین۔ اگرچہ دیر ہوجانیکا مجھے بھی اندیشہ تھا مگر اب
نہین ہی۔ ہم ہر طرح اپنے دشمنون پر فتح پائینگے ہم خدا کا کام کر رہے ہین وہی ہماری مدد کریگا
رات روشنی کو مٹا سکتی ہے مگر ہماری جرأت اور بہادری کو نہین مٹا سکتی۔

سوار۔ بیشک ہمین خدا اسکے وعدون اور اپنے سردار کی بہادری پر پورا بھروسہ ہے
مگر رات ہوگئی تو کسی قدر دقت ضرور ہوگی۔

نوجوان۔ ہان یہ صحیح ہے۔ مگر مین نہین چاہتا کہ اپنے اس مصیبت کے شریک کو ذرا اتنا کہکے
جھکا اور گھوڑے کی گردن پر پیار سے ہاتھ مارا جس سے ایک آواز نکلی) تکلیف دون
یہ میرا شیر دل دوست اس مقام پر کام آتا ہی جہان اپنے پرائے ہوجاتے ہین نہین مین
ضرور اسے پانی پلاؤنگا اتنا کہکے اور سڑک چھوڑکر بائین ہاتھ کیطرف باگ موڑ دی۔

یہ نوجوان نہایت حسین اور خوشرو جوان ہے عمر اکیس بائیس سے زیادہ نہوگی۔ داڑھی
ابھی تک نکل نہین چکی ہے۔ دونون جانب رخساروں پر کچھ نرم اور خوشنما بال نکل آئے ہین
جو بوجہ اسکے کہ ابھی تک محاسن پر استرہ نہین لگا ہے ایک فطری نیچرل نرمی اور ملائمت کی
خبر دیرہی ہین باغ حسن کا خودرو سبزہ زیادہ زمانہ گذر جانے سے سیاہی مارنے لگا ہے اسکے
دلفریب چہرے کو یورپ والون کی طرح پھیکے گورے پن نے اپنے بے مزہ رنگ مین نہین رنگا
ہے بلکہ ایک پختگی اور ملاحت پائی جاتی ہے جسکی قدر بھی کچھ وہی لوگ کر سکتے ہین جو
خود بھی حسین ہون۔ اسکا خوبصورت اور دلربا چہرہ بالکل ترکی وضع کا ہے۔
ترکون کا حسن مشرقی حصہ دنیا مین بہت مشہور ہے مگر اس نوجوان کی صورت مین کوئی
ایسی بات پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے ترک لوگ بھی اسے حیرت کی نظر سے دیکھا کرتے
ہین کشادہ پیشانی۔ اونچی اور ستوان ناک۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھین نازک ہونٹھ چکنے
اور صاف گلابی رخسار۔ بھرا بھرا غبغب۔ اور ان سب پر کبھی بکھر جانے والے کچھ کچھ
چمکدار کالے کالے بال یہ ایسی چیزین ہین کہ کسی نوجوان کے حسن کو کام فریب بنانے کے لیے
کافی ہین۔ قد پورا ہے مگر اسی کے تناسب کی خوشنما چوڑان اور بھرے بھرے قوت
ہاتھ پانون اس حسن کو زنانے حسن سے کسی قدر ترجیح کے ساتھ جدا کر رہی ہین تمام اعضا کی
مجموعی بناوٹ انکا تناسب اور ان سب باتون کے ساتھ اسکے چہرہ کی متانت اور سنجیدگی
پھر اسی سنجیدگی کے ساتھ ملا ہوا نوجوان کا رعب وداب سب نے ملکر کچھ ایسی دلبری
پیدا کر لی ہے کہ حسن پرست خصوص وہ حسین دوشیزہ لڑکی جسے ابھی جسکے ماں باپ کو
اس کے حسن پر غرور کرتے چودہ برس گذر گئے ہون یہ شکل و شمائل صورت دیکھکر کبھی
اپنے دل پر قابو نہین رکھ سکتی۔
یہ نوجوان اپنی صورت و شکل ہی کے اعتبار سے نظر فریب نہین ہے بلکہ اسکی وضع بھی دلبری کا
ایک عجیب عالم دکھا رہی ہے۔ سر پر فولادی چمکتا ہوا خود ہے اور اسپر سفید رنگ کا بڑا سا عمامہ
بندھا ہوا ہے جسمین سے شتر مرغ کے پر کی ایک کلغی نکلی ہوئی ہے اور دیکھنے والون کو بتا رہی ہے کہ یہ
نوجوان کوئی معزز حیثیت رکھتا ہے بدن پر پتلے لوہے کی کڑیون کی جالدار زرہ ہے اور اسپر عمدہ ریشمی
نیلے دھاریدار حریر کی افغانی ہے۔ کمر مین نہایت نرم اور گدگدے چمڑے کی پیٹی کسی ہوئی ہے
جسکی نقرئی آب پر سنہری کام بنا ہے۔ دہنی طرف کے شانے سے کمر تک ایک آڑا تسمہ

پڑا ہی۔ گینڈے کی پیٹھ کی ڈھال جسکے سونے کے اور چاندی کے حلقے لگے ہوئے ہین پیٹھ پر۔ چمڑہ کا نہایت مضبوط اور خوش وضع موزہ پاؤن مین۔ دہنی جانب کی رکاب کے برابر ہی ایک لوہے کا خول ہے جسمین برچھے کے نیچے کی نوک رکھی ہوئی ہی۔ برچھے کے درمیانی حصہ کو یہ نوجوان جنگجو اپنے مضبوط پنجے سے پکڑے ہوئے ہی۔ برچھا بہت لمبا ہی۔ اور سر کے برابر ہی ہوتا ہوا دو تین ہاتھ اونچا نکل گیا ہے جسکے پھل کے نیچے ایک زرد مصری معرکہ کی جھنڈی اُڑ رہی ہے۔ کمر مین ہندوستانی وضع کی میان مین کی ہوئی ولائتی تلوار لٹک رہی ہے جسکا سنہری قبضہ نوجوان کے دبدبہ کو اور ترقی دے رہا ہے۔

الغرض نوجوان اور اُسکے جوانمرد ساتھی کنوین کے قریب پہونچے عورتین جو برقعہ اوڑھے پانی بھر رہی تھین سپاہیون کو اپنے قریب پا کر ٹھٹک ٹھٹک کر علحدہ ہوگئین دو تین سوار اُترے کنوون کے حوض کو پانی سے لبریز کیا۔ نوجوان اپنے گھوڑے کو پانی پلا پیچھے ہٹکر کھڑا ہوگیا اور باقی سوار باری باری گھوڑون کو پانی پلانے لگے۔

اُسوقت گھوڑون کے ہنہنانے کی بہت سی ملی ہوئی آوازین پانی مین گونج اُٹھین کیونکہ یہ جنگ آزما گھوڑے پانی سے سیراب ہونے پر اپنی اپنی زبان مین مسرت ظاہر کر رہے تھے اس شور نے گاؤن والون کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

اس فوج کا نوجوان اور خوشرو افسر اُس پہاڑی کو دیکھ رہا تھا جسپر گانون آباد تھا اور گانون والے اُسے دیکھ رہے تھے۔ ایک سوار نے جو اپنے گھوڑے کو پانی پلا کر نوجوان کے پیچھے آکے کھڑا ہوگیا تھا کسی عورت سے پلٹ کے عربی زبان مین پوچھا۔ یہ کون گانون ہے۔

عورت۔ بیر الجوش[1]۔

نوجوان۔ مسکرا کر۔ تمنے اچھی جگہ گھوڑون کو پانی پلایا گو یا یہ جگہ اسی کام کے لیے ہی۔

سوار۔ مگر کتنا اچھا کام ہے۔ ہمارے گھوڑون نے خدا کی راہ مین قدم رکھا۔ یہ کنوین خدا ہی نے پانی پلانے کے لیے بنا رکھے تھے۔

نوجوان۔ مین سمجھتا ہون ان کنوون سے دو ہی مرتبہ ایسے کام لیے گئے ہونگے۔

---

[1] یہ ایک چھوٹا سا گانون ہے جو ملک شام مین ناصرہ سے ۴ یا ۵ میل پر واقع ہے بیر الجوش شاید اسی سبب نام رکھا گیا ہوگا کہ پہاڑون اور گھاٹیون سے نکلکر مسافر اور فوجین سستایا کرتی ہونگی۔ یہان سے قریب اور کہین پانی میسر نہین آتا۔

یا تو اسلام کے پہلے زبردست مجاہدون نے یہان قیام کیا ہوگا - یا آج ہم اپنے مبارک گھوڑون کو پانی پلا رہے ہین - واقعی یہ گانون بہت عمدہ موقعہ پر واقع ہے - یہ کہہ کے گانون کی طرف نظر اوٹھا کے دیکھا -

گانون ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع تھا سنگی شکستہ عمارتون کی میلی میلی دیوارین اور بوسیدہ چھتین محرابدار اور مربع دروازے دور کے سین مین ایک عمدہ اور موثر کیفیت پیدا کر رہے تھے اس بلند گانون کی عمارتون سے دھوان اوٹھ رہا تھا نوجوان پرانی عمارتون کو حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ کوئی ترکی شخص پہاڑی سے اوترتا نظر آیا یہ شخص ایک بدحواسی کے عالم مین ٹھوکرین کھاتا ہوا اوپر سے اوتر رہا تھا - یہ شخص آیا اور نوجوان کے قریب پہونچتے ہی گر پڑا اور چلا چلا کے رونے لگا -

نوجوان - تم کون ہو اور اسقدر بیقرار کیون ہو -

شخص - مین ایک ضعیف العمر ترک ہون - ہاے یہ عمر لڑتے بھڑتے اور ملک وقوم کے لیے سینہ سپر ہوتے ہی گذری ہے - مگر اس بڑھاپے مین جو صدمہ گذرا ہی خدا کسی مسلمان کو نہ پہونچائے ہاے مین تباہ ہوگیا -

نوجوان - (ہمدردی کے جوش مین بیتاب ہوکر) آخر کہو تو کیا ہوا -

ترک - میرا گھر بار سب لٹ گیا - میرے بال بچے قتل ہوگئے اب مین زندہ رہکر کیا کرونگا زندگی وبال ہی شوفت[1] عامر مین میرا مکان تھا کل صبح تک ہم بالکل بیخوف وخطر تھے مگر ہاے دوپہر کے قریب فرنجیون[2] کے ایک گروہ نے اوسپر قبضہ کر لیا اور تمام زن ومرد تہ تیغ ہوگئے ہاے کوئی نہ بچا اور شاید کوئی بچا ہو مگر عزیز واقارب تو سب مار ڈالے گئے ظالمون نے کسی کو نہ چھوڑا - اے سردار آپ ابھی میرا بدلہ لے سکتے ہین -

نوجوان - ہان ہان مین اسی لیے آیا ہون - افسوس تمھارے عزیز تو نہین ملسکتے

---

[1] یہ گانون گلے زمانہ مین بہت آباد تھا اب آمین پتھر اشی سنگی عمارتین ہونگی اس گانون کی قطع بالکل قلعہ کی سی ہو - اور کیا عجب ہو کہ کسی زمانہ مین قلعہ ہو دور سے یہ گانون بڑا شاندار معلوم ہوتا ہے -

[2] اسی لفظ سے لفظ فرنگ نکلا ہے اس سے مراد فرنج ہو - گو یقینا اوس زمانہ مین تمام یورپ کے لوگون کو افرنجی کہتے تھے - کسی وجہ سے اب بھی ممالک فرنگستان سے مراد یورپ لیجاتی ہے -

مگراس تلوار سے (قبضے پر ہاتھ لیجا کر) مین ہزارون فرنجیون کو خون مین نہلا دونگا۔
ترک۔ مگر آپ کیا کر سکین گے۔ انکی فوج بہت ہے۔ دو ہزار سے کم نہو نگے ہاں خدا ہی میرا بدلہ لے گا۔
نوجوان۔ تم ایک تجربہ کار ترک ہو کر ایسی بات کہتے ہو ا ہمکو انکی زیادتی کی کوئی پروا نہین۔ کیا وہ لوگ عرب کی تلوار اور ترکون کی جراءت بھول جائینگے ؟ نہین جبتک میری تلوار اونکا کام نہ تمام کرے نہ بھولین گے۔
ترک۔ حضرت وہ بڑے ظالم بڑے جلاد ہین۔ انہین کہین نام کو رحم نہین اُنکے بڑے سردار نے سلطان صلاح الدین کے ساتھیون کو دکھا دکھا کر دو ہزار سات سو ترکون کے سر کاٹ کے پھینکدیے۔
نوجوان۔ (غضبناک ہو کر) یہ کب۔
ترک۔ اسے ابھی چار ہی روز تو ہوے۔
نوجوان۔ سلطان سے یہ ہوسکا۔ مین تو اپنی اور ان ظالمون کی جان ایک کر دیتا۔ اب اُن لوگون کا ظلم حد سے گذرتا جاتا ہے مین دیکھتا ہون مجھے تھوڑے نہین ہزارون مسلمانون کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ کون مسلمان۔ جنکا ایک ایک رویان خدا کو ساری دنیا کے کافرون سے زیادہ عزیز ہے۔ دیکھو مین ان فرنجی بزدلون کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہون اور ان فرنجی کے خون کو کس ذلت سے زمین پر گراتا ہون۔ اب مجھ مین صبر کی تاب نہین باقی ہے مین مرونگا یا سب کو مار ڈالونگا۔

اسوقت نوجوان کی آنکھون مین خون اُتر آیا تھا۔ وہ غضبناک ہو ہو کر چارونطرف دیکھتا تھا مگر کوئی نہ ملتا تھا جسے مار ڈالے۔ چہرہ سرخ ہوگیا اور آنکھون سے شعلے نکلنے لگے۔ جب یہ حالت برداشت نہو سکی تو زور سے چلا کے پوچھا سب لوگ گھوڑون کو پانی پلا چکے۔

کئی آوازین۔ ہان صاحب پلا چکے۔

اتنا سنتے ہی نوجوان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بوڑھے ترک کی طرف دیکھکر ایک پرجوش لہجے مین کہا۔ اب یہ تلوار تمھارے عزیزون اور ہر مسلمان بھائی کے خون کا بدلہ لیگی اور اگر ایسا نہین ہے تو مجھے قتل کر دو اسکے میان مین جائیگی بس اب مجھے زیادہ کہنے کی

تاب نہین۔ اتنا کہا۔ اور گھوڑے کو اڑ بتا کے باگ ڈھیلی کردی۔ سب سوار اُسکے پیچھے ہو گئے اور یہ سب لوگ گھوڑونکو سرپٹ دوڑاتے شمال کی طرف روانہ ہوے گھوڑونکی ٹاپون سے ایک تیرہ وتار گرد اوٹھی۔ جسمین سے نوجوان اور سب سوارون کے برچھے کے پھل نمایان تھے۔

شام کی دھوپ ان اسلحہ پر جو سوارون کی تیزروی سے حرکت کرتے جاتے تھے پہلو بدل بدلکر تڑپ رہی تھی۔ یہ سوار اس میدان مین فراٹے بھرتے چلے جاتے تھے اور نوجوان برچھے کی زرد جھنڈی ہوا مین نہایت تیزی سے لہرا رہی تھی۔

تھوڑی دیر مین شوف عامر کی پہاڑی نگاہ کے سامنے تھی یہ لوگ دامن کوہ مین نہ ٹھہرے بلکہ بلا تامل چڑھنے لگے۔ تاکہ غنیم کو خبر بھی ہو اور گاؤن پر قبضہ کرین شوف عامر پر اہل یورپ قبضہ کر چکے تھے۔ اُنھون نے اس گاؤن کی تمام رعایا کو قتل کر ڈالا تھا۔ عورتونکی بے آبروئی بچونکا مان کی گود مین قتل ہونا کوئی بات اُٹھا نہ رہی تھی۔ یوروپین گروہ کے جو لوگ شہر کے کنارے کھڑے ہوے تھے۔ اس نئی فوج کو اپنی طرف آتے دیکھکر متردد ہوے مگر جب مصری جھنڈے پر اُنکی نظر پڑی تو لپک کے اپنے افسر کو خبر کی۔

فوراً فوجی نقارہ بجایا گیا۔ اور قبل اُسکے کہ بہادر مسلمان پہاڑی کی نصف بلندی بھی طے کرنے پائین یورپ والے اُنکے مقابلہ کو تیار ہو گئے۔ تین ہزار مسیحی جوان جن مین فرانس۔ انگلینڈ۔ اسکاٹ لینڈ وغیرہ کے اطراف کے لوگ تھے اس جھنڈے کے نیچے صف باندھکر کھڑے ہو گئے۔ جسپر ہولی کراس[۵۱] چمک رہی تھی۔ نقارے کی آواز پہاڑی کی چوٹی پر گونج رہی تھی۔ اور دین عیسوی کے نشانون کے جھنڈے ہوا مین لہرا رہے تھے ہر جوان کے دلمین ایک جوش بھرا ہوا تھا جو چہرون سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ ڈی فرس ارل آف ڈربی[۵۲] جو انگلستان والون مین نہایت سربرآوردہ تھا۔ یہ پرجوش فوج اسی کی کمان مین تھی۔ ارل آف ڈربی ہولی کراس کو بلند کیے ہوے فوج کے آگے بڑھتا تھا۔ یہ بڑا جنگ آزمودہ اور بہادر جنرل تھا۔ نہایت وزنی زرہ زیب تن تھی جسے ایک سیاہ

---

۵۱ صلیب مقدس۔

۵۲ انگلستان سے جو لوگ بیت المقدس کی لڑائی پر رچرڈ کے ساتھ آئے تھے اُنمین سے یہ ایک نامور شخص تھا اور اسی گاؤن کے قریب مارا گیا۔

کرتے مین چھپائے ہوے تھا۔ اگرچہ زرہ مین شانون کہنیون اور جسم کے تمام جوڑون کے پاس لوہے کی تھلیان لگی ہوئی تھین مگر ہاتھ پانون بوجھ کے بارے بہ مشکل حرکت کرسکتے تھے سر پر بھاری اور مدور خود قریب شام کے آفتاب کی کرنون مین چمک رہا تھا جسمین گردن کی حفاظت کے لیے ایک لوہے کا مہین جال لگا ہوا تھا جو شانون اور پیٹھ پر پڑا ہوا تھا۔ پیٹھ پر لوہے کی مثلث قطع کی ڈھال تھی۔

ارل آف ڈربی ایک مسن آدمی تھا صورت کہے دیتی تھی کہ اسکے متین اور باضابطہ چہرے نے اندنون یورپ کی روز روز کی باہمی لڑائیون اور خانہ جنگیون مین بہت تجربہ اٹھایا ہوگا یونانی کینڈے کا چہرہ تھا آنکھین بڑی بڑی اور کشادہ ناک کشادہ اور کسی قدر آگے کو جھکی ہوئی اور کچھ مدور پیشانی کشادہ اور خوب پھیلی ہوئی ٹھڈی چھوٹی تھی اور ذرا اونچی اوپر کو اٹھی ہوئی بال بڑے بڑے مگر نظر نہ آتے تھے۔ داڑھی منڈی ہوئی۔ لمبی لمبی اور گھنی مونچھین ادھر ادھر کانون پر اڑ رہی تھین۔

اس جنگ آزمودہ یورپین نے گھوڑا آگے بڑھا کر جھنڈے کو جسمین مقدس صلیب لگی ہوئی تھی حرکت دی اور اپنے سپاہیون سے مخاطب ہو کر کہا "اے اس ہولی کراس پر جان دینے والو۔ ہان تمھارا باپ اس آسمان سے دیکھ رہا ہی کہ تمنے اسکے کام کے لیے کس طرح جانین ہتیلیون پر لے لی ہین۔ اسکا بیٹا تمھاری نجات کے لیے سولی پر چڑھ گیا۔ خدا کا بیٹا اپنا دین تمھاری حفاظت مین دے گیا اور تمنے اپنے تئین اس مقدس اور مبارک دین کا خادم بنا لیا ہی۔ اسی خدمت مین تمنے وطن کو چھوڑا۔ تم گھر سے جدا ہوے۔ مان بہنون کو روتا چھوڑ آئے۔ سفر کی تکلیفین اوٹھائین۔ جان دینے یا مسیحی مذہب کی حمایت کے لیے اس گرم سر زمین پر آئے کون زمین؟ جسمین خدا نے بڑے بڑے پیغمبر بھیجے جسمین خدا کے بیٹے نے انسان کی شکل اختیار کی تھی۔ یہ کراس اوسی کی یادگار رہے جو ہمارے گناہون کا کفارہ ہوگیا۔

(پھر نشان کو حرکت دی) تم اسی کے بچانے کو آئے ہو۔ یہ لوگ جو آ رہے ہین تمھارے دشمن نہین اسی کے دشمن ہین (آوازائی ضرور بچائینگے) ضرور بچاؤ۔ تمھارے دشمن گمراہ ہین بے ایمان ہین۔ ظالم ہین۔ ناخدا ترس ہین۔ بس چلنے پر تمھارے کراس کو زمین پر اوندھا کر دینگے تمھین تہ تیغ کرینگے۔ تمھاری عورتون کی بے عزتی کرینگے۔ تمھارے بچون کو غلام بنائینگے

اور کیا ایسا ہوا نہین؟ تم سیکڑون دفعہ دیکھ چکے ہو۔ ساتھ والون نے جوش مین آکر زور سے کہا۔ ہم مرجائینگے مگر یہ ذلت گوارا نہو گی۔

آرل آف ڈربی اپنے ساتھیون سے یہ گفتگو کر رہا تھا کہ مسلمانون کا سردار وہی نوجوان اپنے دوسو جرار سپاہیون کو لیے ہوے قریب پہونچ گیا۔ پہلے تو ارادہ تھا کہ بلا تامل حملہ کر دے مگر یورپین لوگون کو تیار پا کر ٹھہر گیا۔ اُسنے عیسائیون کے سامنے پہاڑی کے نشیب مین اپنے سوارون کی صف باندھی اور اپنا چھوٹا سا ہری جھنڈا اٹھا کر کہنے لگا۔ بہادرو آج تمھین بخوبی موقع ملا ہے کہ اپنی شمشیر خارا شگاف کا جوہر دکھاؤ۔ یہ ملک لیے لڑائی نہین جہاد ہے تمھین جراءت کے علاوہ دینی جوش سے بھی کام لینا ہوگا۔ تمھین عرب کی بہادری اور صحابہ کرام رض کی اولوالعزمی دکھانا پڑیگی۔ تمھین مرنیکا آرزومند ہونا پڑے گا۔ تمھارا وحدہ لاشریک خدا تمھاری مدد کریگا۔ یہ جو لوگ تمھارے مقابلہ مین شرک کی حمایت مین لڑنے آئے ہین کافر ہین۔ خدا کے دشمن ہین۔ خدا پر تہمت باندھتے ہین۔ معاذ اللہ مسیح کو اُسکا بیٹا کہتے ہین اور دیکھو خدا کہتا ہے لم یلد ولم یولد۔

پس اب انھین مہلت نہ دو کہ بھاگ کے بھی اپنی جانین بچا سکین ان کافرون کو اس پہاڑی پر ہی تمام کر دو۔ سنا اب کوئی آکر میرے نشان کو لے مین تم سب کے پہلے میدان جنگ مین جاتا ہون۔

ایک ترکی سوار۔ صاحب اب شام ہو چکی ہے۔ اتنا وقت کہان کہ ہم لوگ کھڑے ہو کر آپ کی جنگجوئی کی سیر دیکھین ہم سب کو ایک ساتھ ان کافرون پر حملہ کرنا چاہیے۔

نوجوان۔ ہان تم سچ کہتے ہو۔ ہمکو یکبارگی حملہ کر کے درست کر لینا چاہیے۔ اچھا چلو اب مجھے یہان ٹھہرنا سخت ناگوار ہے۔

یہ کہکر باگ ڈھیلی کر دی اور دشمنون پر حملہ کر دیا۔ سب عرب ون نے نیزے جھکا لیے برچھیون کے پھل عیسائی سپاہیون کی طرف کیے گئے۔ اور گھوڑون کی باگ اٹھا دی۔ مسلمان نوجوان افسر ننگی تلوار ہاتھ مین لیے سب سے آگے تھا۔ اور یہ دو سو کا غول آڑے نیزے ہاتھون مین لیے شوخ کافرون کے قریب پہونچا اور نعرہ بلند کیا۔ عیسائیون نے بڑی خوبصورتی اور بہادری سے ان نہ کہکہ

والے سواروں کو روکا مسلمانوں کے حملے کے ریلے میں عیسائی بہت پیچھے ہٹ گئے۔ اور شوف عامر کی فصیل کے پاس پہونچکر آرل آف ڈربی کے سنبھالنے سے سنبھلے اور قدم جماکر بڑی دلیری سے لڑانے لگے۔ دونوں فوجیں اسقدر ملگئیں کہ نیزے بیکار ہوگئے اور تلوار چلنا شروع ہوئی۔ خودوں اور زرہوں پر تلواروں کے پڑنے سے جھنکار کی آواز ہر طرف سے آرہی تھی۔

سر کٹ کٹ کے گرتے تھے اور پہاڑی کی نشیب میں دور تک چٹانوں سے ٹکراتے اور لڑھکتے چلے جاتے تھے۔

عیسائیوں کا رُخ جنوب کی طرف اور مسلمانوں کا شمال کی طرف تھا اور شام کے زرد آفتاب کی سنہری کرنیں مغرب کی طرف سے تلواروں اور خودوں پر ٹپک رہی تھیں تلوارین اپنا جلا دار آئینہ آفتاب کو دکھانے میں قیامت کی شوخیاں کر رہی تھیں خون برابر نشیب کے مقاموں میں جمتا جاتا تھا۔

اسلحہ انسانی بدنوں پر اپنا پورا کام کر رہے تھے اور جانیں نہایت سہولت کے ساتھ قفس عنصری سے آزاد ہوتی جاتی تھیں مسلمانوں کا یہ ایک منجھا ہوا کام ہے کہ چھانٹ چھانٹ کے افسران فوج کا خاتمہ کر دیا کرتے ہیں۔ غرض آفتاب ڈوبتے ڈوبتے افسروں میں سے بہت کم ایسے ہونگے جو باقی رہ گئے ہوں۔ سب نذر اجل ہو چکے تھے۔ آفتاب یہ دہشتناک تماشہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہوگیا۔ اور مسلمانوں کے اقبال کی طرح قمری مہینے کی چوتھی تاریخ کا ہلال سر پر چمکا۔

وہی جانستان کام جو زرد دھوپ میں ہو رہا تھا اس جلی چاندنی میں بھی ہو رہا تھا اب لڑتے لڑتے دونوں جانب کے لوگ تھکنے لگے تھے۔ مگر باوجود اسکے عیسائی لوگ دیوار شوف عامر کے نیچے خوب بالتصمیم قدم جمائے کھڑے تھے۔ اور مسلمان لوگ گویا انپر پلے پڑتے تھے۔ اسلحہ اور زرہیں سب کی سب خون کے ارغوانی رنگ میں رنگ گئی تھیں اور لڑائی کی آگ سے خودوں اور تلواروں کے شعلے تیزی کے ساتھ اُڑ رہے تھے۔

مسلمان اور عیسائی دونوں جانب کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ کون کس سے لڑ رہا ہے اور کون کس کی زد پر ہے صرف ایک جوش تھا جو ہر ایک تلواریں بلند کروا رہا تھا۔

مسلمانوں کا نوجوان افسر واقعی بڑا بہادر شخص تھا۔ اسکو اسکی ذرا بھی پروا نہ تھی

کہ دشمنون کے کسقدر گھرے سمندر مین وہ اور اسکی فوج پیر رہی ہو۔ وہ جدھر حملہ کرتا تھا عیسائیون کی صفین درہم برہم کر دیتا تھا۔ اُسنے ہر طرف سے دشمن کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اور اسی طرح جنگ آزمائی کر رہا تھا کہ

آرل آف ڈربی کا اُسکا سامنا ہو گیا۔ انگریزی سن رسیدہ افسر نے مسلمان سردار کی نوعمری اور اس جرأت کو بڑی حیرت سے دیکھا اور ساتھ ہی اُسکے خوبصورت اور نازک چہرے پر غور کرنے لگا۔ اُسکو نقش حیرت پا کر نوجوان نے اپنی تلوار کا وار کیا جسکو آرل آف ڈربی نے اس پھرتی سے اپنی مثلث ڈھال پر لیا کہ نوجوان کو بھی حیرت ہو گئی آرل آف ڈربی نے ہنسکر لنگوا فرنیکا[1] زبان مین کہا۔ اب مجھین اپنی سپہگری پر اتنا دعوی ہو گیا کہ مجھپر حملہ کرتے ہو۔

نوجوان ۔ (اُسی زبان مین) کیا تم نہین جانتے کہ میری رگون مین ترکی خون دوڑ رہا ہی اور اسلام نے مجھمین عربی بہادری پیدا کر دی ہی؟ یہ کہکر دوسرا وار کیا جو عیسائی سپہسالار کے شانے پر پڑا مگر زرہ کی وجہ سے کچھ اثر نہ کر سکا۔ آرل آف ڈربی کو بھی ندامت کا غصہ آ گیا اُسنے بھی سنبھلکر مسلمان پر وار کرنا شروع کیے اور دونون مین سخت لڑائی ہونے لگی لیکن مسلمان افسر باوجود کم عمری کے حقیقت مین بڑا چالاک تھا اُسنے آرل آف ڈربی کے گھوڑے کو اپنے نیزے سے بالکل بیکار کر دیا۔ گھوڑے نے زخمی ہونے کے بعد اپنے عیسائی معزز سوار کو زیادہ مہلت نہ دی۔ اُسے پیٹھ پر سے گرا دیا اور چونکہ کاری زخم لگا تھا دو قدم جاکر خود بھی گر پڑا۔ گو آرل آف ڈربی کے گرتے وقت ہوئی گراس نہی اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی تھی مگر ایسی سخت لڑائی ہو رہی تھی کہ کسی عیسائی کو اسکا خیال بھی نہوا گھوڑے سے گر کر آرل آف ڈربی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ نوجوان ترک فضائی طرح اُسکے سر پر جا پہونچا اور بھاری گرز اُٹھا کر ایسا وار کیا کہ عیسائی افسر ایسی چوٹ کھا کے گرا کہ پھر سنبھلنے نہ پایا۔ نوجوان نے یہ وقت غنیمت پایا اور گھوڑے کی پیٹھ سے کودکر آرل آف ڈربی کے سینہ پر چڑھ بیٹھا عیسائی سپہ سالار فوج نے اپنے قریب موت کے تئین پا کر نوجوان کیطرف حسرت کی نظر سے دیکھا اور کہا اب مین ہولی گراس کی حمایت مین جان دیتا ہون

[1] یہ اُس زمانہ مین ملی جلی زبان تھی جو عموماً مشرق اور مغربی کے اختلاط سے پیدا ہوئی تھی۔

مگر اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ میرا قاتل کون شخص ہے۔ اگر کسی عزیز افسر بہادر خاندان کا شخص ہوگا تو مجھے بہت بڑی خوشی ہوگی۔

نوجوان - اگرچہ اسمین کوئی فائدہ نہین مگر تجھے بتائے دیتا ہون کہ مین سلطان صلاح الدین کا بڑا بیٹا عزیز نورالدین ہون۔

ارل آف ڈربی - مین یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ جسکے ہاتھ سے مارا جاتا ہون اُسکا خاندان یورپ مین بھی ساری دنیا کے لوگون سے زیادہ جری اور بہادر مانا جاتا ہو مینے سُنا ہو کہ صلاح الدین کے مزاج مین رحم بھی بہت ہو۔ غالباً یہ وصف تم مین بھی ہو اگر میرا یہ خیال صحیح ہو تو میری بات یاد رکھنا کہ انگلستان کا کوئی سرو یا عورت بیکسی کی حالت مین ملجائے تو اُسپر رحم کرنا۔

عزیز - مین تمھاری نصیحتین ضرور یاد رکھونگا۔

یہ کہکر شاہزادہ عزیز نے ارل آف ڈربی کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہی زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کر کے عیسائیون پر حملہ کیا۔ سردار فوج کا سر نیزے پر دیکھتے ہی عیسائیون کے حوصلے پست ہوگئے۔ اور ساتھ ہی پاؤن اوکھڑ گئے مسلمانون نے بڑی جانفروشی کے ساتھ مسیحیونکا مقابلہ کیا تھا۔ اور ابھی اسوقت تک کچھ کم جرأت سے نہین لڑ رہے تھے۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی لوگ ایک ہزار نو سو لاشین پہاڑی کے جنوبی پہلو پہ چھوڑ کے بھاگے۔ اور مسلمانون نے انکا تعاقب کیا۔

دوسرا باب

اچھے پھنسے!

ابتدا ے سرما کی رات ہو اور خزان کا موسم ہے۔ دو گھنٹے سے زیادہ رات نہ آئی ہوگی تارے کھلے ہوے اور تین چار روز کا چاند آسمان کے مغربی کونے سے ذرا بلندی پہ چمک رہا ہے۔ ہم جس مقام کا حال بیان کر رہے ہین وہان اسوقت عجب کیفیت ہے مغرب کی طرف جدھر چاند کا گورا چہرہ نظر آرہا ہے اودھر سفید بادلون کے سیکڑون ٹیلے چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کی طرح کوسون تک پھیلتے چلے گئے ہین۔ یہان

یہ ناہموار ٹیلے جن میں یہاں کہیں قدرت نے سفید رنگ کی اُجلی چادر بچھا دی ہے جو
ہر وقت بچھی رہتی ہے اور کبھی نہیں میلی ہوتی۔ خصوصاً اسوقت چاندنی کی دھیمی روشنی میں
یہ قدرتی نیچر کے ہاتھ کا دھویا ہوا فرش کچھ ایسے روپ پر ہے کہ دیکھتے ہی دل بے اختیار
ہو جاتا ہے۔ سوا مغرب کے اور سب طرف سنگستانی پہاڑیاں باہم ملی ہوئی ایک دوسرے میں
اُلجھی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ ان پہاڑیوں میں اکثر تو ایسی ہیں جنپر روئیدگی نے نظر
فریب مخملی فرش بچھا دیا ہے اور بڑے بڑے درخت جنھیں فصل خزاں ہنوز پتوں سے بالکل
برہنہ نہیں کر سکی ہے اپنی پژمردہ اور سرد پر ٹہنیاں آزاد جنگلی طیور کے شب بسر کرنے
لیے پھیلائے ہوے ہیں۔

بعض پہاڑیاں ایسی سیاہ ڈراونی صورت سے اس سنسان میدان میں مسافروں کے
لیے وحشتناک نمونہ دکھا رہی ہیں جنپر ہوا نے سوکھے اور سکڑے خشک پتے لا لا کے
بچھا دیے ہیں۔ اس موسم کی ہوا معمولاً تیز چلتی ہے اور اسکی خاصیت ہے کہ ہر چیز پر
ایک افسردگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسوقت بھی ہوا کے جھونکے بڑے زور و شور سے اونچے اونچے
قلعوں سے ٹکراتے ہیں۔ افسردگی کے آثار تو رات کے پردے میں چھپے ہوے ہیں مگر
ہان سوکھے پتوں کے کھڑکھڑانے سے ہر طرف سے سخت آوازیں بلند ہوتی ہیں اور
کوہستانی دروں اور گڈھوں کے سینے میں گونج اوٹھتی ہیں۔

ایسے وحشت انگیز مقاموں میں خصوصاً اسوقت بالکل سناٹا ہونا چاہیے لیکن نہیں
مغرب و جنوب کے گوشے کی طرف سے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آواز معمول سے زیادہ
سُنائی دیتی ہے اور چند منٹ کے بعد ایک سوار نظر آتا ہے جو ایک پست نیچی گھاٹی کی
راہ سے سرپٹ گھوڑا دوڑاتا چلا آ رہا ہے۔

گھاٹی میں جا بجا خشک چشموں کے آثار پائے جاتے ہیں کیونکہ انکے بہاو کی جگہ پر بہت
سی بالو جمع ہو گئی اور شاید یہی سبب ہے کہ وہ سوار اپنی معمولی تیز روی سے گھوڑا بڑھائے
چلا آتا ہے پتوں کی کھڑکھڑانے کی آواز تھم تھم کے بعض اوقات رک جاتی ہے اور وہی سکوت
پیدا ہو جاتا ہے جو اس مقام کے شایان ہے۔ آخر سوار اُس چشمے کو طے کر آیا جسمیں گھٹنوں
گھٹنوں پانی ہے اور پہاڑ کے پیچ نشیب پا کر تیزی سے بہ رہا ہے۔ چشمہ یہاں سے تھوڑی دور
پر انھیں پہاڑیوں سے نکلا ہے اور بہت سی وادیوں اور چھوٹی چھوٹی نہروں کو لیتا ہوا

جنوب کی طرف دور پہونچکر نہر المنقطع[1] میں ملگیا ہے اور کیفون[2] کے پاس بحیرہ روم میں گرا ہے
سوار نے یہ نہر بھی طے کی۔ اسکے بعد کچھ دیر ٹھہر گیا اور پھر خدا جانے کیا دل میں آئی کہ
اپنے سامنے والے پہاڑ پر جو جانب مشرق واقع تھا چڑھنے لگا۔

اگرچہ چاندنی کی تیزی کم اور کہر سے کے باعث ماند پڑ جانیوالی روشنی ابھی پہلو پر پڑتی تھی مگر گھوڑے کا لیجانا نہایت دشوار تھا۔ سوار کی ہمت میں خدا جانے کس قیامت کی قدر اور ہمت تھی کہ گھوڑے کے پہاڑ پر چڑھ جانے کی دقتوں کو بالکل خیال میں نہ لایا۔ اور بہر حتی الامکان بالکل صاف اور سیدھا راستہ پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا تھوڑی دیر میں چوٹی پر پہونچ گیا کہ پلٹ کے دیکھا تو نظر بہت دور تک کام کر رہی تھی۔ کوہ کارمل کی سفید چٹانیں تو کہر سے اور غبار کی وجہ سے نہیں نظر آتی تھیں مگر تودے ٹیلے اور میدان البتہ دکھائی دیتے تھے جن پر ایک چاندنی کا ہر رنگ فرش بچھا دیا۔ پہاڑ کی بلندی پر پہونچ کے سوار نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ہر آواز کو جو کسی طرف سے آ جاتی ہے وہ غور سے سنتا ہے۔ مگر سوا ہوا کی آواز کے نہیں سنی گئی۔ وہ گھوڑے سے اترا اسکی گردن پر پیار سے تھپکیاں دیں اور ایک چٹان پر بیٹھ کے انتظار کرتا رہا۔ ناگہاں کسی طرف سے ایک چیخ کی آواز آئی۔

سوار۔ (چونک کر) کیا یہاں کچھ دشمن چھپے ہیں یا خدا نخواستہ کسی کی آواز تھی۔ دیکھنا چاہیے دریافت کرتا ہوں یہاں کس سے پوچھوں۔ وہاں جا کے معلوم ہو جائیگا۔ اگر کوئی کافر نصرانی ہو تو میری بڑی خوشی کی بات ہے کیونکہ بھٹکتے بھٹکتے یہاں تک آ جانا بھی بیکار نہ ہوگا۔ اتنا کہہ کے چلنے پر آمادہ ہوا۔

(پھر ٹھہر کے) مگر کس طرف جاؤں آواز کدھر سے آئی ہے۔ بالکل خیال نہ رہا کہ اس بات کا اندازہ کرتا (پھر ایک چیخ کی آواز آئی) مگر یہ آواز کسی عورت کی معلوم

---

[1] نہر المنقطع عربی نام ہے انگریزی نقشوں میں اسکو نہر الزرقا لکھتے ہیں اسکی دو شاخیں ہیں ایک شاخ تو وہی ہے جسے بیان کیا اور دوسری شاخ قیسریہ کے پاس سے نکلی ہے۔

[2] کیفون کو کیفہ یا حیفہ کہتے ہیں مگر اس زمانہ کا حال ہم بیان کرتے ہیں اسوقت اسے کیفون ہی کہتے تھے۔ [illegible] نظر آتا ہے۔

ہوتی تھی - خیر معلوم تو ہوگیا کہ (داہنی طرف اشارہ کرکے) ادھر سے آواز آئی مگر یہ کسی اور کی آواز تھی - خیر اسکا بھی حال کھل جائیگا - اتنا کہا اور داہنی طرف پہاڑ کے پہلو ہی پہلو چلا اور اپنا پیارا عربی گھوڑا وہین ایک درخت سے باندھکر چھوڑ دیا -

یہ سوار ایک نوعمر قد آور جوان ہے - اگرچہ اسوقت رات کو چہرہ صاف نظر نہین آتا مگر بے سوچے سمجھے جس تیزی اور عجلت سے بظاہر اسباب ایک خوف کے مقام پر یہ جارہا تھا اُس سے بخوبی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جسقدر بہادر اور جری ہو اُسی قدر نا تجربہ کار اور نوعمر ہے - کفتان کے لمبے دامن ادھر ادھر کانٹون مین اُلجھ جاتے ہین اور اُسے جلد روی سے روکتے ہین - آخر اُسنے جھلا کر دامن سمیٹ لیے اور زیادہ لمبے لمبے قدم بڑھا کر چلنے لگا -

معلوم ہوتا ہے چلتے چلتے سوار کے دلمین کچھ خوف بھی پیدا ہوا کیونکہ یکایک برچھا جسپر مصری جھنڈے کا پھریرا اُڑ رہا تھا ہاتھ مین مضبوط پکڑ کے آگے کی طرف جھکا دیا گویا کسی پر حملہ کر رہا ہے -

یہ شخص جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچا جہان سے کسی قدر فاصلے پر ایک سنگی عمارت نظر پڑی - یہ عمارت اونچی اور بلند تھی - مگر قدامت نے بیکسی کا سیاہ رنگ پھیر دیا تھا کہ چاند کا نقرئی رنگ بھی کچھ اثر نہ دکھا سکتا تھا - اس شخص نے ذرا ٹھہر کر اس عمارت کو غور سے دیکھا بیچ مین ایک بڑا گنبد تھا - اور گرد کئی کنگرے تھے مغربی پہلو چاند کی شعاعون مین صاف نظر آرہا تھا - باقی اور اطراف اندھیرے مین چھپے ہوے تھے -

اندازاً پچاس قدم کے فاصلہ پر ہوگی ہماسے تن تنہا بہادر سپاہی نے ٹھہر کر غور کیا اور اُسطرف سے آہستہ باتین کرنے کی آواز آئی - اب کھڑا ہوکر باتین سننے لگا ہوا اب ہلکی چل رہی تھی - اور ٹھہر ٹھہر کر جھونکے آتے تھے اور سردی کو اسدرجہ بڑھا دیتے تھے کہ بھلا دوست کانپنے لگتا تھا - آواز یون تو کم سنائی دیتی تھی مگر جسوقت ہوا کا جھونکا آجاتا تھا وہ الفاظ جو کسی کی زبان سے نکل رہے تھے زیادہ صاف سُنے جانے لگتے تھے - نوعمر سپاہی بڑی دیر تک ٹھہرا رہا مگر کچھ حال نہ کھلا کہ یہ کون لوگ ہین لیکن اُسکے دلمین یہ بات ٹھن گئی کہ ہو نہو افرنجیون کا کوئی شخص ہے اور اسی خیال سے طیش کھا کر اُسنے پھر قدم اُٹھایا - مگر اب آہستہ آہستہ قدم رکھتا تھا کہ کسی کو آہٹ نہ معلوم ہو - غرض اسی طرح عمارت کے پیچھے پہونچا - اور نشیب کیطرف

چھپ کے کھڑا ہو رہا اور کان لگا کے سننے لگا کہ کیا باتین ہو رہی ہین۔
کسی نے زنانے لہجے اور فرانسیسی زبان مین کہا۔ خدا کے لیے مجھپر ترس کھاؤ مجھے اپنی لونڈی سمجھ کے چھوڑ دو۔
کوئی شخص ''۔ (اُسی زبان مین) نہین مین نچھوڑونگا۔ اگرچہ جوان عورت کی جان لینا گناہ ہی مگر تم لوگون سے مین بہت جلا ہوا ہون تمھارے ہاتھ سے میرے بچے میری مان بہنین سب قتل ہوئین۔ کیا مین اسکا بدلہ نہ لونگا۔ نہین ضرور لونگا۔ اور میرا فرض ہے کہ مسیح کے دوستون سے دنیا کو پاک کر دون۔
پہلی آواز۔ یہ تو نہین ہوسکتا کہ اپنا پیارا مذہب چھوڑ دون۔ ہان اور سب طرح سے تمھاری خدمت اور اطاعت کو حاضر ہون۔ مین ہاتھ جوڑ کے کہتی ہون کہ میری جان مجھے مار کے تمھین کیا ملجائیگا۔
کوئی شخص ''۔ اچھا خیر اے عیسائی لڑکی مجھے تیری صورت پر''
کوئی عورت۔ نہین بھائی اسے زندہ نہ چھوڑ۔ اگر اسوقت بچ گئی تو پھر تمھارا بچنا دشوار ہو جائیگا۔ یہ جاتے ہی شاہ رچرڈ سے کہے گی وہ غضبناک ہو کر میری اور تمھاری دونون کی جان لے گا۔
وہی شخص۔ ہان، ہان بیشک۔ نہین مین تجھے ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا لے اب تو مرنے پر آمادہ ہو جاؤ۔
اسکے بعد ایک گھبراہٹ کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص تلوار کھینچ رہا ہے۔ ہمارا دوست بدھو کے کی نشست پر کھڑا یہ باتین سُن رہا تھا اُسمین بھی اب ٹھہرنے کی تاب نہ تھی۔ اندر جانے ہی کو تھا کہ اندر سے کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔ سپاہی بھی دروازہ کی طرف جھپٹا۔ کوئی نازنین عورت اندر سے نکلی اور اس نوجوان کو دیکھتے ہی قدمون پر گر پڑی اور نہایت ہی پُردرد بھرائی ہوئی آواز مین کہا۔ اے شریف اور بہادر مسلمان میری زندگی اب آپ ہی کے ہاتھ ہے۔
سپاہی۔ ڈرو نہین جبتک ایک مسلمان ترک تمھارے پاس کھڑا ہے کسی کی مجال نہین کہ تمھین آنکھ اُٹھا کے . . . .
کوئی مسلح شخص ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے نکلا اور ڈپٹ کے کہنے لگا کیا قضا

کسی اور کو بھی یہان لائی ؟

سپاہی - ہان ایک شخص کو لائی ہی جو تیری جان لیگا - مگر قبل اسکے کہ مین تجھپر وار کرون اپنا بتادے کہ تو مسلمان تو نہین ہے -

شخص - مین عیسائی اور محمدی دونون کا دشمن ہون اور خدا کے پاک نبی موسیٰؑ کے سوا کسی کو نہین مانتا -

سپاہی - کیا مین کسی یہودی سے باتین کر رہا ہون -

شخص "ہان خاص اولاد اسرائیل"

سپاہی - تو کچھ مضایقہ نہین لے اب سنبھل میری خونخوار تلوار تیرا کام تمام کیا چاہتی ہے -

"اللہ اکبر" کی پرجوش صدا چارون طرف کے پہاڑون مین زور سے گونجی دھندلی چاندنی مین دو تلوارین چمکین گویا دو بجلیان چمک گئین اور ایک سر جو یقیناً یہودی کا تھا زور سے اُڑکر عمارت کے دروازے کے اندر گرا مسلمان سپاہی کی طرف سے تشکریے کے طور پر پھر نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا ہنوز گرد کی پہاڑیان اس بلند آواز کا جواب نہین دیچکی تھین کہ ایک اور حسین اور کم عمر عورت اُس سر کو اپنے دامن مین لیے ہوے نکلی اور چیخ مار کے کہنے لگی اے ظالم اور کافر مسلمان تو نے میرے بھائی کی جان لی ہی تو مجھے بھی مار ڈال -

سپاہی - عورتون اور بوڑھون اور بچون کا قتل کرنا مذہب اسلام مین حرام ہی -

یہودیہ - میرا سارا کنبہ ظالم عیسائیون کے ہاتھ سے مارا گیا - بھائی تھا اسکو تو نے قتل کیا - اب مین کس کی ہوکے رہونگی - موت کے سوا اب کسی کے دامن مین مجھے پناہ نہین ملسکتی -

سپاہی - اے اسرائیلہ عورت تو کسی پاک نفس اور خدا شناس مسلمان کی لونڈی ہوکے رہ سکتی ہے -

یہودیہ - ہاے اکیا میری قسمت مین یہ لکھا تھا ! او قدوس خدا جو تیری مرضی ہو "

مسلمان ترک اگرچہ انتہا سے زیادہ بہادر اور عالی ہمت تھا مگر خدا نے ان باتون کے خلاف اُسے دل نہایت نرم اور درد آشنا دیا تھا - یہی یہودیہ کے نالہ و فریاد نے اُسپر کچھ ایسا اثر کیا کہ بے اختیار دل پر ایک چوٹ لگی اور آنسو بھر آئے مگر اس موقع پر یہودیہ کے

ساتھ کیا ہمدردی کرسکتا تھا۔ مجبوراً اپنا غم غلط کرنے کے لیے اس مظلوم اور بیکس عورت کی طرف متوجہ ہوا جو یہودی کے ہاتھ سے جان بچانے کے لیے اُسکے دامنوں مین چھپی تھی پہلے تو وہ ترکی بہادر کے قدموں پر گر پڑی تھی۔ مگر جب اُسکا جلاد دشمن مار ڈالا گیا تو اُٹھی اور عجب پیاری ادا سے مسلمان کے سامنے سر جھکا کے کھڑی ہوگئی۔ یہ حسین عورت جو اسوقت ایک برفستانی مقام پر کھڑی ہے شایداسکو سولھوان سال ہو کیونکہ بشرہ اس سے کم ہی بتاتا ہو۔ یہ مجسم حُسن عالم فریب اور پیاری دلربا صورت چونکہ ایک عالی شان مقبرے کے دروازے پر رات کے وقت کھڑی ہو اسوجہ سے بآسانی خیال کیا جاسکتا ہے کہ کسی دنیا سے گذرے ہوے مقبول مسلمان یا شہید کی آرزوئین پوری کرنے کیلیے خدا نے آسمان سے حور کو بھیجدیا ہو حقیقت مین اسکا حسن انسانی دائرے سے گذرا ہوا ہے۔ قدرت کی صناعی کا سب سے بڑا نمونہ اگر ڈھونڈھا جائے اسی صورت پر سب کا اتفاق پورا ہوجائیگا جو اسوقت ملک شام کے پہاڑون پر اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔

نیچر کے ہاتھ کا اول درجے کا کام یہی ہو۔ خدا نے یورپ اور ایشیا کے دونون مذاق ملا کر کچھ ایسی صباحت اور ملاحت یکجا کردی ہے کہ دربار حسن سے انحراف کرنے والے بیحسون کے حسن پرست بنانے کو صرف یہی کافی ہے۔ گول اور محرابدار پیشانی جو نازک ریشم کے ایسے بھورے بالون کے پاس سے شروع ہوئی ہو اور اسوقت ایک دلخراش ادا سے نیچے کیطرف جھکی نظر آتی ہو دیکھنے والے کو بڑی مشکل سے موقع دیتی ہو کہ نگاہ کسی اور طرف بھی لیجائے وہ نگاہ کو ٹھہرا لیتی ہو اور ہرگز اجازت نہین دیتی کہ اس حور دش کی ذرا دا کو بھی دیکھے بھوین الگ الگ ہین اور عجب خوشنمائی سے اُن پیاری آنکھون پر سایہ کیے ہوے ہین جنھون نے کبھی سرمے کی صورت بھی نہین دیکھی ہو آنکھین نہ ایشیا کے آہو چشم دلبرون کی طرح گہری گہری سیاہی مارتی ہین اور نہ عام نازنینان یورپ کی طرح زرد ہین انکا رنگ نہایت صاف اور شگفتہ آسمانی ہے صبح کا سمان جیسے شبنم دھو چکی ہے اور جسپر آفتاب کی کچھ کچھ کرنین پڑنے لگی ہوتی ہین اُن بڑی بڑی آنکھون کی سچی تصویر۔ ایسا نہین ہو کہ یہ آنکھین شوخ نہون گو اسوقت بیکسی اور مصیبت اور شرم نے ایک قسم کی متانت اور سنجیدگی پیدا کردی ہو مگر اصل مین اُن آنکھون کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھنے والون کے ساتھ شوخیان کرنا خوب آتا ہو جو اپنے قدردان ہی کے ساتھ شوخی کرتی ہین۔

گورے اور یونانی نقشے کی ناک جو بلند ہے اور پھیلنے نہین پائی ہی اون نازک اور پتلے ہونٹون پر جھک پڑی ہی جنھین ایشیائی مذاق مین آب حیوان کا خوشنما اور پیارا گھاٹ کہنا چاہیے ملائم گورے اور چکنے رخسارے جنکے گورے رنگ کے نیچے سے اس شرم اور خوف کے عالم مین خون نے اپنی سرخی کھینچ لی ہی اس فسردگی کی ادا مین بھی ایسے ہین کہ نظر پھسلی پڑتی ہے نازک چھوٹی سی ٹھوڑی جو زاہد فریب چہرے کی آخری حد ہی اسوقت ندامت کے باعث گورے سینے مین ملی ہوئی ہی اس ٹھوڑی کے درمیانی نشیب کو اگر ہمارے شعرا دیکھ لیتے تو اونھین یقین آجاتا کہ چاہ کنعان وہی ہی کیونکہ اور حوروشون کے خلاف یہ چاہ غبغب ارض کنعان ہی مین دیکھا گیا ہے۔

اصل تو یہ ہی کہ یہ چہرہ خدا کے فرشتے کیطرح کروسیڈ[1] کی بے انتہا لڑائیون کا فیصلہ کرانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

ان سب باتون کے ساتھ سادگی اور عصمت نے کچھ ایسی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ اس نازنین کو کسی زاہد سالہ کے دل پر فتح پانے مین اتنی بھی دیر نہ لگتی جتنی مسلمانون کو شوف عام پر قبضہ کرنے لگی۔

بیضاوی بھولا چہرہ۔ رسیلی تیلی چمکدار اور عصمت کی دلفریب جھلکیان دکھانیوالی آنکھین اور ہواگنے کے جھٹکون مین بکھر جانے والے بھورے بالون کا آنکھون اور رخسارون پر بکھر جانا۔ ایسی باتین تھین کہ مسلمان ترک باوجود سخت متحمل ہونے کے اپنے دل پر بالکل قابو نرکھ سکا اس نازنین کی وضع بھی عجیب و غریب تھی جسنے مسلمان فوجی آدمی کو حیرت مین ڈالدیا سر پر ایک نئی قسم کی ٹوپی تھی جو اپنی وضع کے اعتبار سے بالکل ایسی تھی کہ اگر کنٹوپ سے تشبیہ دیجاوے تو ہمارے ملک کے لوگ بخوبی سمجھ جائینگے۔ نازک اور گورے

---

[1] کروسیڈ یورپ مین اُن لڑائیون کو کہتے ہین جو پانچوین صدی ہجری سے چھٹی صدی تک بیت المقدس کے لیے مسلمانون اور عیسائیون مین رہین۔ ان لڑائیون مین سارے یورپ نے سنبھل سنبھلکر اپنی تمام قوت یکجا کر کے لاکھون کے گروہ ارض شام مین بھیجے مگر نتیجہ یہی ہوا کہ مسلمان کامیاب رہے یورپ نے اس مدت مین شام پر نو حملے کیے تھے جمین ہمارا قصہ شروع ہوا وہ تیسرا حملہ تھا اور اس مین انگلستان کا بادشاہ رچرڈ شیردل اور فرانس کا بادشاہ فلپ دونون شریک تھے۔

بدن پر زرد رنگ کی قیمتی اور عمدہ اطلس کا کھنچا ہوا چست پوری آستین کا کرتا تھا جسمین گلے سے ناف تک چاندی کے منقش بوتام لگے تھے۔ آستینین کلائی کے پاس تو خوب کسی تھین مگر آگے بڑھ کر بہت ڈھیلی ہو گئی تھین اور ان سب کپڑون پر کوئی سُرخ ریشمی لباس عبا کی قسم کا تھا گلے کے نیچے ایک نہایت ہی قیمتی ہیرے کا بوتام عبا کے دونون کنارون کو اٹکائے ہوے تھا۔

یہ عبا بہت لمبی چوڑی تھی۔ دامن لکھنؤ کی نازک خیال اور وضعدار عورتون کے پائچون کی طرح زمین پر لوٹ رہے تھے مگر یہ خوش سلیقہ نازنین اُن دامنونکو جس طرح ہمارے شہر کی نازک مزاج پری رخین پائچون کو اُٹھائے رہتی ہین ایک ادا کے ساتھ اپنے دونون ہاتھون مین لیے ہوے تھی۔ پاؤن مین اُس وضع کی ڈھیلی جوتیان تھین جیسے کہ اندنون مشرقی ممالک مین مروج تھین۔

یہ مقبرہ جس کے دروازہ پر مسلمان سپاہی یہ نازنین اور وہ خوبصورت یہودیہ تینون آدمی کھڑے تھے پہاڑ پر واقع تھا۔ دروازہ چونکہ مشرق کی طرف تھا اسوجہ سے چاندنی کی روشنی اُس مقام پر نہین پہونچ سکتی تھی جہان یہ لوگ تھے۔ مگر یہ بھی نہ تھا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا ہو رات اندھیری نہ تھی۔

سوار کو اُس نازنین کے ادب سے کھڑے رہنے کی ادا نہایت پسند آئی۔ یہ نوعمر لڑکی اُسوقت خوف اور دہشت سے کانپ رہی تھی۔ مگر ہمارا بہادر سپاہی بالکل نہ جان سکا کہ وہ ڈر رہی ہے اُسنے فرنچ زبان مین پوچھا۔

تمہارا واقعہ بالکل ایک راز ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ معاملہ کیا تھا۔ آخر یہودی کیونکر یہانتک لایا۔ اور تمھاری سی حور وش لڑکی کو کیون قتل کیا چاہتا تھا۔

نازنین۔ میرا حال نہ پوچھیے۔ کیا بتاؤن کہ قسمت نے کیونکر اس ظالم کے پھندے مین پھنسا دیا۔ تم نہ ہوتے تو ابتک مین اُن مبارک لوگون مین جا ملی ہوتی جنھون نے اس سرزمین پر اپنی جان دی۔ مسیح اسے تو بہ خدا تم کو اس کا اجر دے گا کہ میری جان بچائی۔

سپاہی۔ یہ تو بتاؤ تم یہان کیونکر آئین؟ اور کب آئین؟

نازنین۔ ہاے! اب تم سے کیا کہون! ہمارے لوگون نے جب شوق عام پر

قبضہ کرلیا تو صرف اس خیال سے کہ یہ محفوظ مقام ہے مین بہ اطمینان رہنے کے لیے یہان بھیجدی گئی ہ

آج مسلمانون نے پھر شوف عام کو لے لیا۔ عیسائی سپاہی بہد رجہ بدحواس بھاگے کہ میرا خیال بھی نہ کیا۔ مین نے جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ مین پڑجاؤن گی اس یہودی کو کہ میرا خادم تھا ساتھ لیا۔ (یہودیہ کی طرف اشارہ کرکے) یہ اُسی یہن حقیقی اور میری خادمہ ہے عین جسوقت عیسائیون کو شکست ہوئی ہم تینون آدمی شوف عام سے باہر نکلے یہ ظالم یہودی مجھے دم دے کے یہان لے آیا اور چاہتا تھا کہ مجھے قتل کر ڈالے اتنے مین آپ آگئے۔

سپاہی۔ یہ تمھارا نوکر تھا بڑا نمک حرام نکلا! خدا کے وعدے سچے ہین یہودیوں پر اللہ کا غضب نازل ہے۔ یہ ایک اُسی کا نمونہ ہو مگر اُس سے اور تمسے کیا عداوت تھی۔

وہ نازنین کچھ کہنے کو تھی کہ یہودیہ جسنے اب رونا پیٹنا شروع کر دیا تھا مسلمان سوار کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی۔

صاحب مجھ سے سنیے۔ میرے بھائی نے اگر ایسا قصد کیا تو کیا بُرائی کی؟ آپ کو اگر یہ معلوم ہوجائے کہ ان لوگون کے ہاتھ سے اُسپر کیا کیا ظلم ہوگئے تو یقین ہے کہ اُسکے قتل کرنے پر آپ نادم ہون۔ اگرچہ میرا بھائی مار ڈالا گیا مگر مین خوش ہون کہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا۔ اگر کسی کمبخت عیسائی کے ہاتھ سے مارا جاتا تو عمر بھر روتی اور نہ رو چکتی۔ آپ ذرا کان لگا کر میرا دردآمیز حال سُن لین مین یورپ کے ایک مغربی جزیرے انگلینڈ کی رہنے والی ہون۔ وہ جزیرہ جہان کا بادشاہ رچرڈ سلطان صلاح الدین سے لڑ رہا ہی بہت سے یہودی اُس جزیرہ مین آباد تھے اُنھین بدنصیب لوگون مین ایک مین بھی ہون فی الحال بیت المقدس پر حملہ کرنے کے لیے جب وہان سے فوج آنے لگی اُسوقت تمام رعایا سے ٹکس طلب کیا۔ غریب یہودی چونکہ اس کام مین دل سے مدد نہین دے سکتے تھے اسوجہ سے اونپر بڑا ظلم کیا گیا۔ تیس چالیس ہزار یہودی اس بے بسی سے قتل ہوگئے کہ اُنکی آہ وزاری بھی سُننے والا کوئی نہ تھا۔ اے صاحب! ہماری قوم کی بڑی بے عزتی ہوگئی! ہمارے مرد تہ تیغ ہوگئے ہماری عورتین لونڈیان بنائی گئین۔ مین بھی اُن یہودیہ عورتون مین سے ہون جو اس طرح جبر کرکے لونڈیان بنائی گئی تھین۔

میرے بھائی نے جان کے خوف سے دین مسیحی اختیار کیا اور ذلت سے ایک غلام کی طرح یہان لایا گیا آپ نے تو اب قتل کیا مگر وہ اس سے پیشتر ہی اپنی زندگی سے عاجز آچکا تھا وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اس لڑکی کو یہان قتل کرنا چاہتا تھا افسوس !ناکام رہا! مگر صد شکر کہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا - اور مین بھی بہت خوش ہون کہ آیندہ سے ظالم انگریزون کی لونڈی نہ رہون گی بلکہ کسی شریف مسلمان کی خدمت کو اپنی عزت سمجھونگی "

سوار "حقیقت مین تم لوگون پر بڑا ظلم کیا گیا - مگر ایک کمسن اور دوشیزہ لڑکی کو قتل کرکے اُس سے عوض ملجاتا "

یہودیہ "صاحب جسکا دل جلا ہوتا ہے وہ کسی طرح اپنا کلیجہ ٹھنڈا ہی کر لیتا ہے "

نازنین " اے صاحب یہ یہودی بڑا ظالم تھا اس مقبرے مین ابھی ابھی اسنے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا - اُسنے اس طرح چیخ چیخ کے جان دی ہے کہ میرا دل ابتک قابو مین نہین ہے -

سوار " مسلمان! کیا کوئی مسلمان یہان بھی آیا تھا؟ "

نازنین "جی ہان اُسنے بھی میرے بچانے کی کوشش کی تھی مگر غریب جان سے مارا گیا "

مسلمان سپاہی یہ حال سنکر مقبرے کے اندر گیا - دیکھا تو دروازے تک تمام زمین خون مین رنگی ہوئی تھی - اندھیرے مین کچھ معلوم نہ ہوتا مگر خوب غور سے دیکھا تو ایک لاش نظر آئی دلمین کہنے لگا معلوم نہین یہ کون شخص تھا خیر اب صبح کو آدمی بھیجکر دریافت کرا لونگا اتنا کہہ کے واپس آنے کو تھا کہ خیال آیا یہ ایک مسلمان کی لاش ہے اور یہ اسلام کی شان سے بعید ہے کہ مین دینی اخوت کو توڑ دون اور بے دریافت کیے پلٹ جاؤن لاش کو کھینچکر مقبرے کے باہر نکالا - ہر طرح سے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا مگر پہچان نہ سکا کہ کس مسلمان کی لاش ہے - لاش کو پھر مقبرے کے اندر ڈالدیا اور باہر نکلکر دونون عورتون سے کہنے لگا -

چلو اب رات زیادہ آتی جاتی ہے - ابھی تک چاند کی روشنی باقی ہے آسانی سے

ہم لوگ شوف عام میں پہونچ جائینگے معلوم نہین کسقدر فاصلے پر ہیں مین عیسائیون کے تعاقب مین یہانتک نکل آیا۔ یہ بھی خوش قسمتی تھی۔ یہ کہا اور اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ کے لے چلا اسوقت چاند پر ایک چھوٹا سا ابر کا ٹکڑا آگیا تھا۔ اگرچہ چاندنی نہ تھی مگر راستہ بخوبی معلوم ہوتا تھا۔

یہ مسلمان سوار جو خود بھی بہت کم عمر تھا اس وضع پر جارہا تھا کہ اسکے داہنے پہلو پر وہ حسین اور نوشیزہ لڑکی تھی اور بائین طرف یہ بوڑھی عورت تھی۔ راہ مین اکثر بڑی بڑی چٹانین پڑتی تھین اور یہ تینون مجبوراً ایک دوسرے سے کسیقدر فاصلے پر ہوجاتے تھے اور یہ تو بہت دفعہ ہوا کہ راستے کی تنگی کیوجہ سے نوجوان نے دونون عورتون کو آگے کیا اور خود پیچھے ہولیا۔ اتنے مین چاند نمودار ہوا اور اُسکی روشنی تمام کوہستان پر پھیل گئی۔ دور کی گھاٹیان اور فاصلے پر واقع ہونیوالے جنگلی درخت نظر کبھی نیچے جھکاتے تھے اور کبھی بلندی پر لیجاتے تھے جوان نے اُسوقت کو غنیمت سمجھا اور داہنی طرف جھک کے خوب غور سے اُس نازنین لڑکی کی صورت دیکھنے لگا۔

اسمین کوئی شک نہین کہ جوان کی نظر مین اُس گورے اور پیارے چہرے کے جسپر چاند کی روشنی پڑرہی تھی خود چاند کو شرما دیا۔ یہ تو ہلال تھا۔ یہ چہرہ اس بلا کا تھا کہ بدر کامل ہوتا تو بھی شرما جاتا۔ جسوقت وہ صورت چاند کے مقابل تھی نوجوان بمشکل تمیز کرسکا کہ آیا چاند کی شعاعین اُسپر پڑتی ہین یا اُسکی شعاعین چاند کو روشن کیے ہوے ہین نوجوان کو دیکھتے ہی نازنین نے شرم سے گردن جھکالی اور اُسکی شرمگین ادا سے کچھ ایسی عصمت اور بھولاپن معلوم ہوا کہ مسلمان نوجوان کو باوجود نہایت درجے کی مستقل مزاجی کے کلیجہ ہاتھون سے تھام لینے ہی بن پڑا۔ جب اُسپر بھی کسی طرح صبر نہوسکا تو اُس نازنین کیطرف خطاب کرکے کہا "اے پیاری نازنین۔ تیرا نام کیا ہے"

نازنین نے "مین اپنا نام نہین بتا سکتی۔ جو عورت کسی کی لونڈی ہونیوالی ہو اُسے ہرگز نہین مناسب ہے کہ اپنا نام بتائے اور اپنا حال کھولکے اپنے خاندان کی بے عزتی اور بے آبروئی کرے"

مسلمان نے "اچھا اگر تم کسی کی اور خدا نکرے اُسکے دلکی مالک بنکے رہو تب تو بتادوگی"

نازنین نے (شرماکر) "نہین مین کسی کی مالک نہین ہوسکتی"

مسلمان "آخر کسی طرح تو مجھے معلوم ہونا چاہیے مجھے یقین ہو کہ تم کسی عام خاندان کی لڑکی نہین ہو تمھارے بشرے سے معلوم ہوتا ہی کہ تم شاہی خاندان سے ہو"

نازنین "نہین شاہی خاندان سے کیا علاقہ ہین ایک غریب عیسائی کی لڑکی ہون"

مسلمان "آخر تمھین اپنا نام اور حسب و نسب بتلانے مین کیا عذر ہے"

نازنین "مین اس شرط پر بتا سکتی ہون کہ مجھے یورپین کیمپ مین پہونچا دینے کا وعدہ کرو"

مسلمان "ہاے دلپر جبر کرنا پڑے گا"

یہودیہ "نہین یہ آپ وعدہ نہ کیجیے ہین آپکو بتا دونگی انکا سارا حال مجھے معلوم ہے"

مسلمان "مین انھین کی زبانی سننا چاہتا ہون"

اسیقدر باتین ہوئی تھین کہ نوجوان اپنے گھوڑے کے پاس پہونچگیا پیار سے اُسکی گردن پر تھپکیان دین اور سوچنے لگا کہ خود تو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے مگر ان عورتون کو کس طرح اپنے خیمہ تک لیجائے اسی فکر مین تھا کہ کسی طرف نزدیک ہی ایک آہٹ معلوم ہوئی چونک کر بولا کیا یہان کوئی اور بھی ہے۔

اب گھوڑون کے ٹاپون کی بھی آواز سُنی گئی "نوجوان" اچھا تو اب پہلے سے ہی طرف اطمینان کر لینا چاہیے۔ اُس نازنین سے (اے پیاری دلربا) تم دم بھر اس یہودیہ عورت کے ساتھ یہان ٹھہرو مین ذرا دیکھ آؤن کہ یہان درختون مین اسوقت کن لوگون کی آہٹ معلوم ہوتی ہے۔ تم خبردار یہین رہنا اور کسی طرف کا قصد نہ کرنا۔ یہ مقام ایک تو یونہی خوفناک ہو رہا ہی خصوصاً آج کے روز تو بہت ہی خوفناک ہو رہا ہے اب مین جاتا ہون۔ ہوشیاری سے کام لینا۔ شاید میرے ہاتھ سے نکلجانے کے لیے تم بھاگنے کی کوشش کرو مگر خوب سمجھ لو کہ اسوقت تمھارا کسی طرف کا قصد کرنا اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہے۔

نازنین "نہین مین کہین نجاؤنگی مگر مجھے تنہا ڈر معلوم ہوتا ہے خدا کے لیے جلد آنا"

بہادر مسلمان گھوڑے پر سوار ہوکر اسطرف روانہ ہوا جدھر آہٹ معلوم ہوتی تھی۔ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ چاندنی مین چار سوار نظر آئے مگر قبل اسکے کہ ہمارا مسلمان سپاہی ان لوگون کو دیکھے وہ لوگ اسے دیکھ چکے تھے۔ نوجوان کے زیادہ شائق جنگ ہونیکا اندازہ اس سے بخوبی کیا جا سکتا ہی کہ اس سے پیشتر وہ لوگ نوجوان کیطرف بڑھین

نوجوان نے زور سے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور برچھے کو قدیم عرب کے جنگی اصول پر بغل مین دبا کے
آگے بھکا دیا کہ چارمین سے ایک کا فیصلہ تو اسی طرح ہو جائے۔ مگر قریب پہونچکر خدا جانے
کیا خیال آیا کہ برچھا بلند کرکے لنگو فرینکا زبان مین زور سے ڈپٹ کر کہا " جلدی بتاؤ تم
لوگ کون ہو تمھارے قتل کرنے مین بس اسی قدر تامل ہو کہ ایسا نہو تم خدا وحدہ لاشریک
کے سچے عبادت گذار مسلمان ہو"

اتنا سنتے ہی اُن چارون مین سے ایک نے چلا کر کہا۔ کراس کے دوستو قبل اسکے کہ
اس ظالم اور بیدین مسلمان کی زبان سے کوئی اور لفظ نکلے آؤ اسکا کام تمام کردین
یہ کہکر چارون سوار ہمارے جری سپاہی پر ٹوٹ پڑے۔

مسلمان نوجوان نے بڑی جرأت سے چارونکا مقابلہ کیا اُنین سے ایک تو نیزے کی
نذر ہو گیا۔ دوسرے نے دو چار وار خالی دیکر سپہ گری کے کچھ جوہر دکھائے تھے مگر آخر
اُسپر کاری تلوار پڑی۔ اور بیجان گرکر پہاڑی کے نشیب مین دور تک لڑھکتا چلا گیا
باقی دو سوارون نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ جنمین سے ایک کا نیزہ جوان کے گھوڑے کے
بائین پہلو پر پڑا گھوڑا زور سے بھڑکا اور چونکہ سنگستانی مقام اور پہاڑی کا پہلو تھا
ہو جہ سے گھوڑے نے بھڑکتے ہی سخت ٹھوکر لی۔ گھوڑا اسقدر زیادہ آگے کو جھکا تھا کہ
جوان بھی جھک گیا عیسائی سوارون کو یہ موقع غنیمت معلوم ہوا انھون نے جوان کی
پیٹھ پر تلوار کا وار کیا۔ یہ زخم ایسا کاری پڑا کہ زرہ کٹ گئی اور خون بہنے لگا ساتھ ہی دوسرا
وار داہنے شانے پر پڑا جس سے شانہ سُست ہو گیا زخمی ہوتے ہی نوجوان کی رگون مین
اسلامی خون نے ایک جوش مارا اُسمین بالکل تاب نرہی کہ اپنے بچانیکا ذرا بھی خیال کرے
اس زخمی اور سُست شانے کو جنبش مین آکر اُٹھایا اور اُس عیسائی سوار پر جسنے ہمارے
دوست کے گھوڑے کو زخمی کیا تھا ایسا وار کیا کہ اُسکے ساتھی کو حیرت ہو گئی اور معلوم نہین
ہوا کہ کیونکر اُسکے دوست کا سر یک بیک غائب ہو گیا۔

نوجوان نے اپنے دشمن کو قتل کرکے زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا یہ پر جوش نعرہ
پورا زبان سے نکلنے بھی نہ پایا تھا کہ باقی ماندہ عیسائی سوار نے اُسکے شانے پر جو زخمی
ہو چکا تھا ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ یہ زخم ایسا کاری پڑا کہا ہاتھ لٹک پڑا اور نوجوان بالکل
اس قابل نہ رہا کہ اس سے پچھلے حملے کا بدلہ لے۔ عیسائی نے متواتر وار کرنا شروع کئے

مسلمان نوجوان اگرچہ حملہ کرنے کے قابل نرہا تھا مگر بائین ہاتھ مین ڈھال لے کر بڑی پھرتی کے ساتھ دشمن کے حملون سے بچتا رہا عیسائی زور سے کلمات رجز اور اپنے دینی جوش کے الفاظ کہتا جاتا تھا اور وار کرتا جاتا تھا - اور نوجوان اُن وارون کو ڈھال پر لے رہا تھا عیسائی سوار کی آواز ہوا مین گونج گونج کر ادھر اُدھر کی پہاڑیون سے ٹکراتی اور اس سناٹے کے کوہستانی سین سے اپنا جواب پاتی تھی ان دونون سپاہیون کی لڑائی دیر تک اسی طریقہ پر رہی کہ مسلمان نوجوان کو اپنی نظر کے سامنے کچھ لوگ آتے نظر پڑے -

ان لوگون کو دیکھ کے اسکے دلمین مختلف قسم کے خیالات پیدا ہوئے کبھی اُمید خوش کر دیتی تھی کہ یہ مسلمان سپاہی ہین جنکو خدا نے اُسکی مدد کے لیے بھیجدیا ہے اور کبھی یاس ڈرا دیتی تھی کہ نہین یہ دشمن ہین -

آخر وہ لوگ قریب پہونچ گئے اور چاندنی مین اُنکی وضع دیکھنے سے یقین ہوگیا کہ ہاے یہ بھی جان کے دشمن ہین یہ عیسائی سوار تھے اور اپنے ساتھی کی آواز سُنکر جھپٹ پڑے تھے اور شمار مین یہ لوگ سات آٹھ سے زیادہ نہونگے مسلمان نوجوان اگرچہ ہزار دو ہزار کی جماعت کو خیال مین بھی نہ لاتا مگر اس وقع پر بالکل بیدست و پا تھا سبھون نے آتے ہی اُسے گھیر لیا اور آخر کار ہمارے بہادر اور عالی ہمت نوجوان کو قید ہونا پڑا - سبھون نے ملکر اُسکے ہتھیار نے لیے اور باندھ کے ارادہ کیا کہ جس طرح بن پڑے اسیوقت عکہ مین پہونچا دین جسکے گرد پولا انگریزی کیمپ ہے

دونون عورتین ایک تو وہ نازنین دوشیزہ پریوش لڑکی اور دوسری یہودیہ عورت نوجوان کا انتظار کر رہی تھین کہ دور سے بہت سے سوار آتے نظر پڑے دونون نے گھبرا کے بھاگنے یا کسی طرف چھپ جانے کا ارادہ کیا کچھ ایسی بدحواسی طاری ہوگئی کہ دونون ایک دوسرے سے جدا ہوگئین - یہودیہ تو البتہ نظر پڑی کہ سامنے بھاگتی چلی جاتی تھی مگر وہ ملائک فریب نازنین خدا جانے کس طرف چلی گئی کہ اُسکا کہین پتہ نہ لگا سوارون نے گھوڑے دوڑا کر یہودیہ عورت کو گرفتار کر لیا اور دھمکا دھمکا کے پوچھنے لگے جلد بتا تو کون ہے -

یہودیہ - (رُک رُک کر) صاحب مین ایک یہودی خاندان کی بدنصیب عورت ہون -

ایک سوار - یہودن - اسکو قتل کر ڈالنا چاہیے یہ کمبخت مسلمانون سے زیادہ ہمارے

دین کے دشمن ہین۔

یہودیہ:- مین بڑی احسانمند ہون اگر تم مجھے مارڈالو خدا خدا کر کے مجھے ظالم عیسائیون کے پنجے سے نجات ملی تھی۔ ہاے اب پھر وہی سامنا ہو نہین تم مجھے مار ہی ڈالو"

سوار:- ہان مین خوشی سے تیری یہ آرزو پوری کر دونگا اور تجھ ہی پر کیا منحصر ہو اگر تیری قوم کے سب لوگ ایسی تمنا کرین تو اُن سب کو بڑے ذوق شوق سے اور بڑے فخر کے ساتھ بامراد کرسکتا ہون"

یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور یہودیہ پر وار کرنے ہی کو تھا کہ نوجوان قیدی مسلمان نے زور سے چلا کے کہا۔

اے ناخدا ترس عیسائی پہلے میری ایک بات سُن لے پھر سب سوارون کیطرف خطاب کر کے کہا۔ تم لوگون کو کچھ میرا پاس و لحاظ بھی ہے۔

دو چار سوار:- تمھاری جرأت کی وجہ سے بیشک ہمارے دلمین تمھاری قدر ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ تم اپنی قوم کے سردار بھی ہو۔ کیونکہ تمھاری کلغی مین تمھاری عزت اور وقعت سے بخوبی مطلع کر رہی ہو۔ تم جو کچھ کہوگے اُسے ہم ضرور تسلیم کر لین گے"

نوجوان:- تو اس یہودیہ کو زندہ گرفتار کر لو اسے جان سے نہ مارو مین اسکا احسانمند ہونگا

سب سوار:- اس بات پر ہم تمھارے کہنے پر ضرور عمل کرینگے"

یہ کہہ کے سبھون نے یہودیہ کو باندھ لیا اور ان دونون قیدیون کو لے کر پہاڑی سے اوترے اور سامنے بالو کے میدان مین ہوتے ہوے عکہ کو روانہ ہوے"

تیسرا باب

ہزار بار جو یوسف کیے غلام نہین

صبح کا وقت ہی۔ نماز صبح سے مسلمانون کو فراغت ہلچکی ہی مگر طیور ابھی تک اپنے معمولی وظیفے مین مشغول ہین خوب صاف اور شگفتہ نیلگونی ظاہر کرنیوالے آسمان پر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون کا جال پڑا ہوا ہے۔ خدا کی آزاد مخلوق یعنے چڑیان چار پہر کی چھوٹی ہوئی عشق کے تازہ کرنے کے لیے عجیب جوش وخروش کے ساتھ اُسکے سنسان سین مین ایک دلفریب حرکت پیدا کر رہی ہو اُنکے پھیلے ہوے پر اور پھر اُن کی تیز روی عرصہ جنگ کے

اُس پرجوش منظر کو یاد دلا رہی ہی جبکہ کڑی کمانوں اور مضبوط چٹکیوں کے تیر یونہیں فراٹے بھرتے ہوا میں اُڑتے چلے جاتے ہیں - پہاڑیوں کی چوٹیاں بیچ در بیچ گھاٹیاں جہان جاڑوں کی راتنے جابجا تھوڑی تھوڑی برف جمادی ہی - رنگ کے نئے استقلال ٹیلے جو مزاج دُنیا کی طرح ہمیشہ پہلو بدلتے رہتے ہین - ان سب کو صبح کی سہاونی روشنی نے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا ہی جو نیچرل فنامنا (جلوہ گاہ قدرت) سے لطف اُٹھانا چاہتے ہین مشرقی گوشہ آسمان سے جدھر کوہستانی سلسلہ دور تک چلا گیا ہی عرب کے لوگون کے لمبے لمبے چمکتے ہوسے برچھون کی طرح آفتاب کی سنہری کرنین نمودار ہوئی ہین اور اُنکا عکس جہان فسوف عام کی مسجد کے میناروں اور اونچی اونچی عمارتون پر پڑتا ہے وہان پہاڑی کے اس پہلو پر بھی پڑ رہا ہے جہان ہزارون بیجان لوگ مختلف وضعون اور پہلو ؤن پر خون مین نہلائے ہوے اس اطمینان سے پڑے ہین کہ گویا جو کچھ کرنا تھا کر چکے!!

چند مسلمان سپاہی ان لاشون پر پاؤن رکھ رکھ کے اس طرح سیر کرتے پھرتے ہین کہ گویا کسی خاص شخص کی لاش کو تلاش کر رہے ہین - ایک لاش پر غور کرکے اور اُسے اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہین مگر اُس چیز کو نہین پاتے جسے ڈھونڈھ رہے ہین چونکہ سب کے چہرے سے ایک صدمہ اور غم نمایان ہی اسلیے یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہی کہ جس کسی لاش کی تلاش ہے وہ ان لوگون کا بڑا دوست ہی اور اس سے انھین خاص قسم کی ہمدردی ہی آخر یہ لوگ لاشین اُلٹتے اُلٹتے اور مردون کو روندتے روندتے تھک گئے -

ایک " کہین پتہ نہین لگتا ان لاشون مین تو نہین ہین "

دوسرا " آخر شہید ہوتے تو یہین ہوتے اسکے سوا اور کوئی مقام تو نہین ہے "

تیسرا " یہی تو تعجب ہے کہ آخر کہان چلے گئے "

پہلا " اور یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ قید ہو گئے - افرنجیون کو ہم نے پوری شکست دی انھین اتنے حواس کہان کہ ہم مین سے کسی کو قید کرتے "

دوسرا " نہین صاحب بھلا قید کیا کرتے وہ لوگ بڑی بے سروسامانی سے بھاگے ہین "

دوسرا " واللہ اعلم کیا اسرار ہے "

چوتھا " مگر یہ ہمارے لیے بڑی ذلت کی بات ہوئی ایسے بہادر اور جری افسر کا ہاتھ سے جاتا رہنا کوئی ادنےٰ بات نہین "

پہلا "ہم تو ہم سلطان کو خبر ہوگی تو کتنا بڑا صدمہ ہوگا"
چوتھا "اصل تو یون ہے کہ منھ دکھانے کے قابل نہین رہے"
پہلا - چلو اپنے خیمہ مین چل کے اس امر پر غور کرین کہ سلطان صلاح الدین کو اس امر کی اطلاع کی جائے یا نہ کی جائے"
دوسرا "نہ کیجائے گی تو نہ کیجائیگی - یہ حال بھلا چھپنے والا ہے - اتنے بڑے عالی ہمت بادشاہ کے ایسے بہادر بیٹے کا غائب ہونا پوشیدہ نہین رہ سکتا"
پہلا - اچھا چلو تو سہی - اسی امر پر غور کرنا ہی جیسی راے قرار پائیگی کیا جائیگا"
چوتھا "بہتر ہے"
اسکے بعد سب کے سب ملول و حزین صورتین بنائے چپ چپ اور آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے چلے اور شوف عام کے اس حصہ مین پہونچے جہان مسلمانونکا کیمپ تھا"
اعلے افسر کا خیمہ دیکھ کر سب کے آنسو بھر آئے اور بیتابی کے جوش مین ایک کی زبان سے نکلگیا - ہاے ہم زندہ موجود ہون اور یہ خیمہ خالی نظر آئے -
دوسرا "(اسکی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے) نہین ہماری زندگی مین کبھی ایسا نہوگا خدا شاہزادے کی عمر مین برکت دے - کل کی لڑائی اکیلے انھین کے ہاتھ سے فتح ہوئی"
(اپنے ساتھی کیطرف اشارہ کر کے) ابھی یہ حال کھلنے نہ پائے ایک تو ہم اس قابل نہ رہین گے کہ سلطان صلاح الدین کو منھ دکھائین - دوسرے یہ بات عیسائیون تک پہونچی تو انھین تجسس ہوگا اور خدا نخواستہ ہمارا بہادر شاہزادہ اُنکے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا تو بڑی مشکل ہو جائے گی سمجھے نہ"
پہلا "سب کچھ سمجھے مگر جب صبر بھی ہو سکے"
یہ لوگ شاہزادے کے خیمہ مین داخل ہوے اور مشورہ کرنے لگے کہ اس بارے مین کیا کارروائی کیجائے آخر راے قرار پائی کہ یہ امر بالکل مخفی رکھا جائے -
"ایک شخص نے سب کی طرف خطاب کر کے کہا مگر خود سلطان کو ضرور خبر ہو جانا چاہیے - اور کسی کو نہ معلوم ہو - مجمع مین کسی نے ہنسکر جواب دیا سلطان کو کس منھ سے ہم خبر کرینگے"
پہلا - اسمین بڑی مصلحت ہی ایک تو جسقدر زمانہ گذریگا اسیقدر ہماری ندامت زیادہ ہوتی

جائیگی - دوسرے سلطان بڑے عقلمند اور مدبر ہین وہ اپنے بیٹے کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر کرینگے اور ہماری قسمت مین تو یہ بدنامی لکھی ہی تھی - ایک شخص تلوار کھینچ کے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے تمام امور کا فیصلہ ہم اسی وقت کرلین - تلوارین ہمارے ہاتھو مین ہون اور بے ایمان کافر مشرک افرنجیون کی فوج مین گھسکر اپنی بہادری کھاتے جنت مین پہونچ جائین اور حورون کو گودمین اُٹھالین ہمارا کام مارنا مرجانا ہے -

ہم گھر مین بیٹھ کے منصوبے کرنے کے لیے نہین پیدا ہوے - ہین بزدلونکی طرح اس تقریر نے سب افسرون مین ایک جوش پیدا کردیا - سب اسی راے پر آمادہ ہوگئے - مگر ایک سن رسیدہ تجربہ کار عرب نے کہا -

جان بوجھ کے ہلاکت مین پڑنا عقل کے بھی خلاف ہے اور خدا کے بھی خلاف ہی لڑو - مگر اس طرح کہ اپنے دین اپنے بادشاہ اپنے ملک کے کام آؤ - یہ نہین کہ مرد اور دین کو نقصان پہونچاؤ - مناسب یہی ہی کہ سلطان کو اطلاع کی جائے اور ہماری تلوارین وقت اور موقع پر میان سے نکلین اور اس مقدس زمین کو کافرون سے پاک وصاف کردین -

ایک افسر نے اب زیادہ گفتگو کی اور ہمین جوش دلانے کی ضرورت نہین ہم مین پورا جوش اور پوری غیرت ہی - اور انشاء اللہ ہماری تلوارین شاہزادہ عزیز کو ڈھونڈھ نکالینگی مین اسیوقت جاتا ہون اور سلطان صلاح الدین کو اس معرکہ کی خبر دونگا اور سارا حال مفصل بیان کردونگا پھر جیسا وہ حکم دینگے کیا جائیگا -

سب لوگ اُسی خیمہ مین بیٹھے رہے اور یہ شخص گھوڑے پر سوار ہوکر عکہ کے جنوبی جانب کوہ کارمل کی طرف روانہ ہوا - کیونکہ سلطان صلاح الدین کی فوج اسی جانب اوتری ہوئی تھی -

اس سوار کے جانے کے بعد سب لوگ دیر تک خاموش رہے - ان صورتون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دلپر کوئی صدمہ ہوا اور جو گھڑیان گذرتی ہین بڑھتا جاتا ہے خیمہ مین بالکل سناٹا ہوگیا - اگرچہ خالی نہ تھا مگر سب پر فکر اور غم اور یاس کا اثر دکھانے والی غفلت طاری تھی - آخر چہ ایک شخص نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور درد کے لہجے مین کہا -

اگر شاہزادہ عزیز کا پتہ نہ لگا تو سلطان صلاح الدین کا حوصلہ پست

ہو جاوے گا۔ جوان بیٹے کا غم تھوڑا نہیں ہوتا ہے "

دوسرے نے جواب دیا بیشک یہ بہت بدشگونی ہوئی ہو کہین ایسا نہو کہ افرنجیون کو اپنے ارادے مین کامیابی ہو جائے۔ مجھے تو اسی بات کا ڈر ہے۔ خدانخواستہ اس لڑائی کا یہ نتیجہ ہوا تو ہماری عزت و آبرو و رعب کی بہادری کو اپنے ساتھ لے ڈوبے گی۔

ایک ترکی افسر جو اس خیمہ مین موجود تھا برافروختہ ہو کر بول اُٹھا کیا کہتے ہو السلطان صلاح الدین اُن لوگون مین نہین ہی جو لڑائی سے منھ چھپاتے ہین۔ یاد رکھو۔ مانا کہ یہ واقعہ بہت نازک اور رہا نگرا ہے۔ مگر اس سے اُسکی بہادری اور ترقی کرجائے گی وہ سارے فرنگستان کے دھوین اُڑا دیگا۔ وہ عورتون کی طرح بات بات سے بدفالی اور بدشگونی نہین لیا کرتا ہو وہ اسلام کا دوست ہی دو بھائی اور بیٹون کے لیے خدا کو نہین بھولتا۔

پہلا "دو نہین تم غلطی پر ہو شاید سلطان کا مزاج ابھی تک تم نہین پہچان سکے وہ جہان بڑے بہادر بڑے جری اور بڑے جان فروش ہین وہان انکے مزاج مین رحم اور نرمی بھی بہت ہو تم اس روز موجود تھے کیا یاد کیا ہو گا کہ اس افرنجیہ عورت کے رونے پر وہ کسقدر بیتاب ہو گئے تھے۔ جبتک اُسکا بچہ منگوا نہ دیا آگے نہ بڑھے "

دوسرا "افرنجیہ کون؟ اور بچہ کیسا؟

پہلا "ایک دن سلطان کی سواری جا رہی تھی۔ ناگہان ایک افرنجیہ جوان عورت اُنکے سامنے آئی اور آتے ہی زمین پر لوٹنے لگی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکے بچے کو کوئی بدوی افرنجی کیمپ سے چرا لے گیا ہو۔ یہ حال سنتے ہی سلطان کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے بچہ اسی وقت لا کے حاضر کیا جائے خوش نصیبی سے تھوڑی ہی دیر مین پتہ لگ گیا جس شخص نے اُس بچے کو مول لیا تھا لا کے حاضر کیا عورت نے دیکھتے ہی اپنے بچہ کو سینہ سے لپٹا لیا۔ یہ بڑی رقیق القلبی کی بات ہے۔ اور جس شخص کا دل نرم ہوتا ہے اُسپر ایسے امر بڑا اثر

لہ اس واقعہ کو جلال الدین سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ فی اخبار المصر و القاہرہ اور مورخون نے اور کتابون مین بیان کیا ہو کہ سلطان صلاح الدین کی رحمدلی اور انصاف پسندی ہماری دنیا مین مشہور ہے جسکو یہ قصہ بخوبی ثابت کرتا ہے۔

کر جاتے ہین وہ اپنے بس مین نہین رہتا اور مجبور ہو جاتا ہے "
ترکی افسر۔ یہ خاص بہادری کی پہچان ہے بس ایسی مزاج کا آدمی خدا کی راہ مین جان فروشی کر سکتا ہو ہمارا دین اُس بہادری کو ہرگز نہین پسند کرتا جو رحم کو بالکل مٹا دے۔ سلطان کو مظلوم پر بیشک رحم آتا ہے مگر وہ بودا اور بزدل نہین "
یہ بات تمام نہو نے پائی تھی کہ باہر کچھ شور کی آواز آئی اور کئی آدمی گھبرا کے کہہ اُٹھے یہ شور کیسا ہے چلو دیکھین؟ سپاہیون کو خصوص جنگ کے زمانہ مین ہر وقت لڑائی کا احتمال ہوا کرتا ہے۔ اِس شور پر بھی ان لوگون کو کچھ اسی قسم کا خیال ہوا تلوارون کو خوب غور سے دیکھ لیا کہ کھینچتے وقت رکین کی تو نہین لمبے لمبے برچھے جنسے عرب کی بہادری بڑی آن بان کے ساتھ ظاہر ہوتی تھی ہاتھون مین لیے اور اپنے نزدیک مستعد جنگ ہو کر خیمے سے باہر نکل پڑے باہر نکل کے دیکھا تو کچھ فاصلے پر فوجی سپاہیون کا غول نظر پڑا بخلاف اسکے کہ قتل و خون کا بازار گرم ہو ایک بازار سا لگا ہوا ہے۔ اور ترکی اور عربی سپاہی کھڑے آپس مین ہنس بول رہے ہین۔
ان سبھون کو حیرت ہوئی کہ کیا ماجرا ہے۔ ترکی افسر نے ایک سپاہی کو اشارے سے بلایا اور پوچھا "
"یہ بھیڑ کیسی لگی ہے "
سپاہی۔ صاحب ایک بدوی ایک افرنجیہ لونڈی لایا ہے۔ بڑی خوبصورت لونڈی ہے ایسا حسن شاید بہت کم کسی کی نظر سے گذرا ہوگا "
ترکی افسر۔ پھر اسے کسنے مول لیا "
سپاہی۔ حضور کون؟ وہ دام اسقدر کہتا ہے کہ کوئی جرأت نہین کر سکتا۔ سب لوگ کھڑے فقط صورت دیکھ رہے ہین۔
ترکی افسر۔ اچھا اُس بدوی کو یہان بلا لاؤ دیکھون کیسی لونڈی لایا ہے۔
وہ سوار دوڑا ہوا گیا اور بدوی کو خیمہ کی طرف آنیکا اشارہ کیا بھیڑ یک بیک چھٹ گئی اور ایک سیاہ فام دہقانی کسی دوشیزہ اور نازک اندام لڑکی کو لیے ہوے آگے بڑھا اس دہقانی نے خیمے کے پاس آکے سب لوگون کو سلام کیا اور عربی زبان مین کہنے لگا۔
مین اس جاریہ کو حضرت امیر توج کی خدمت مین پیش کرنے کے لیے لایا ہون۔

مجھے اُمید ہے کہ مجھ ذلیل شخص کے ہدیہ کو حضور شاہزادہ عزیز قبول فرمائینگے۔

یہ جملہ سنتے ہی اُن لوگون نے جو خیمے کے دروازے پر کھڑے تھے ایک دوسرے کا منھ دیکھا اور سناٹے مین آگئے۔

ترکی افسر۔ واقعی یہ لونڈی ہمارے شاہزادہ کے قابل تھی مگر!۔

دوسرے افسر نے بات کاٹ کر کہا۔

افسوس کس بات کا۔ غالباً جلد ہمین موقع ملیگا کہ اُنکے جھنڈے کے نیچے آئین اگر سوقت وہ نہین ہین تو کل آجائینگے سلطان کے پاس کسی ضرورت ہی سے گئے ہین۔

ایک سپاہی۔ کیا ہمارے شاہزادے صاحب نہین ہین! کسی کو خبر بھی نہوئی! سلطان کے ہان کب گئے۔

افسر۔ رات کو سلطان کا بھیجا ہوا ایک سوار آیا اُسیوقت چلے گئے۔ کوئی ضروری کام تھا۔

سپاہی۔ تو کب آئین گے۔

افسر "اب جب آئین۔ مگر جلدی آئین گے"

بدوی۔ تو کیا مین ناکام پھر جاؤن۔

افسر۔ تم اس لونڈی کو اگر شاہزادہ عزیز کیلیے لائے ہو تو یہان چھوڑ جاسکتے ہو۔ جب وہ آجائین خود ہی آکے انعام لیجانا۔ مگر ذرا دس بارہ روز ٹھہر کے آنا۔

بدوی۔ تو یہ کام آپ کا ہے یہ لونڈی حفاظت سے رہے۔

افسر۔ اس امر مین تم مطمئن رہو۔ شاہزادہ عزیز کی خدمت کو ہم سب تہِ دل سے حاضر ہین۔

بدوی نے لونڈی کا نازک اور پیارا پیارا ہاتھ افسر کے ہاتھ مین دیا اور سلام کرکے چلا گیا۔

اس لونڈی نے اگرچہ اپنی قسمت کا یہ بہت بڑا تغیر دیکھا مگر آنکھین نیچی کیے ایک دلفریب انداز سے کھڑی رہی۔ ہان اُسکے پُر حسرت سکوت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ صرف شرم ہی سے وہ چپ چاپ نہین ہے بلکہ غم بھی بہت کچھ اُسکے دل پر قبضہ کیے ہوے ہے پوری کسی ہوئی آستینون کا ایک ریشمی زرد کرتا زیب تن تھا۔ اور اُسپر

بھورے بالونکی لٹین بکھری ہوئی تھین - نازک اور چکنے رخسارون کو شرم اور خوف نے گویا ہلدی کے ہلکے رنگ مین رنگ دیا تھا - اور ملک شام کے ریگستان کی پریشان ہوانے گردآلود کر کے اور بھی بیروپ کر دیا تھا -

مگر نظر فریب بھولاپن جو اُسکے بگڑے ہوے حسن کو ایک خاص قسم کی رونق دیرہا تھا اور خصوص اسوقت جبکہ ندامت کے باعث وہ چہرہ کسی قدر پسیجا ہوا نظر آتا تھا حسن پرستون کو ہرگز موقع نہین دیتا تھا کہ اُسکی طرف مائل ہونے سے دل کو ذرا بھی روک سکین -

ترکی افسر دیر تک اُسکے حسن عالم فریب کو حیرت کی نظر سے دیکھتا رہا اُس پر ایک محویت طاری ہو گئی - بمشکل اُسنے اپنے حواس بجا کیے اور اُس حورویش لونڈی کو شاہزادے عزیز کے خیمہ مین لے گیا - خیمہ مین لیجا کے پوچھنے لگا اے نازنین تم کون ہو اور اس بدوی کا ہاتھ تم تک کیونکر پہونچ سکا -

نازنین نے فرنچ زبان مین کہا - مگر ترکی افسر ذرا نہ سمجھ سکا - لپک کے خیمہ کے دروازے کے پاس گیا اور کسی افسر کو بلا لایا یہ دوسرا افسر یورپ کی اکثر زبانین جانتا تھا اُسنے آتے ہی اُس نازنین سے سوال کیا - کیا تم فرانس کی رہنے والی ہو -

نازنین :- (حزم کی آواز سے) نہین صاحب فرانس سے اُس طرف ایک جزیرہ ہی انگلستان - وہان کی رہنے والی ہون "

افسر :- تو شاید تم شاہ رچرڈ کے ساتھ یہان آئی ہو کیون؟ اور تم کو خاص اُس کے خاندان سے تعلق ہو تو کچھ تعجب نہین "

نازنین :- مین آئی تو شاہ رچرڈ کے ساتھ ہون - مگر اُنکے خاندان سے کچھ علاقہ نہین اُنکی مین ایک غریب خادمہ ہون "

افسر :- تو شاید تمھارا ساتھ رہنا ملکہ کو ناگوار گذرتا ہو گا "

نازنین :- کیون "

افسر :- اسلیے کہ تمھارے سامنے اُنھین اپنی صورت بُری معلوم ہوتی ہو گی اور واقعی تمھاری سی حسین لڑکی شاید یورپ بھر مین نہو گی "

نازنین :- (شرماکر) مین کیا ہون سیکڑون مجھ سے اچھی لونڈیان اُنکی خدمت مین رہتی ہین "

پہلے افسر کو اس شرمندگی کی ادا سے جواب دینا کچھ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ اپنے ساتھی کیطرف مخاطب ہو کر بیچ میں بول اُٹھا۔ کیوں یہ کیا کہتی ہے۔ کچھ حال معلوم ہوا۔
دوسرا افسر۔ دیکھو پوچھتا ہوں۔ پھر اُس لڑکی کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔ اگر خاندان کا پتہ دینے میں تمھیں عذر ہے تو کیا اپنا نام بھی نہ بتاؤ گی؟"
نازنین۔ (آہ سرد کھینچکر) اب میں اپنا بھلا نام بتا کے کیا کرونگی؟ اس آزاد زندگی کے ساتھ وہ نام بھی گیا۔ لونڈی کے لیے ہر جگہ اور نام تجویز کیا جاتا ہو ہائے میرا اچھا نام تمھیں اتنا کہنے پائی تھی کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔
ترکی افسر دلدہی کرنے لگا اُسنے کہا۔ تم گھبراؤ نہیں تمھارے ساتھ ہرگز وہ سلوک نہ کیا جائیگا جو دنیا میں معمولاً لونڈیوں کے ساتھ کیا جاتا ہو اور تم کو معلوم ہوگا کہ اہل عرب لونڈیوں کو بالکل بیبیوں کی طرح رکھتے ہیں[۱]۔ ہم مسلمان لوگ کسی پر ظلم نہیں کرتے بہت سے مسلمان افرنجیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور اُنکے ساتھ وہ بدسلوکیاں اور سختیاں کی گئیں کہ بیچارے تڑپ تڑپ کے مر گئے۔ مگر مسلمانوں سے کسی کو ہرگز ایسی اُمید نہیں ہو سکتی ہمارے مرد غلاموں کو بھائی اور عورتیں لونڈیوں کو بہن سمجھتی ہیں۔
اسلام دنیا میں بڑا مضبوط اتفاق پیدا کرنے آیا ہے وہ سب قوموں اور سب ملک والوں کو ایک کر دیتا ہے اور تمھیں تو ناز کرنا چاہیے کہ تم سلطان صلاح الدین کی بہو اور اُسکے ولیعہد شاہزادہ عزیز کی پیاری بی بی بنکے رہو گی۔ بیشک عورت کے لیے یہ بڑی فخر کی بات ہے۔

---

[۱] یہ عرب کا عام دستور تھا کہ دولتمندی کا اظہار صرف غلاموں کی وضع اور لباس سے کیا کرتے ہیں جنھے عرب قدیم کی سوسائٹی پر غائر نظر ڈالی ہوگی وہ اس امر کو بخوبی جانتا ہوگا کتب احادیث سے بھی پتہ لگتا ہو ایک صحابی کے ساتھ اُنکا غلام بھی تھا مگر لوگوں کو حیرت ہوئی جب دیکھا کہ اُنکے لباس میں اور غلام کے لباس میں ذرا فرق نہیں ہو پوچھا تو کہا۔ جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو اپنا ہم حیثیت رکھنے کی تاکید فرمائی تھی۔ اسلیے جو میں پہنتا ہوں وہی اُسے پہناتا ہوں اور جو کھاتا ہوں وہی اُسے کھلاتا ہوں یہ انتہا درجہ کی احتیاط تھی اور اسوجہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔ ورنہ عرب کا عام دستور تھا کہ غلاموں اور لونڈیوں کو بالکل اپنے مثل عزت و آبرو کے ساتھ رکھتے تھے۔

نازنین۔ مگر مین ان باتون کو اپنی بیعزتی سمجھتی ہون۔
ترکی افسر۔ تم سمجھا کرو۔ مگر یہ وہ امر ہے جسکی تمھارے بادشاہ رچرڈ کو تمنا ہے۔
نازنین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہمارا شیردل بادشاہ اس قسم کی ذلت کو ہرگز نہ گوارا کریگا۔
ترکی افسر۔ تمھین تو معلوم ہی نہین خود اسکی درخواست ہے کہ اسکی بہن کی شادی سلطان کے بھائی کے ساتھ ہو جائے۔
نازنین۔ شاید ایسا ہی ہو مگر مین اس کنیزی کو ہرگز پسند نہ کرونگی۔
ترکی افسر۔ تمھاری یہ بڑی غلطی ہے اسکو کنیزی نہ سمجھو کسی اقربجہ کے لیے بھلا اس سے زیادہ کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمانون کی ایک عالیشان ملکہ ہو۔
اب اس نازنین نے ایک شرمندگی کی ادا سے گردن جھکا لی اور نہایت سادہ دلی اور بھولے پن سے نیچے دیکھنے لگی افسر اپنے دوست دوسرے افسر کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔
یہ لڑکی کسی بڑے معزز خاندان کی معلوم ہوتی ہے مگر کسی طرح نہین بتاتی کہ کون ہے اور کیونکر۔ ہان دیکھو مین پوچھتا ہون کہ کیونکر یہان آئی شاید کچھ حال معلوم ہو جائے یہ کہکر پھر اس حوروش کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم یہان کیونکر آئین۔
نازنین۔ بس یہی کہدینا کافی ہے کہ قسمت لے آئی۔
افسر۔ یہ تو معلوم ہے مگر کہو قسمت کس ذریعہ سے اور کیونکر لائی۔

سلہ اس امر کو تمام مورخین تسلیم کرتے ہین کہ انگریزی مشہور مورخ گبن نے اپنی ہسٹری آف رومن امپائر مین اسکا اعتراف کیا ہے اور عربی مورخ بھی اس واقعہ کو تفصیل کیساتھ بیان کرتے ہین ابن اثیر ابو الفدا اور مورخون نے بوضاحت لکھا ہے یہ عجیب واقعہ ہے کیونکہ رچرڈ سا بہادر بادشاہ جو انگلستان کو جنگ زور آیا تو لڑنے کو اور شام مین پہونچکر مسلمانون کے ہاتھ بہن کی شادی ٹھہرانے لگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رچرڈ کی نظر مین سلطان صلاح الدین کی کسقدر وقعت تھی۔ اور کسقدر اسکا ایمان گیا تھا۔ یہ نکاح اسوجہ سے نہوسکا کہ رچرڈ کی بہن صلاح الدین کے بھائی سے یہ اقرار لینا چاہتی تھی کہ وہ دوسری شادی نہ کرے اور نہ کوئی حرم رکھے مگر اس زمانہ مین کسی مسلمان کو بھلا یہ کب منظور ہو سکتا تھا۔

نازنین۔ وہی بدوی عرب گرفتار کرلایا۔ مین تو پہلے اپنے انگریزی کیمپ سے چھٹکر دل مین خوش ہوئی تھی۔ مگر ہاے۔ بے اختیار رونے لگی اور اس رونے کے ساتھ کسیقدر شرمندگی بھی اسکے چہرے سے ظاہر ہوتی تھی۔ ہاے مین بڑی قسمت ہون کیا کہون کہ میرے دل مین کیسی آرزو پیدا ہوئی تھی اور کیا ہوگیا۔ افسوس! مین کچھ زبان سے بھی نہین نکال سکتی۔

افسر۔ آخر بیان توکرو کیا ہوا۔

نازنین۔ نہین کچھ نہین ہوا۔ اب آپ مجھے زیادہ نہ ستائیے۔ مجھ مین اب بات کرنے کی بھی طاقت نہین۔

پہلے افسر نے جب اتنی دیر تک دونون کو فرانسیسی زبان مین باتین کرتے دیکھا توخاموش نرہا گیا اپنے ساتھی ترکی افسر سے کہنے لگا۔ خیر نہین بتاتی ہے توجانے دو اسوقت زیادہ دل دکھانے سے فائدہ۔

دوسرا افسر۔ مین نے ہزار کوشش کی مگر نہین بتاتی خیر۔ اب کہو یہ کہان رکھی جائیگی شاہزادہ عزیز کی حرم سرا مین بھیجنا تو نامناسب ہو۔ کیونکہ وہان تو اس غریب لڑکی کو تکلیف ہوگی۔

پہلا افسر۔ حرم سرا مین نہ بھیجین توکہان رکھین۔

دوسرا افسر۔ اسکو اسی خیمہ مین رکھنا چاہیے خدمت وغیرہ کے لیے مین دو لونڈیان بھیجدونگا ظاہرا یہ ایک بڑے خاندان کی لڑکی ہے ہمکو اسکی قدر کرنا چاہیے۔

پہلا افسر۔ بیشک شان وشوکت سے رکھنا چاہیے۔ یہ تو ہمارا مذہبی آئین دین ہے آنحضرتؐ فرماتے ہین اکرمو عزیز قوم ذل (کسی قوم کا معزز آدمی ذلیل ہوگیا ہو اسکی عزت کرو) مگر مین سمجھتا ہون یہان رہنے مین اسے تکلیف ہوگی۔

دوسرا افسر۔ نہین کچھ تکلیف نہوگی۔ اس افرنجیہ دلگیر لڑکی کے لیے اس خیمہ سے زیادہ آرام کی جگہ کہین نہین ہے۔ بس اب دیر نہ لگاؤ مین جاتا ہون اپنے خیمہ سے دو لونڈیون کو بھیجے دیتا ہون۔

پہلا افسر۔ مگر ذرا اسکی دلدہی توکرتے جاؤ۔ مین فرانسیسی زبان نہین جانتا ورنہ مین بھی تسلی دیتا۔

دوسرا- نہین اب کچھ ضرورت نہین- مین نے بخوبی سمجھا دیا ہے-
یہ کہہ کے وہ افسر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد دو حسین لونڈیان آئین جنمین سے ایک فرانس کی تھی اور دوسری اٹلی کے مشہور دارالسلطنت روما کی رہنے والی تھی- جو افسر یہان اس کم عمر لڑکی پاس کھڑا تھا اُسنے اون دونون لونڈیون کو خدمتگزاری کی تاکید کی اور خیمہ سے نکل کے چلا گیا-

چوتھا باب

قید

صحراے زابلون کی ریگ مین ہر طرف چھوٹے چھوٹے ذرے ابتدائی دھوپ مین چمک رہے ہین- مغرب کی طرف خلیج عکہ کی طرف ناپیداکنار پانی تیز ہوا کے سبب سے ساحل شام کو تھپیڑے دے رہا ہے جسمین جابجا جہازون کے بادبان اور مستولون کے جھنڈے اُڑتے ہوے نظر آتے ہین-

جنوب کی جانب سے نہر المقطع کوہ کارمل کے سلسلے کو قطع کرتی ہوئی آئی ہے اور خلیج عکہ مین گر رہی ہے- اُسی طرف نہر المقطع کے اُس پار شہر کیفہ ساحل پر آباد ہے اور اُسکی شہر پناہ اور مسجدون کے اونچے اونچے مینار اور بلند عمارتین سنہری دھوپ مین رنگی ہوئی نظر آرہی ہین-

کوہ کارمل کا سلسلہ رفتار نظر کی حدین قائم کرتا ہوا دور تک مشرق اور شمال کی جانب چلا گیا ہے- اس سلسلہ مین وہ مقام جہان سے نہر المقطع آئی ہے کھل گیا ہے اور نظر کو صحراے زابلون سے نکالکر صحراے سدرائیلون[۲] کے سینے مین پہونچادیتا ہے جہان بالو کے ٹیلے ایک دلچسپ کیفیت دکھاتے ہین نہر المقطع کے عین نکاس پر بلد الشیخ[۳] کی کہنہ اور کم حیثیت عمارتین دکھائی دیتی ہین-

---

عـہ صحراے زابلون اُس ریگستانی میدان کو کہتے ہین جو عکہ اور کیفہ کے درمیان مین واقع ہے یہ میدان عرضاً نو میل اور طولاً دس میل کے پھیلاؤ مین ہے-

عـہ یہ صحرا کوہ کارمل کے جنوبی دامن سے شروع ہوا ہے اور بہت دور تک واقع ہوا ہے-

سـہ یہ گاؤن کیفہ سے ایک گھنٹہ کی راہ پر ہے اور عین کوہ کارمل کے سلسلے مین ایک گھاٹی کے اندر واقع ہے

شمال کی طرف دریائے بلیس اس کشادہ صحرا کی حدبندی کررہا ہو جسکے کنارے شہر عکہ آباد ہی عکہ کی عمارتیں بعد کی وجہ سے کھجوروں کے جھنڈون مین چھپی اور کچھ کچھ مٹی مٹی اور ایک قسم کے دھوئین مین ڈوبی جاتی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔ نہر المقطع کے اُس پار جنوب کیطرف مصری خیمے قطار در قطار دور تک چلے گئے ہین۔ صحرائے عرب مین بالو کے ٹیلے کوسون تک یونہی سلسلہ وار نظر آتے ہین جس طرح اسوقت یہ خیمہ نہر المقطع کے کنارے کنارے دکھائی دیرہے ہین ؎

عربی فوج اپنے جنگی اسلحہ سے آراستہ عامہ بند ہے نہر المقطع کے اُس پار اُتری ہے اور صحرائے زابلونؑ کی جنوبی حد پر صفین باندھے کھڑی ہو۔ شمال کی جانب جدھر عکہ کی مسجدون کے مینار نظر آتے ہین اور جہان بلند اسلامی جھنڈے کا پھریرا ہوا مین لہرارہا ہے اُس طرف عکہ کی شہر پناہ کے باہر ہزار خیمے نصب ہین اور انگریزی فوج اُسمین سے نکل نکلکر مرتب ہو رہی ہے۔ اور گویا فوجی نقارہ کی آواز پر کان لگائے کھڑی ہے کہ آواز آتے ہی غنیم کی فوج پر حملہ کرے۔

آسمان صاف ہے۔ اور اُسکی نیلگونی نے مغرب کی جانب بحیرۂ روم کے متلاطم موجون کو بھی اپنے رنگ مین رنگ دیا ہو آفتاب کا عکس دونون طرف کی ساکت فوجون کی اسلحہ پر بغیر کسی قسم کی حرکت کے تڑپ رہا ہو یہ عجیب دلفریب سین حدت دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ کس طرح پر طبیعت مین ایک قسم کی جرأت پیدا کررہا ہے نیلے اور صاف آسمان کے نیچے کشادہ میدان کے دونون کنارون پر خیمون کی سفید سفید قطارین اور اُنکے آگے دونون جانب مسلح اور رجا نفرد فش سپاہیون کی طولانی صفین جمی ہوں رجابجا جھنڈے بلند ہین۔ اسوقت کی تیز ہوا مین اُن کے پھریرون کا بڑی آن بان سے اوڑنا اور پھر اُن دونون فوجون کے درمیان چھوٹا سا مسطح سفید میدان ان سب باتون کے

عہ اس لڑائی کا مختصر حال یہ ہو کہ اہل یورپ نے شہر عکہ کا محاصرہ کیا تھا عکہ والے محصور تھے مگر اطاعت نہین قبول کرتے تھے اور سلطان صلاح الدین نے باہر سے اُنکی مدد کرنا چاہی مگر مسیحیون نے موقعہ نہ دیا اسیوجہ سے سلطان صلاح الدین کی فوج باہر اہل یورپ سے لڑ رہی تھی اور عکہ کے اندر والے الگ اپنی حیثیت کے موافق مقابلہ کررہے تھے۔

علاوہ ادھر شہر عکہ کی بلند عمارتون پر اسلامی نشانون کا اُڑنا اور یورپین فوج کے ایک خاص حصے کا ادھر رُخ کر کے صف باندھنا ان سب نے ملکر کچھ ایسی موثر کیفیت پیدا کر دی ہے کہ جو جو گھڑیان گذرتی ہین سپاہیون کا جوش اور ترقی کرتا ہے۔
دونون طرف کے سپاہی سامنے غنیم کی فوج کو غضب آلود نگاہون سے دیکھتے ہین اور ادھر سے نظر ہٹاتے وقت اُس میدان کو بھی حسرت اور خوف کی نظر سے دیکھ لیتے ہین کہ تھوڑی دیر مین خدا جانے کس کس کا بستر خواب ہوگا اور خدا جانے کون کون جانفروش اس خدا کے بچھائے ہوے فرش پر لیٹ کر صبح محشر کا انتظار کرنے لگے گا۔
عیسائیون کے خیمون کی قطارون کے پیچھے ایک بلند مقام ہے۔ یہ مقام یورپین فوج کے اُن دونون حصون کے درمیان مین واقع ہے جنمین سے ایک تو عکہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے اور ایک اُس اسلامی فوج کے مقابلے کو تیار ہے جسنے نہر المقلع کے اُس پار اُتر کے صف بندی کی ہے۔
میدان جنگ کا مسطح تختہ یہان سے نظر کے سامنے ہے اور اُس قوم کی صفین حد نظر کو روک رہی ہین جو وطن۔ مذہب۔ بولی۔ وضع۔ چال چلن۔ ہر حیثیت سے مخالف ہے۔ قسمت کے پردے پر ہر شخص نظر لگائے ہوے ہے کہ اُسکے اُلٹتے ہی دیکھیے کیا دکھائی دیتا ہے۔
میدان جنگ کی موثر سنہری دیکھنے کے لیے اس مقام سے عمدہ جگہ نہین ہوسکتی کیونکہ عکہ کی مسجدون کے مینار اور اُسکی عمارتین جنپر مصری جھنڈے اُڑ رہے ہین وہ بھی یہان نزدیک ہی نظر آتے ہین اور صحرا ے زابلون کا کشادہ دامن بھی بالکل نگاہ کے سامنے ہے اس بلند مقام پر کچھ خیمے نصب ہین جنمین سے ایک خیمہ نہایت بے تکلف ہے اُسکی خوشنمائی اُسکی شان و شوکت اور اُسکے آس پاس معزز اہل یورپ کا ننگی تلوارین لیے کھڑا ہونا بتا رہا ہے کہ بادشاہ یا سپہ سالار فوج اُسمین بیٹھکر لڑائی کی کیفیت دیکھتا ہوگا اُسکے خیمون مین بھی افسران فوج ہین۔ اسوقت سوا شاہی خیمہ کے سب خالی پڑے ہین کیونکہ کل افسران فوج اپنی آہنی زرہین پہن پہنکر چمکتے ہوے فولادی خود سرون پر رکھ کے اور پورے اسلحہ سے درست و آراستہ ہوکے میدان جنگ مین پہونچے اور صفون کے آگے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اور ایک ایک سپاہی کے دل مین لڑائی اور دین کا جوش

پیدا کر رہے ہین بقیہ بادشاہی خیمے ین ہین اور بادشاہ کے ہمراہ غنیم کے مقابلے کو نکلین گے مگر اُن سب کے خلاف ایک چھوٹا خیمہ جو خالی نہین معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ ایک پورا گارد اسکا محاصرہ کیے ہوے ہے اور سپاہی بڑی ہوشیاری اور سرگرمی سے اُسکی نگہداشت مین مصروف ہین۔ برہنہ تلوارین ہاتھون مین ہین اور گویا غفلت کو اپنے پاس بھی نہین پھٹکنے دیتے۔

خیمے کے اندر ایک طرف نوجوان ترک بیٹھا ہے اور اُسکے برابر ہی ایک عورت جسکا سن غالبًا تیس سال سے زیادہ نہوگا گردن جھکائے کچھ سوچ رہی ہو دوسری طرف ایک مسلح سپاہی جسکی وردی سے افسری کے بھی کچھ علامات ظاہر ہوتے ہین۔ کرسی پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور اس نوجوان ترک اور اس عورت کو گھور گھور کے دیکھ رہا ہے۔

ترکی شخص کی صورت سے ایک عجیب قسم کا اطمینان پایا جاتا ہو نہ تو کوئی باتین کرنے والا ہو جسکی گفتگو سے دل بہلے نہ کوئی غم کا خیال دل مین ہے کہ حسرتناکی اور مایوسی کے ساتھ سکوت اختیار کرلے۔ ہان یہ خیمہ ہی کچھ دلچسپی کا ذریعہ ہو۔ کہ اُسکے ہر ہر حصے کو وہ بار بار نظر دوڑا کر دیکھتا ہے۔ اور اپنا دل خوش کرتا ہے۔ اُسکی اس بیفکری کے زمانہ مین خدا جانے کون حیرت کی بات ہو کہ یورپین افسر تیز نظر سے دیکھتے دیکھتے متعجب بھی ہو جاتا ہے۔ آخر نہ ضبط ہوسکا اُسنے فرانسیسی زبان مین ذرا بلند آواز سے پوچھا۔

اے نوجوان ترک کیا تجھے اپنی بدقسمتی پر افسوس بھی نہین ہوتا۔

نوجوان۔ دین اسلام کے پابند مسلمان ڈرنے کے لیے نہین پیدا ہوے ہین پچتانا اور افسوس کرنا عورتونکا کام ہے۔ ہان شاید تمھارے ہان مرد بھی ایسا کیا کرتے ہون مگر مسلمان ہرگز ایسے بودے نہین ہین۔

افسر۔ (برہم ہوکر) چاہے بہادری نہو مگر حقیقت مین مسلمانون کو باتین بنانا خوب آتی ہین۔ کوئی ایسا بھی ہے جو موت سے نہ ڈرتا ہو۔ موت کا خیال ہر ہو مین ڈرایا کرتا ہے۔

نوجوان۔ نہین! نہین!! مسلمان نہین ڈرتے ہین۔ بلکہ آرزومند رہتے ہین۔

افسر ”خیر یہ اُس گھڑی معلوم ہو جائیگا۔ جب وہ وقت آئیگا جو قسمت نے تمھارے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اگر نہ دیکھا ہوگا تو سُنا ضرور ہوگا کہ ہمارے بہادر شیر دل شاہ رچرڈ نے اُس روز ہزار دن ترکون کے سر کاٹ کے پھینکدیے تھے تم تو کیا تمھارے بڑے بہادر شاہ رچرڈ کی وہ کارروائی دیکھ کے کانپ اُٹھے“

نوجوان ”ہان تمھاری قوم کے بہادر کانپ اُٹھے ہونگے۔ مگر مسلمان شہادت کے ہر وقت شایق رہتے ہین۔ اہل اسلام سے بڑھکر موت کا مشتاق کوئی نہوگا۔ اُنکو وہ عالم جاودان ہر وقت دنیا سے اچھا معلوم ہوتا ہے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سجن المؤمنین وجنت الکافر یعنی (دنیا مسلمانون کا قیدخانہ اور کافرون کی جنت) فرمایا ہے مجھے اسپر ہر مسلمان ایمان لایا ہے“

عورت ”(نوجوان کی طرف مخاطب ہوکر) تم اُبجھتے کیون ہو۔ جیسا ہوگا دیکھا جائیگا“

نوجوان ”نہین مین سچ سچ“

”ناگہان ایک اور یوربین خیمہ مین آیا جسکی طرف سب کی نظر اُٹھگئی اُس نے آتے ہی افسر سے کہا“

”آپ کو بادشاہ یاد کرتے ہین“

افسر ”ہمارے شیر دل اور بہادر بادشاہ۔ چلو۔ یہ کہہ کے اُٹھا اور نئے آنے والے کو ساتھ لیے ہوے چلا گیا“

نوجوان ”(عورت سے) اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک ادنی عیسائی سے دب جاؤن۔ اسلام دبنے والا نہین ہے۔ مین تو مین اگر ہماری طرف کے سب سپاہی مارڈالے جائین تو پچھلے شخص کی زبان سے بھی وہی نکلے گا جو مین نے کہا!!“

عورت ”تو کیا فائدہ۔ جب انسان پر اسے بس مین ہو تو اُسکا کون اختیار“

نوجوان ”افسوس مین یہان بیٹھا ہون خدا جانے ہماری فوج نے شوق عام سے کدھر کا قصد کیا!!“

عورت ”ان خیالون کو بھلا دو“

نوجوان ”بھلا یہ خیال بھولنے والے ہین! مجھے یہان کسی قسم کی تشویش نہین۔ ہان بعض اوقات اس سے دل گھبرانے لگتا ہے۔ کہ کوئی بات کرنیوالا بھی نہین تم بھی

عربی زبان سے نابلد ہو۔ ورنہ تم ہی سے اپنے دل کے راز کہتا۔
عورت "ابتو تمھین میرا اعتبار ہوگیا۔ مین چھوٹ سکتی تھی۔ صرف تمھارے لیے مینے اپنے اوپر یہ قید گوارا کی"
نوجوان "ہان بیشک تمنے میرا ساتھ دیا اور اپنے شوق سے تمنے اپنے تئین میرا ساتھی بناکر خود پھنسالیا۔ مگر مین اسے پسند نہین کرتا۔
عورت "مجھے تمسے محبت ہو۔ مین ظالم عیسائیونکا ساتھ دینا ہرگز نہین پسند کرتی "
نوجوان۔ کیسی ہمدرد عورت سے مجھکو اسقدر امید نہو سکتی تھی۔ مین زندگی بھر تمھارا احسانمند رہونگا وہ لڑکی جو تمھارے ساتھ تھی وہ کون تھی اور کیا ہوئی"
عورت "افسوس وہ تمھارے ہاتھ سے نکلگئی۔ اب نہ ملیگی بڑے خاندان کی لڑکی تھی ایسا خاندان جسپر سارے فرنگستان کو ناز ہے۔ وہ شاہ رچرڈ کی بھانجی ہو۔ خدا نے اُسے بڑی پیاری صورت دی ہے پڑھنے لکھنے مین بہت ہوشیار ہے۔ اصول جنگ سے بھی خوب واقف ہو۔ اُسکا نشانہ بہت کم خطا کرتا ہے۔ دونون نشانے جو ہاتھ سے لگاتی ہے اور جو نظر سے لگاتی ہے۔ اُسکے حسن کا تمام یورپ مین شہرہ ہے۔ بڑے بڑے شاہزادے اُسکے آرزومند ہین تم بڑے خوش قسمت تھے کہ وہ تمھین ملگئی۔ مگر ہاے قسمت نے دھوکا دیا"
نوجوان "اے وفادار ہمدرد یہ تو نے بڑا احسان کیا کہ نازنین کا حال بتایا۔ ہاے ہاے وہ میرے ہاتھ سے گئی۔ اور اب کبھی نہ ملیگی۔ تقدیر نے کیا بُرے وقت پھنسایا ہے کاش آزادی سے لڑ سکتا۔ کہ کسی نہ کسی طرح اُسے ڈھونڈھ نکالتا (چونککر) تم یہ نہ سمجھنا کہ مین اس قید سے ڈرتا ہون مجھے جان کا بالکل خوف نہین۔ مگر افسوس یہ جان تو مین اُس دلربا کی صورت کی نذر کرچکا تھا۔ ہاے زبردستی کرکے ظالم نصرانی لیے جاتے ہین۔ ہان اتنا اور بتادو کہ اُس حوروش کا نام کیا ہے شاید اُسکا نام دلکو کچھ تسکین دے سکے"
عورت "ورجنا"
نوجوان "کتنا پیارا نام ہے ادرجنا! اسے دل تو یاد کرلے مگر ہاے اس نام سے تو بیقراری اور"

یورپین افسر پھر آ گیا خیمے کا دروازہ جنوب کی جانب تھا۔ اور چونکہ بلندی پر واقع تھا۔ اسوجہ سے صحرائے زابلون اندر بیٹھے دیکھا جا سکتا تھا۔ اس افسر نے آتے وقت خیمے کا دروازہ باندھ دیا اور سامنے کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا "آج بڑی سخت لڑائی ہوگی"

نوجوان "آج۔ (پژمردگی کے ساتھ) افسوس مین کچھ نہین کر سکتا"

افسر "اب تھوڑی دیر مین سب باتون کا فیصلہ ہو جائیگا (میدان کی طرف اشارہ کرکے) دیکھو مصری فوج پرا جمائے کھڑی ہے"

نوجوان "اور افرنجی فوج"

افسر "وہ ذرا ادھر ہٹ کے ہے۔ اس ٹیلے کے دامن مین جسپر یہ خیمہ نصب ہے جب آگے بڑھے گی تب نظر آئے گی"

نوجوان "تو ہم یہان سے لڑائی کی سیر دیکھ سکین گے"

افسر "بخوبی"

"نوجوان غور کرکے عربی فوج کو دیکھنے لگا۔ یک بیک مصری جھنڈے کو حرکت ہوئی نوجوان جوش کے لہجہ مین کہہ اوٹھا"

"اب حملہ ہوا چاہتا ہے"

افسر "نہین جب ہماری فوج بڑھے گی تب وہ لوگ بھی لڑنے کا قصد کرینگے۔

نوجوان "ترکون کی پرجوش طبیعتون سے تو مجھے اس قسم کی اُمید نہین"

"ناگہان مصری فوج کی طرف سے نقارے کی آواز آئی"

نوجوان "دیکھا نہ"

"یورپین افسر بھی غور سے اُدھر دیکھنے لگا"

"اب عرب کی صفون سے ایک حرکت محسوس ہوتی تھی اور اُنکے لمبے لمبے برچھون پر آفتاب کی شعاعین بھی ارمارہ کے چمکتی تھین۔ اُنکی صفین عجیب شاندار تھین اور سکوت کے ساتھ ہی بلندی کے دامن سے فوجی نقارے کی آواز گو یا قریب ہوتی جاتی تھی اسکے ساتھ ہی بلندی کے دامن سے یورپین فوج نکلی جسمین ہر طرف مرصع اور طلائی صلیبین بلند تھین۔

ملبوسون کے جواہرات جابجا تارون کی طرح دھوپ مین جگمگا رہے تھے اور اُن کی حرکت سے میدان جنگ کے سین مین ایک ہو رلطف پیدا ہو رہا تھا۔ یہ فوج بھی جوش اور بڑی متانت سے دشمن کے استقبال کے شوق مین آگے بڑھتی چلی جاتی تھی۔

"دونون فوجونکی حرکت نے دیکھنے والون کے دلون پر خوف کا اثر ڈالا۔ اور گویا زمین و آسمان مین جو کوئی چیز تھی وہ زبان حال سے ڈر ڈر کے کہہ رہی تھی"

"دیکھیے تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہے"

"یہ بہت بڑی فوجین تھین اور اصل مین اس سرزمین کی قسمت کا اور اُس کے ساتھ ہی دین اسلام و دین مسیحی کی قسمتون کا فیصلہ کرنے چلی تھین۔ اب عزت و آبرو خدا کے ہاتھ ہے۔ دیکھیے میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے۔ یورپین فوج تعداد مین ایک لاکھ پچھتر ہزار اور ترکی فوج مین صرف اسّی ہزار عربی و ترکی و مصری جوان ہین۔ مصری فوج کے سوار زیادہ آگے بڑھ آئے اور وہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب آگئی جبکہ دونون خونخوار لشکر ملجائین گے۔

"یہ حالت دیکھتے ہی اُس افسر کے چہرے پر ایک عجیب قسم کی وحشتنا کی برسنے لگی۔ یکایک دلی مختلف جذبات کے ہجوم سے پریشان ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا خیمے کے دروازے پر جا کے خیمے کے محافظت کرنے والے سپاہیون کو تاکید کی کہ خوب ہوشیاری سے اپنے کام مین مشغول رہین۔ خبردار کسی قسم کی غفلت نہو۔ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے ایسے وقت مین اپنے قیدیون کی طرف سے ذرا بھی بے پروائی کرنا ستم ڈھا دیگا۔ یہ کہہ کے آگے بڑھا اور حیرت کے ساتھ لق و دق صحراے زابون کو دیکھنے لگا۔ کہ اُسکے اُجلے فرش پر تھوڑی دیر مین سیکڑون خون کے دھبے پڑ جائینگے"

"نوجوان ترک نے یہودیہ کی طرف خطاب کر کے کہا"

"ہاے کیا بے بسی ہے مین اپنے ہموطنون کے لڑنے اور کٹنے کا تماشہ دیکھ رہا ہون مجھے تو خود اس تماشہ مین شریک ہونا چاہیے تھا۔ اے خدا کاش مجھے اجازت ملجائے کہ ہم وقت اپنے ہم مذہبون کے ساتھ ہمدردی کرون اور شام کو پھر اسی خیمہ مین قیدیون کی طرح باندھ کے بٹھا دیا جاؤن کیا کہون کہ میرا جوش مجھے کسقدر بیتاب کیے ڈالتا ہے"

یہودیہ "صبر کرو صبر۔ خدا تمھاری مدد کرے گا"

نوجوان "کیونکر صبر کرون - ہاے مین قید کرکے اس جگہ نہ رکھا گیا ہوتا کیا اور کوئی جگہ نہ تھی"

یہودیہ "اگر صبر نہین ہوسکتا تو ادھر نہ دیکھو"

نوجوان "کیونکر نہ دیکھون یہ بھی تو"

"خیمے کی حراست کرنیوالے مسیحی نوجوانون مین سے ایک جو اپنے افسر کے برابر کھڑا میدان جنگ کو غور سے دیکھ رہا تھا - یک بیک چیخ کے گر پڑا - اور تڑپنے لگا - (این یہ کیا ہوا) لوگون نے دوڑ کر دیکھا تو اُس شخص کی پیٹھ پر ایک تیر پڑا تھا جسکی نوک دل کو چھید کر سینہ سے نکل گئی تھی - وہ شخص دو تین دفعہ تڑپا اور لوگ گھبرا گھبرا کے چارون طرف دیکھنے لگے کہ یہ تیر کدھر سے آیا"

"یورپین افسر نے مڑکے دیکھا اور دیکھتے ہی چلا کے کہہ اوٹھا اہاہ! ادھر تو لڑائی شروع ہوگئی! دیکھو ترکی فوج عکہ کے شہر پناہ سے تیر باری کررہی ہے یہان سے ہٹ کے کھڑا ہونا چاہیے - اتنا کہا اور خیمہ کے قریب آگیا - تاکہ خیمہ کی آڑ مین رہے اور پشت کی طرف سے کسی تیر وغیرہ کا اندیشہ نرہے اطمینان سے کھڑے ہوکر سامنے دیکھا تو وہ پچھلی ساعت نظر کے سامنے ہوگئی - جبکہ ترکی اور انگریزی فوجین ملگئین اور میدان قیامت گرم ہوگیا"

"یہ عجیب مؤثر وقت تھا - خود لڑنے والون پر اسقدر اثر نہوتا ہوگا - جسقدر دیکھنے والون پر ہورہا تھا"

عربی فوج والے اپنی زبان مین رجز کے اشعار پڑھ پڑھ کے اللہ اکبر کی صدا بلند کرتے تھے میدان دونون طرف کے سپاہیون کی پرجوش آوازون سے گونج رہا تھا اور ہرقسم کے مختلف اسلحہ بڑی بے ترتیبی کے ساتھ اپنے اپنے موقعہ پر کام مین لائے جاتے تھے - تلوارین بلند ہوتی تھین - اور کسی کی جان کا قصد کرتی ہوئی جھک پڑتی تھین خون کی چھینٹین جابجا اُڑتی تھین - اور چارون طرف لوگون کو کشت وخون کے سُرخ رنگ مین رنگ دیتی تھین -

"لوگ اسلحہ کے صدمے اُٹھا اُٹھا کے اور کاری زخم کھا کھا کے گرتے تھے - اور جانفروش سپاہیون کے قدمون کے نیچے روندے جاتے تھے -

"یہ منظر جو اسوقت ہمارے ترکی نوجوان کے خیمے کے سامنے ہے ہر دل پر بلا کا اثر ڈال سکتا ہے۔ بہادر اور بزدل دونون اس سے متاثر ہو سکتے ہین بہادر بےچین ہو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح بنے خود بھی اُس دریا مین کود کے پیرنے لگے جسمین سیکڑون ڈوب رہے ہین اور یقینًا قیامت کے ادھر نہ اُبھرینگے۔ بُزدل ڈرتا ہے اور خوف کھا کھا کے چارون طرف دیکھتا ہے کہ کدھر بھاگ کے جان بچائے۔ ایک بہادر عالیخاندان نوجوان خصوصًا اس ترکی سپاہی کے لیے کسی قدر بیتابی کا وقت ہو کہ اپنے دوستون اپنے عزیزون اپنے بھائیون کو لڑتے اور مرتے دیکھتا ہے۔ اور کچھ نہین کر سکتا۔"

"جھنڈے ہوا مین اُڑ رہے ہین۔ برچھے اور نیزے سینون سے نکل نکل کر جانفروشون کی پیٹھون پر چمک رہے ہین۔ تلوارین خون مین نہا نہا کے اُٹھتی ہین اور دھوپ کے سُنہری پن مین اپنے جوہر پر خون کی سُرخی کی جھلک دکھا کے پھر غائب ہو جاتی ہین۔ عربی اور یورپین زبانون مین پرجوش نعرے بلند ہوتے ہین۔

افسران فوج کڑک کڑک کر بہادری کا جوش دلا رہے ہین۔ مذہبی مجاہد دینی حمیت کو عجیب ولولے کے ساتھ ہیجان مین لا رہے ہین۔ سپاہی گویا ہر حملے پر بڑھتے ہین اور اپنی قسمت کا فیصلہ کر لینے کی کوشش کرتے ہین یہ عالم ہے کہ ہمارا بہادر نوجوان دلی جوش اور ولولون کو دبا دبا کے سیر دیکھتا ہے۔ اور جب اسکی طرف کا کوئی سپاہی گرتا ہے خون کے گھونٹ پی کے رہ جاتا ہے۔"

"یکایک عربی فوج کے مشرقی پہلو سے سوارون کے ایک بڑے بھاری رسالہ نے اس جوش کے ساتھ حملہ کیا کہ کچھ دور تک تو عیسائی فوجین پیچھے ہٹتی چلی گئین اور آخر کو سنبھلین بھی تو یون کہ ترکی سوارون کو اپنے درمیان مین راستہ دیدیا۔ اور ترکی سوار برابر مارتے اور مرتے چلے گئے۔"

"جسوقت سوار عیسائیون کے ہجوم سے نکلے۔ اُسوقت آدھے ہی رہ گئے تھے نصف رسالہ بالکل کٹ گیا تھا۔ مگر اسمین شک نہین کہ بارہ تیرہ سو عیسائیون کا اُنھون نے خاتمہ بھی کر دیا تھا۔

پیادون کی صفین درہم و برہم کر کے نکلتے ہی کئی یورپین رسالے اور باقی ماندہ سوار دونبر ٹوٹ پڑے۔ ان صف شکن سوارون کے حق مین

یورپین رسالے پیام مرگ ہو گئے تھے مگر شیر دل سلطان صلاح الدین اپنے بہادر سپاہیوں کا قدردان ہی نہین بلکہ عاشق تھا۔ مسلمان سواروں پر نصرانیون کا یہ ہجوم دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا چلا کے اپنے گرد کے سواروں سے کہا۔ اے خدائے وحدہ لاشریک کے نام پر بے نفسی سے اپنا جان و مال خرچ کرنے والو۔ بڑھو دیکھو تمہارے بھائی کون؟ جنکو خدا ہی نے تمہارا بھائی کہا ہے۔ مشرکون اور کافرون کے ہاتھون سے کٹے جاتے ہین۔ وہ ایماندار ہین مگر بے ایمانون مین گھر ہوے ہین چلو۔ اور انھین بچاؤ۔ کہ خدا کی خدمتگزاری مین ہمیشہ تمہارے کام آئین گے۔ اتنا کہا اور لڑائی کے خاردار جنگل مین گھوڑا اڑا دیا۔

سلطان کو صف اعدا پر حملہ کرتے دیکھ کر کون رُک سکتا ہے۔ بہادران اسلام نے زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور شکاری جانورون کی طرح دشمنون پر جھک پڑے پیرجوش اور ولولے کا وقت تھا کہ میدان جنگ کانپنے لگا۔ ہر شخص کو ہر طرف سے موت کی صورت نظر آنے لگی۔ سچے عقیدتمند مسلمان غور کر کے آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ خدا کی رحمت تو نازل نہین ہوتی۔ یا کسی طرف سے کوئی حور تو نہین نظر آتی مسیحیون نے واقعی بڑا کمال کیا کہ اس جوش و خروش کے موقع پر اپنے تئین سنبھال لیا اُنکے قدم جمے رہے اور بڑے دلیرانہ استقلال سے اہل اسلام کی تلوارون کو اپنی مثلث ڈھالون پر روکتے رہے اسوقت اگر عیسائی ذرا بھی خامی کرتے تو انکی قسمت پلٹ جاتی مگر نہین اُنھون نے بڑی صبر آزمائی اور جانفروشی سے کام لیا۔"

گو عیسائی فوج کی عظمت اور کثرت کے آگے مسلمانون کی کوئی ہستی نہ تھی لیکن مسلمانون کے ایسے مردانہ اور پُرجوش حملون کا روک لینا نہایت دشوار کام ہے ایسے موقعون پر قبل اسکے کہ مسلمانونکی تلوارین اپنا کام شروع کرین انکی تکبیر کی لرزا دینے والی آواز ہی حریفونکے قدم اُکھاڑ دیا کرتی ہے۔ دونون طرف سے بڑی بہادری صرف کیجانے لگی اور قضا کے فرشتے بہت تیزی اور عجلت کے ساتھ اپنے کامون مین سرگرمی دکھانے لگے۔ لوگونکا کٹ کٹ کے گرنا سپاہیون کے ہجوم مین جا بجا رخنے ڈالدیتا تھا اور آناً فاناً لوگون کی یورش سے وہ رخنے غائب ہوجاتے تھے۔ جھنڈون کے پھریرے ہر طرف اُڑ رہے تھے اور لوہے پر تلوار کی پڑنے سے ہر جگہ سے جھنکار کی آوازین بلند تھین ڈھالین گو بیکار ہو گئی نہین مگر تلوارون

اور نیزون سے لڑ رہے تھے۔

خود سلطان صلاح الدین کا دشمنون کی فوج مین گھس پڑنا کوئی ایسی بات نہ تھی کہ ہر مسلمان سپاہی کے دل مین ایک ولولہ نہ پیدا کر دیتی۔ کوئی مسلمان نہ تھا جو بے خوف و ہراس مسیحیون کے پُر جوش دریا مین کود نہ پڑا ہو۔

ادھر یہ حالت دیکھ کر شہر عکہ والون کی جرأت بڑھ گئی۔ انھون نے فوراً شہر کے دروازے کھول دیے اور بڑی مردانگی کے ساتھ صدائے تکبیر بلند کرتے ہوے نکل پڑے اُنکے تیر انداز شہر پناہ کی دیوار پر صف جمائے کھڑے تھے۔ اور عیسائیون پر تیرونکا مینھ برسا رہے تھے اور اُنکے سوار اور پیادے شہر کے پھاٹکون سے نکل نکلکر عیسائیون پر یورش کر رہے تھے۔

شاہ رچرڈ نے یہ جوش دیکھا تو اپنے پورے اسلحہ اور لباس جنگ سے آراستہ ہو کر خیمے سے نکلا۔ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنے ساتھیون کو جوش دلاتا ہوا پہاڑی سے اُترا اور مسلمانون پر حملہ آور ہوا۔

لڑائی کی تیزی اور سپاہیون کی سرگرمی ایک درجہ اور ترقی کر گئی اب وہ وقت تھا کہ بالکل جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی نہ تو مسلمان اور نہ مسیحیون مین کسی کی صفین باقی تھین نہ سوار اپنے اپنے گروہ اور رسالے مین تھے بلکہ عیسائی مسلمانون مین اور مسلمان عیسائیون مین داخل ہو گئے تھے۔

ہر شخص اپنے ہی دشمن سے لڑ رہا تھا۔ سوا دشمن کے کسی کو کوئی چیز نظر نہین آتی تھی۔ قریب تھا کہ سلطان صلاح الدین مسیحیون کو منتشر کر کے عکہ والون سے ملکر شہر مین داخل ہو جائے مگر رچرڈ کے حملہ نے عیسائیون مین ایسا جوش پیدا کر دیا کہ اُنھون نے سلطان کو کسی طرح مساعت کا موقع نہ دیا سلطان اور اُسکے ساتھ والے صف شکن مسلمان زور دے کر کوشش کرتے تھے کہ اس فوج کو مار کے ہٹا دین۔ جو اُنکے اور شہر عکہ والون کے درمیان مین حائل ہے۔ مگر کچھ زیادہ زور نہ چلتا تھا۔

لڑائی کی تیزی کے ساتھ گرمی کی حدت بھی بڑھتی جاتی تھی آفتاب سر پر آگیا اور گویا آسمان سے عرصۂ زمین پر آتشبازی کر رہا تھا۔ یا اپنے لوہے کی سخت اور پالش کی ہوئی شعاعین پہاڑون کی پیشانون اور لوہے سے لدے ہوے سپاہیون کے سینون مین بالکل پیوست کیے دیتا تھا۔ اور گھوڑون کے سمون سے بلند ہونیوالی

گرومین زرہین۔خود۔تلواروں اور نیزوں کے پھل اندھیری کے تارون کی طرح چمک رہے تھے۔اور لوگون کے سرون پر اُڑتے ہوے تیروں کی نوکین شہاب ثاقب کی طرح ادھر اُدھر دوڑتی اور ایک نورانی خط ڈالتی نظر آتی تھین۔

یہ سین یونتو ہر ایک پر ایک ولولہ انگیز اثر ڈال رہا تھا مگر شاہزادہ عزیز نورالدین یہ عالم دیکھ دیکھکر بے چین اور بیتاب ہوا جاتا تھا وہ عجب بیقراری کے ساتھ میدان جنگ کو دیکھ رہا تھا۔اسکے مذاق کا کوئی بہادر سپاہی بھی اُسکے پاس نہ تھا۔جس سے اپنے جوش کی داد لیتا۔جو شخص اُسکے پاس تھا۔وہ ایک یہودیہ عورت تھی جو اس قتل عام اور یورش کو دیکھ دیکھکے سہمی جاتی تھی۔اسکے نازک بدن مین لرزہ پڑ گیا تھا اور جو زمانہ گذرتا تھا اُس کا خوف ترقی کرتا جاتا تھا۔اور زیادہ کانپتی جاتی تھی شاہزادہ عزیز لڑائی کی حالت دیکھنے مین محو ہو رہا تھا اتفاقاً اسکی نظر یہودیہ پر پڑی تو اُسکو خوف زدہ پاکر کہنے لگا کیا تم ڈرتی ہو ڈرنے کا کونسا مقام ہے۔

یہودیہ۔مین نے آجتک کبھی لڑائی کی صورت نہین دیکھی تھی اور ایسی لڑائی تو شاید کبھی آپ نے بھی نہ دیکھی ہوگی۔

شاہزادہ عزیز۔ایسی لڑائی دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو مگر لڑائی کوئی خوف کی چیز نہین ہے۔

یہودیہ۔برابر لوگ کٹ کٹ کے گر رہے ہین اور لڑائی کوئی خوف کی چیز نہین ہے۔

شاہزادہ عزیز۔لیس اسلام مین یہی برکت ہی اُس شخص کو کیا خوف ہو سکتا ہے جسے یقین ہو کہ زندہ رہے تو بہادری مین نیکنام ہونگے اور غازی کہلائین گے مارے گئے تو جنت مین جائین گے اور حورون سے ہمکنار ہونگے۔

یہودیہ۔چاہے جو کچھ ہو مگر جان کا خوف تھوڑا بہت ہر شخص کو ہوتا ہے۔

شاہزادہ عزیز۔اُن مسلمانون کو نہین ہوتا ہے وہ بڑی جانفروشی سے لڑتے ہین۔

یہودیہ۔اب اسوقت تو عیسائی بھی بہادری سے لڑ رہے ہین۔

شاہزادہ عزیز۔نہین اُنکا قدم جو اب تک جما ہوا ہے صرف اپنی کثرت فوج کی زیادتی سے جما ہوا ہے یہ لو نے دو لاکھ فوج ہونے پر بھی اطمینان نہوگا۔

مسلمانون کی تعریف کرو کہ شمار مین آدھے بھی نہین ہین اور محض خدا کی خوشی کیلیے جانین ہتھیلیون پر لے لی ہین۔

یہودیہ۔ بیشک مسلمان کم ہین اور بڑی جرأت سے مقابلہ کر رہے ہین مگر مین نہ مانونگی تمھارے سپاہیون مین بھی جان کا خوف ضرور ہوگا۔ لڑائی اور ایسی عظیم الشان لڑائی کھیل نہین ہے۔

شاہزادہ۔ مسلمان تو کھیل ہی سمجھتے ہین۔ مسلمانون سے زیادہ اس کھیل کا کھیلنے والا کوئی نہ ملیگا۔

یہودیہ۔ مگر مجھ سے تو یہ قتل وخون نہین دیکھا جاتا۔

شاہزادہ۔ اور مجھے اپنی بے بسی اور بیدست وپائی کی حسرت مارے ڈالتی ہے کیا کہون کہ دلپر کیا گذر رہی ہو۔ خدا کی خدمت سے محروم ہون مسلمان بھائیونکی مدد نہین کر سکتا۔ اور ستم یہ کہ اپنی آنکھون سے انھین قتل ہوتے دیکھتا ہون ہاے میرے والد صف جنگ مین اپنی بہادری دکھا رہے ہین اور مین یہان گرفتار ہون۔

یہودیہ۔ آپ کے والد کون ؟ (غور سے شاہزادے کی صورت دیکھی)۔

شاہزادہ۔ وہ بھی انھین جانباز مسلمانون مین ہین۔

یہودیہ۔ آخر آپ اپنا حال کیون چھپاتے ہین۔

شاہزادہ۔ یہ بھی کسی وقت معلوم ہو جائیگا۔

اب دن آخر ہو چلا۔ آفتاب زرد پڑ گیا اور آبدار خودون اور چمکتے ہوے اسلحہ پر آخر روز کی سنہری دھوپ طلائی رنگ پھیرنے لگی۔ لڑائی جوش وخروش سے ہو رہی تھی دونون طرف کے سپاہی اگرچہ تھک گئے تھے اور وار کرتے کرتے انکے ہاتھ پاؤن سُن ہو گئے تھے مگر اس رخصتی کی گھڑی مین جوش ترقی کرتا نظر آتا تھا۔ اور گویا دونون جانب سے کوششین ہو رہی تھین کہ معرکے کو کل پر نہ اُٹھا رکھین۔ جو کچھ ہونا ہو آج ہی ہو جائے۔ کوشش تو ہر شخص کر رہا تھا۔ لیکن یہ بات کسی کے اختیار مین نہ تھی۔

بہادر اور جانباز سلطان صلاح الدین نے ایک طرف اور اُسکے جنگجو بھائی نے دوسری طرف سے ایک سخت حملہ کیا۔ نقیبون نے کڑک کر نعرۂ "اللہ اکبر"!

گیا اس آواز کا سننا تھا کہ اسی ہزار مسلمان سب کے سب چونک پڑے اور ہر ایک کی زبان سے بیساختہ صدائے تکبیر بلند ہوئی اور اس بیساختگی کی تکبیر نے جوش دلا کر ہر ایک سے خودبخود ایک پرجوش حملہ کرادیا۔

یکایک مسلمان سنبھل گئے۔ اور گویا ایک قسم کے تازہ اطمینان کے ساتھ دشمنون کو قتل کرنے لگے۔

مسلمانون کے اس حملہ کا روکنا نہایت مشکل تھا وہ اس دفعہ جان لینے اور جان دینے ہی پر تل گئے تھے۔ مگر ہوشیار اور تجربہ کار شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ عیسائیون مین بھی زور زور سے طبل جنگ بجایا جاوے اب ادھر سے لگاتار "اللہ اکبر" کے نعرے بلند ہو رہے ہین اور ادھر شاہانہ رعب وداب سے طبل جنگ بج رہا ہے۔

مسلمان عیسائیون پر پلے پڑتے ہین اور عیسائی مسلمانون مین گھسے جاتے ہین لڑائی اس بے ہراسی اور سکوت سے ہو رہی ہے کہ گویا دونون طرف کے سپاہی بھاگنا بالکل بھول گئے ہین۔

الغرض اس سکوت کو آخر وقت یا شام کی پرجوش چڑیون نے توڑا۔ آفتاب غروب ہو گیا اور شام نمودار ہوئی۔ اوائل ماہ کی روشنی نے تھوڑی بہت مدد کی اور یہ قتل وخون کا بازار اسی طرح لگا رہا۔ بلکہ جانے کی جلدی مین ہر شخص کو دھن بندھ گئی کہ جو کچھ کرنا ہے کرلو اب آخر لپٹنا ہی ہے۔

چاند بھی غروب ہونے کو تھا کہ مسلمانون نے آخری کوشش اور کی۔ سلطان صلاح الدین اور اُسکے بھائی نے مسلمانون کو للکار زور سے تکبیر کہی۔ اور اس مرتبہ اہل اسلام اپنے حملہ کو پرزور اور قوی بنانے کے لیے کسیقدر پیچھے ہٹے اور ایک ساتھ مسیحیون پر ٹوٹ پڑے تلوارین اپنا کاری اور پورا تصفیہ کرنے والا کام دکھانے لگین۔ گرز ایک بڑی کرخت آواز دیتے ہوے پڑتے تھے اور خودون کو چکنا چکنا کر دیتے تھے۔

مسیحی اس حملہ کی تاب نہ لا سکے گو اس اضطراب کے عالم مین رچرڈ نے بڑی کوشش کے ساتھ انھین سنبھالنا چاہا مگر آخر پانون اوکھڑ ہی گئے رات کی تاریکی دونون فوجون کو خواہمخواہ جدا کرتی۔ مگر ترکون نے ایک کوہ شکن حملہ کرکے عیسائیون کو پہلے ہی پسپا کر دیا تھا۔ اسوقت ممکن تھا کہ سلطان صلاح الدین معہ اپنی فوج کے

شہر عکہ مین داخل ہو جاتا۔ مگر یہ امر غلطی سے صبح پر اُٹھا رکھا گیا۔ عیسائیون نے اگرچہ شکست کھائی تھی مگر صرف اسوجہ سے کہ ترکون نے اُنکا تعاقب نہین کیا اپنے خیمون مین جا کے بیٹھ رہے۔

گو ابھی پورا فیصلہ نہین ہوا تھا اور دونون جانب کل صبح لڑائی کا کھٹکا تھا لیکن اہل اسلام کے دل بڑھ گئے تھے اپنے نزدیک ہی نہین حقیقت مین اُنھون نے عیسائیون کو سامنے سے ہٹا کے پسپا کر دیا تھا۔ وہ یقینی اُمید رکھتے تھے کہ کل صبح کو پورے طور پر میدان ہمارے ہاتھ رہے گا۔

بخلاف اسکے عیسائیون کے دلون مین مسلمانون کا رعب بیٹھ گیا وہ ڈرتے ہوے اپنے خیمون مین داخل ہوے تھے اور متردد تھے کہ کل صبح کو کیونکر دشمن کے مقابلے کو نکلین گے۔

خوفزدہ ہونے کی بات ہی تھی۔۔ ساٹھ ہزار تین سو چنتالیس لاشین صرف اپنے ساتھیون کی عرصہ رزم مین چھوڑ گئے تھے۔ پندرہ سو مسلمانون نے بھی انکا ساتھ دیا اور رفقا کی چادر اوڑھ کے لیٹ رہے۔

سلطان صلاح الدین خوش خوش اپنے خیمہ میں آیا۔ تمام افسران فوج سلطان کے خیمے مین جمع ہوے اور ایک دوسرے کو فتحمندی کی مبارکباد دینے لگے۔ ہر شخص وہ حالات ایک جوش سے ظاہر کر رہا تھا جو دن کو اُسکی نظر سے گذرے تھے۔

سلطان۔ الحمدللہ کہ خدا نے آجکی پرخطر لڑائی مین میدان ہمارے ہاتھ رکھا ہمنے اُنکے لوگ بھی بہت قتل کیے۔ اُنکو پسپا بھی کر دیا۔ سب سے زیادہ یہ ہے کہ ہمارا رعب اُنکے دلون مین بیٹھ گیا۔ اب کل تھوڑی دیر مین ہم اُنھین مار کے بھگا دینگے۔ ممکن تھا کہ مین آج ہی عکہ والون سے ملجاتا اور اُنکے بازو مضبوط کر دیتا۔ مگر صرف مسلمانون کے خیال نے مجھے اس ارادے سے روک دیا۔ وہ دن بھر کے تھکے ماندے تھے اتنے بڑے بھاری دشمن کا مقابلہ بڑی جانفروشی سے کرتے تھے۔ خیر کچھ پروا نہین۔ کل انشاءاللہ ہم عکہ کی شہر پناہ مین ہونگے اور کوئی کافر عیسائی اس میدان مین نظر آتا ہوگا!۔ خدا ہزار شکر ہے کہ تو نے اپنے سچے خادمون کی کوشش قبول کی مگر افسوس مجھے بالکل خبر نہین کہ عزیز کہان ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کی بات ہے۔ یکایک شور نعرہ مسرت

خدا جانے کہان غائب ہو گیا۔ اگر عزیز کی جان کو کوئی صدمہ پہونچا تو میری زندگی دشوار ہو جائے گی۔

سلطان کا بھائی "آج عرصۂ جنگ مین ہمنے بڑی کوشش کی کہ کچھ حال معلوم ہو مگر ذرا پتہ نہ چلا"

سلطان ۔ مین نے شاہزادہ عزیز کی تجسس مین آج بار بار حملے کرکے عیسائیونکی فوج کے ہر ہر کونے کو ڈھونڈھ ڈالا۔ مگر سب کوششین بیکار ہوئین ۔ اے خدا میرے دل کو میرے عزیز کو صدمہ سے بچا! آفت!

ایک افسر "حضور آپ زیادہ ملول نہون شاہزادہ عزیز کے لیے ہم اپنی اور کافر نصرانیون کی جان ایک کر دین گے"

دوسرا افسر "بیشک شاہزادۂ عزیز کی جستجو بہت جلد وہ دن لائے گی کہ ہماری تلوارین سرزمین شام پر نصرانیون کے خون کا سیلاب بہادینگی"

سلطان "(آبدیدہ ہوکر) کیا میرا عزیز اس تدبیر سے ملجائیگا"

ایک افسر "یہ ضرور ہے کہ شاہزادہ عزیز ہمین ملجائین ۔ اور ہمارے بہادر بادشاہ کی دلجمعی ہو۔ ورنہ ہمارے اس شاہزادے کا خون"

دوسرا افسر "کیا کہتے ہو۔ ایسا کلمہ زبان سے نکلنا چاہیے ۔ نصرانیون کو اتنی جرأت نہین ہوسکتی کہ ہمارے شاہزادے کو آنکھ اٹھاکے بُری نظر سے دیکھین اگر ذرا بھی اندیشہ ہو تو مین ابھی جاکے شاہ رچرڈ اور تمام شاہان یورپ سے اور اُنکے خاندانون سے دنیا بھر کو خالی کرا دون"

سلطان "جو کچھ ہو مگر میرا یہ عالم ہے کہ عزیز کا جب خیال آتا ہے کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے"

"سلطان کے خیمہ مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ دربان نے عرض کیا حضور شوقت ہمارے سوارونکا سردار حاضر ہوا ہے ۔ اور حضور مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہے"

"سلطان نے اجازت دی۔ ایک سن رسیدہ اور تجربہکار ترکی افسر خیمے مین داخل ہوا اور کہنے لگا ۔ خداوند ۔ ہمارے سوارون کی نسبت اگر حکم ہو تو سب ہمین آجائین اور حضور کے جھنڈے کے نیچے [illegible] ۔ نور الدین شاہزادہ عزیز کی

ایک حرم جسکو ابھی اُنھون نے ملاحظہ بھی نہین فرمایا۔ اصرار کرکے ہمارے ساتھ آئی ہے
اور چاہتی ہے کہ جبتک شاہزادے تشریف لائین آپکے ہمراہ زندگی بسر کرے۔
سلطان ؎ وہ کہان ہے اُسے میرے سامنے لاکر حاضر کرو۔"
افسر ؎ خداوندوہ بڑی باعفت عورت ہے۔دربار عام مین کیونکر حاضر ہوسکتی ہے۔"
"حکم سلطان سے کل فوج خیمہ سے نکل گئی صرف سلطان کا بھائی بیٹھا رہا۔"
"ایک حسین و نازنین عورت خیمہ مین داخل ہوئی اور ادب سے سر جھکا کے
کھڑی ہوگئی۔"
"سلطان اور اُسکا بھائی دونون نے اُسکے حسن وجمال کو حیرت و استعجاب کی
نظرسے دیکھا۔کچھ دیر تک متحیر رہنے کے بعد سلطان نے پوچھا۔"
"اے پری چہرہ لڑکی سچ بتا تو کون ہے۔"
لڑکی ؎ (لنگوفرنیکا زبان مین) صاحب مین عربی زبان نہین سمجھتی ہون۔"
سلطان ؎ (اُسی زبان مین) کیا تم فرنگستان کی رہنے والی ہو۔مین نہین جانتا تھا۔
اچھا بتاؤ تم کون ہو۔
لڑکی ؎ یہ سب باتین تو عرض کرنے کی نہین ہین۔مگر یہان حاضر ہونے سے صرف
میری غرض یہ تھی کہ ایک مرتبہ آپ کے دربار مین حاضر ہونے کی عزت حاصل ہو تو
جو کچھ مجھے عرض کرنا ہے عرض کردون۔"
سلطان ؎ (متعجب ہوکر) جلد بیان کرو کہ تمھین کیا کہنا ہے۔"
لڑکی ؎ اپنا ہی حال کہونگی۔مگر آپ توجہ سے سنین۔مین انگلستان کے ایک
شریف خاندان کی لڑکی ہون۔"
سلطان ؎ انگلستان! وہی جہان کا بادشاہ رچرڈ ہمسے لڑرہا ہے۔"
لڑکی ؎ جی ہان وہی مین بہ اطمینان رہنے کے لیے شوق عامر پر بھیجدی گئی تھی
جب مسلمانون نے اُسپر قبضہ کرلیا تو مین اپنے ایک یہودی غلام اور یہودیہ کنیز
کے ساتھ بھاگی۔میرا غلام مجھے ایک مقبرے مین لے گیا اور انگلستان والون نے
یہان آتے وقت یہودیون پر جو کچھ ظلم کیا تھا اُسکے انتقام مین چاہتا تھا کہ مجھے
قتل کرڈالے ایک مسلمان سپاہی اتفاقاً وہان پہونچ گیا۔میرے غلام نے

اُس مسلمان کو مار ڈالا - مین نے دیر تک اُسکی خوشامد کی مگر اُسنے نہ ماننا تھا نہ مانا اگرچہ موت کا یقین ہو چکا تھا مگر مین نے جان بچانے کی ایکبار اور کوشش کی بتقریب یسے نکل بھاگی دروازسے پر ایک نوجوان معزز اور بہادر مسلمان ملا جسنے مجھے اپنی آڑ مین کرلیا میرا غلام مجھے ڈھونڈھتا ہوا باہر نکلا - اُس نوجوان مسلمان نے ایک ہی وار مین اُسکا سر اوڑا دیا -

مین نہین جانتی کہ وہ مسلمان کون تھا - مگر اسقدر ضرور عرض کرونگی کہ نہایت حسین اور خوشرو جوان تھا - سر پر کلغی لگی تھی - وہ مجھے اور میری یہودیہ لونڈی کو لے کے روانہ ہوا -

راستہ مین وہ مجھپر اپنی محبت واُلفت ظاہر کرتا گیا - اور مین بھی ایک سکوت کے ساتھ اُسکی درخواستون کو منظور کرتی گئی - کیونکہ میرے دل پر اُسکی نظر کا کاری نشان پڑ چکا تھا مین صاف صاف اپنے دل کا حال بیان کیے دیتی ہون کہ مین اپنی قوم مین جانے کی بالکل آرزومند نہین رہی تھی - کیونکہ دنیا مین سوا اسکے کوئی نہین ہے جسکے پاس مین دم بھر بھی خوش رہ سکون - افسوس میری قسمت نے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب اُمیدین خاک مین ملادین وہ نوجوان مجھے اور یہودیہ کو لیے ہوے وہان پہونچا جہان اپنا گھوڑا چھوڑ آیا تھا - یہ تردد تھا کہ ہم تینون صرف ایک گھوڑے کی مدد سے کیونکر شوف عامر تک پہنچ سکین گے - اتنے مین ایک طرف سے کچھ آہٹ معلوم ہوئی وہ نوجوان گھوڑے پر سوار ہوا اور ہم دونون کو چھوڑ کے آہٹ کی طرف روانہ ہوا کچھ دیر کے بعد شور وغل اور تکبیر کی آوازون سے معلوم ہوا کہ نوجوان عیسائیون سے لڑ رہا ہے - مین نہین جانتی کیا نتیجہ ہوا مگر ہان اسقدر جانتی ہون کہ اُس نوجوان کے عوض ہمنے پانچ چھہ سوار اپنی طرف آتے دیکھے ہم دونون بھاگے - مین ایک چٹان کی آڑ مین چھپ رہی مگر یہودیہ پکڑ لیگئی - مین نے اُس پہاڑی پر رات گذرانی صبح کو کھڑی ادھر اودھر دیکھ رہی تھی کہ ایک اعرابی نے آکر مجھے پکڑ لیا اور لونڈی بنا کے لیچلا کہ شوف عامر کے مسلمانون کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالے - مگر وہان فوج شاہی کو دیکھ کر شاہزادہ کے خیمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین نذر کے طور پر یہ لونڈی شاہزادہ عزیز کی خدمت مین پیش کرتا ہون - فوجی افسرون نے مجھے اس سے لے لیا اور اُسکو ہفتہ عشرہ کے بعد بُلایا - اُسوقت صرف مجھے اسقدر معلوم ہوا تھا کہ شاہزادہ عزیز

آپ کی خدمت مین تشریف لائے ہین۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ شاہزادہ عزیز کا کہین پتہ نہین اسوقت خیال گذرا کہ غالبًا شاہزادہ عزیز وہی نوجوان تھا جس نے میری جان بچائی"۔

سلطان "(ذرا غور کرکے) میرا دل بھی کہتا ہے کہ بیشک میرا بیٹا عزیز وہی تھا جس نے تمھین تمھارے یہودی غلام کے ہاتھ سے نجات دلوائی۔ اچھا تم مجھسے بتا سکتی ہو کہ اُس نوجوان کی صورت کیسی تھی"۔

لڑکی "حضرت مین اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتی بس اسیقدر کہہ سکتی ہون کہ اُسکا چہرہ اس درجہ خوبصورت تھا کہ میری نظر اچھی طرح غور سے دیکھ بھی نہین سکی۔ اسکے روشن چہرے کے اثر سے میری نظر مین چکا چوندی ہوگئی۔ میری آنکھین بالکل خیرہ ہوگئین یہ باتین کچھ کچھ خواب سی یاد ہین۔ کہ بیس بائیس برس سے زیادہ عمر نہوگی سر پر عمامہ اور عمامہ پر کلغی تھی۔ دھاری دار کفتان پہنے تھا"۔

سلطان "بیشک میرا بیٹا عزیز نورالدین ہی ہوگا۔ یقینًا وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا"۔

لڑکی "نہین مین نے کچھ نہین کیا۔ مگر میری خوش قسمتی ہے کہ آپ اسے احسان مانتے ہین۔ اگر حقیقت مین یہ احسان ہی ہے تو اسکے عوض مین بھی ایک بات کی آرزومند ہون"۔

سلطان "وہ کیا"۔

لڑکی "میری آرزو بس اسیقدر ہے کہ آپ مجھے آزادی دین مین شاہزادہ عزیز کو ڈھونڈھونگی"۔

سلطان "(تعجب سے) تم کیا کر سکتی ہو؟ میرا اسمین کچھ ہرج نہین مگر تمھاری جان کا اندیشہ ہے"۔

لڑکی "نہین آپ اسکا خیال نہ کیجیے۔ مین ضرور اپنے ارادے مین کامیاب ہونگی"۔

سلطان "اچھا تمھین اختیار ہے۔ مگر مین اپنی طرف سے تمھین کوئی حکم نہین دے سکتا"۔

سلطان کا بھائی "(عربی مین) یہ مصلحت کے خلاف ہو کہ اس لڑکی کیوقت

مین ایک نصرانیہ عورت کا اعتبار کر لیا جائے اور نصرانیہ بھی کون جو فرنگستان کی رہنے والی ہو!"

سلطان "یہ لڑکی ہمارا کیا کرے گی؟ اگر ایک عورت ہمارے ساتھ سے نکل گئی اور ہمارا اوسپر قابو نہ رہا۔ تو ہمارا کیا بگڑ جائے گا؟ آپ جانے کی اجازت دینا چاہیے۔"

سلطان کا بھائی "آپ کو اختیار ہے مگر مجھے حیرت ہے کہ یہ نصرانیہ عورتین کسقدر بیشرم ہوتی ہین۔ عزت و آبرو کا ذرا بھی پاس نہین۔ مسلمان عورت کی زبان سے تو کبھی نہ نکلے گا کہ مین فلان شخص پر عاشق ہون۔"

سلطان "اسپر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔ یہ اُنکے ملک کی رسم ہے۔ اُنکی عورتین ایسی ہی آزاد ہوتی ہین۔" (لڑکی کی طرف دیکھ کر) "تمھارا کیا نام ہے؟"

لڑکی "میرا نام ورجنا ہے" اتنا اور عرض کرتی ہون کہ مین کسی کے سپرد کر دی جاؤن تاکہ اُس سے جو کچھ مانگون ملجائے۔"

سلطان (بھائی کی طرف اشارہ کرکے) "یہ تمھین ہر بات مین مدد دینگے۔ ان ہی کے ساتھ جاؤ۔"

اس تقریر کے بعد ورجنا سلطان صلاح الدین کے بھائی کے ساتھ روانہ ہوئی۔

پانچوان باب

یورپین کیمپ

رات کا وقت ہے اور اب گیارہ بجا چاہتے ہی ہونگے۔ ایک عالی شان اور پُرتکلف خیمہ مین ایک مخملی کوچ بچھا ہے۔ شاہ رچرڈ تکیہ لگائے آرام سے بیٹھا ہے گرد کرسیان پڑی ہین۔ شاہی خاندان کی عورتین اور تمام اہالیان دولت و افسران فوج گھیرے ہوے ہین۔ ملک شام کی گرم آب و ہوا نے سب ہی لوگون کو مضمحل کر دیا ہے۔ مگر بہادر اور شیر دل رچرڈ کے حق مین یہانکی آب و ہوا زیادہ ناموافق ہے۔ کچھ تو بیماری اور کچھ گذشتہ لڑائی کے چند زخمون نے

شست کر دیا ہے اور ان سب باتوں پر طرہ یہ کہ عکہ کے محاصرہ مین اس روز مسیحیون کو مسلمانون سے شکست ہو گئی۔

اسوقت اُسکی صورت سے غصے کے آثار نمایان ہین جو ناتوانی کیوجہ سے مرض کو اور بڑھائے دیتے ہین وہ ناتوانی کی سُست آواز سے سب لوگون کی طرف خطاب کرکے کہہ رہا ہے۔

"کاش تم لوگون مین اُسکا آدھا بھی مذہبی جوش ہوتا جسقدر مسلمانون مین ہے تمھارا مذہب سچا ہے۔ گردنیا و دین دونون امور مین تم اُنسے پیچھے ہو۔ افسوس تمھارا دین برحق ہے۔ مگر تم اُسے جھوٹا ثابت کیے دیتے ہو۔ کیا اس سُستی پر بھی تم یقین کرتے ہو کہ مسیح کی قربانی تمھاری نجات کے لیے کافی ہوگی۔ مسیح کا وطن تمھارے مذہب کا سرچشمہ تمھاری عزت وقعت کا گھر مسلمانون کے قبضہ مین ہو۔ کیا تمکو نہین خبر ہے کہ مسلمانون نے تمھارے ساتھ کیا کیا؟ دین و دنیا دونون حیثیتون سے تمھاری بعزتی کی۔ اُنھون نے تمھاری قربانیکا ہون کو خاک مین ملادیا۔ تمھاری شہزادیون۔ شریف زادیون۔ لارڈ اور ڈیوک کی بیٹیون کو ذلت کے ساتھ لونڈی بنایا۔ تمھارا یہ سچا اصول بھی وہ مٹائے دیتے ہین کہ مسیح خدا کے بیٹے ہین"

ایک افسر "ہم سب کو معلوم ہے۔ اے حضور ہمین آپ اتنا جوش نہ دلائین کہ بے لڑے ہمارا مر جانے کو جی چاہے۔ آپ کا اسیقدر فرمانا کافی ہے۔ صبح کو ہم اپنی بہادری دکھا دینگے"

شاہ رچرڈ "واہ کچھ بہادری آج دکھائی ہے۔ اور کچھ کل دکھاؤ گے"

یکایک ایک خوشرو جوان آیا اور آتے ہی شاہ رچرڈ سے لپٹ گیا لوگ متحیر ہو گئے کہ کون شخص ہے بعضون نے بدگمان ہو کر تلوارین کھینچ لین۔ نوجوان دیر تک بادشاہ سے بغلگیر رہا۔ آخر بادشاہ رچرڈ نے خود اُسے جدا کیا۔ اُسکا سر جھکا ہوا تھا اور آنکھون سے آنسو جاری تھے۔

انگلستان کے بہادر بادشاہ نے غور سے اُس نوجوان کو دیکھنا شروع کیا دیکھتے ہی دیکھتے یکبیک اُسکے چہرے سے جوش کے آثار نمایان ہوے اور جوش مین آکر چلا اُٹھا۔

"اہا ہا میری پیاری ورجنا" اتنا کہا اور بڑھکے شرم سے پسیجی ہوئی گوری پیشانی کا

بو سہلے لیا ورجنا تو کہان تھی ؟ اور شوف عامر سے کہان غائب ہوگئی ؟ یہان تو ہم لوگون مین تشویش پیدا ہوگئی تھی۔ خوف تھا کہ وحشی اور کسی کی ناموس کا خیال نہ کرنے والے عربون کے ہاتھ مین نہ پڑ گئی ہو۔"

ورجنا۔ اے ماموں شوف عامر سے مین اپنے یہودی غلام اور اسکی بہن کے ساتھ بھاگی اور ایک مقبرے مین جا کے چھپ رہی۔ میرے غلام نے بیوفائی کی اُس نے میری جان لینے کا قصد کیا۔ وہ اپنے ہم مذہب یہودیون کا انتقام مجھسے لینے پر آمادہ ہو گیا مار ہی ڈالا ہوتا مگر ایک نوجوان ترک آگیا۔ اُس مسلمان نے یہودی کو قتل کر ڈالا اور بڑی تسلی اور دلدہی کے ساتھ اپنے ہمراہ لے کے شوف عامر کو روانہ ہوا۔ راستے مین کچھ عیسائی سوارون سے اُسے لڑنا پڑا۔ لڑتے ہی لڑتے خدا جانے کہان غائب ہو گیا اور وہ عیسائی سوار بھی کسی طرف بھاگ چلے گئے۔ مین رات بھر پہاڑی پر رہی صبح کو مین نے ایک مقتول مسلمان کے کپڑے اوتار کے پہن لیے تاکہ مجھے مسلمان پہچان نہ سکین۔ عربون سے بچتی اور اپنے تئین چھپاتی آج یہانتک پہونچی ہون۔

شاہ رچرڈ" ورجنا تونے بڑی مصیبت اُٹھائی۔ مسیح کا غضب جو عیسائیون پر نازل ہوا ہے اُس سے تو بھی نہ بچ سکی۔ مگر اُس مسلمان نے مجھپر بڑا احسان کیا۔"

ورجنا" اے ماموں اُسنے بڑا احسان کیا اگر مل جائے تو عمر بھر اُس کی لونڈی رہون۔"

شاہ رچرڈ" (کسیقدر چین بجبین ہوکر) یہ کیا کہتی ہے۔ ایک عیسائی کی لڑکی کی زبان پہ لفظ اچھا نہین معلوم ہوتا۔"

ورجنا" تو کیا عیسائی لڑکی کو احسان فراموش ہونا چاہیے۔"

شاہ رچرڈ" نہین یہ نہین۔ مگر وہ بے دین مسلمانون کی لونڈی ہونا ہرگز نہ پسند کرے گی۔"

ورجنا" خیر۔ یہ نہین تو اگر موقع ملے مین بھی ویسی ہی مدد کرون جیسی اُسنے میری مدد کی۔"

شاہ رچرڈ" ہان یہ ہو سکتا ہے۔ تیری سفارش سے مین بہت سے ترکون اور مسلمانون کو قید کرکے چھوڑ دونگا۔"

مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ تو مسلمانون کے پنجے مین نیڑی اور باعزت وباعفت انگریزی کیمپ مین آگئی - ورجنانے ندامت سے سر جھکالیا -
شاہ رچرڈ پھر افسران فوج کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا " آج تو ہم لوگون نے انگلستان اور اُس کے ساتھ سارے یورپ کے نام کو دھبہ لگا دیا - ارے دیکھو تمھارے ہاتھون میری قسمت مین کیا بدنامی لکھی ہے - افسوس! اتنا کہا اور بخار کی شدت مین غافل سا ہو گیا غصہ مین اور بڑھ گئی تھی - ادر جو وہ باتین کرتا تھا بخار تیز ہوتا جاتا تھا - چند منٹ کے بعد ہوش مین آیا اور کہنے لگا " اگر تم لوگون نے ایسی ہی کارروائی کی جیسی کر کرتے آئے ہو تو یقین جانو کہ مین انگلستان کو زندہ منھ نہ دکھاؤن گا - پھر بیہوش ہو گیا -
شاہ رچرڈ نے پھر آنکھ کھولی اور ناتوانی کی آواز مین کہا " تمھاری باہمی مخالفتون نے اور ستم ڈھایا - مین سچ کہتا ہون تمھارے بنائے کچھ نہ بنے گا "
اسوقت ایک افسر دوڑتا ہوا آیا اور وہان کے ادب کے موافق گھٹنے ٹیک کر عرض کرنے لگا -
" مسیح آپ کا اقبال بلند کرے اور دشمن پامال ہو مین ایک خوشخبری لایا ہون اور انعام کا خواستگار ہون -
شاہ رچرڈ " (خوشی سے متوجہ ہوکر) جلدی کہو کیا خوشخبری ہے "
افسر " خداوند ہمارے دو سو جہاز سسلی[ع] سے آگئے - ابھی ابھی اُنھون نے عکہ کے شمالی طرف لنگر ڈالا "
شاہ رچرڈ یک بیک خوشی کے جوش مین اوٹھ بیٹھا - چہرہ مسرت سے چمکنے لگا - اور نہایت اطمینان کے لہجہ مین پوچھنے لگا " بھلا اُن جہازون پر کتنی فوج ہوگی "

ع سسلی بحیرۂ روم مین ایک مشہور جزیرہ ہے یہ جزیرہ نماے ایطالیہ (اٹلی) سے صرف ایک چھوٹے آبنائے کی وجہ سے جدا ہو گیا ہے مسلمانون نے مامون رشید کے وقت مین اس جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور مدت تک مسلمانون نے اس جزیرہ پر حکومت کی - مگر جس عہد کا ہم حال بیان کر رہے ہین اس سے پہلے ہی سسلی پر رومیون کا قبضہ ہو گیا تھا -

افسر "حضور مین نے دریافت کیا تھا معلوم ہوا کہ دو لاکھ سے کچھ کم ہے"
شاہ رچرڈ مارے خوشی کے اوچھل پڑا اور ایک دعوی کی وضع اور طرز سے کہنے لگا۔

"کل البتہ عیسائیون کی بہادری کا امتحان لونگا۔ ابتو شاید عکہ والے بے لڑے شہر ہمارے حوالہ کردینگے۔ دو برس کے محاصرہ کا کل ہی خاتمہ ہے"
ایک دوسرا افسر "ہمارے جاسوسون نے یہ خبر پہونچائی ہے کہ عکہ والون نے سلطان صلاح الدین کو اطلاع دی تھی کہ اب انمین لڑنے کی تاب نہین نہ کچھ کھانے پینے کو رہا ہے کل یا پرسون شہر ہم ان لوگون کے سپرد کردینگے۔ مگر سلطان نے بہت برہم ہوکے اور انکی بزدلی اور بیصبری کی مذمت کرکے اس خیال سے باز رکھا ہے"
شاہ رچرڈ "اب کل خواہ مخواہ انھین شہر خالی کرنا پڑیگا۔ خدا نے بڑے عمدہ موقع پہ ہماری مدد کی" ورجنا کی طرف متوجہ ہوکر۔ "بیٹی اب تم اپنے خیمہ مین جاکر آرام کرو میرے برابر ہی یہ دوسرا خیمہ تمھارے لیے خالی کردیا جائیگا"
ورجنا "ہان جاتی ہون"
شاہ رچرڈ "تم بہت تھکی ہوئی ہو"
ورجنا "آپ کی قدمبوسی سے سب کسل و ماندگی دفع ہوگئی"
جدید فوج کے اعلیٰ افسر شاہی خیمہ مین بادشاہ کی سلامی اور اُسکی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے

ع اس محاصرہ کا حال ہم تاریخی طور پر بیان کردینا ضروری سمجھتے ہین۔ اسکی نسبت بعض انگریزون کا خیال ہو کہ یورپ اور ایشیا دونون نے اپنی قوت صرف کردی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپ نے پوری قوت سے محاصرہ کیا مگر ایشیا کیطرف سے تنہا سلطان صلاح الدین تھا کوئی اور مسلمان بادشاہ بھی اُسکا شریک نہ تھا دو برس تک عکہ کا محاصرہ رہا عظیم الشان لڑائیان ہوئین اور اس جوش کی کہ ایکدفعہ سلطان صلاح تنہا لڑتے لڑتے عکہ مین داخل ہوا۔ اور ایکبار عیسائی لڑتے لڑتے سلطان کے خیمہ مین گھس آئے۔ دوسرے سال فرانس اور انگلستان کے جہاز پہونچ گئے اور محاصرہ مین اور سختی ہوگئی۔ سلطان صلاح الدین مین بہ اعتبار فوج کے ہرگز مقابلے کی قوت نہ تھی مگر اسلامی جوش نے لڑا کے کامیاب کرادیا ۱۲۔

سبھون نے شاہ رچرڈ کا سامنا ہوتے ہی فوجی قاعدے سے سلام کیا اور اقبال شاہ کی دعا کی۔

شاہ رچرڈ "خوب آئے اور بہت اچھے وقت تمنے اپنے مسیحی بھائیون کی مدد کی تھین سسلی سے یہانتک پہونچنے مین کوئی مسلمان کا جہاز تو نہین ملا"

افسر "خوف تو بہت رہا۔ مگر مقابلہ کی نوبت نہین آئی۔ ہان کل رات ہوا ہمارے جہازون کو تیزی سے بہاتی لیے چلی آتی تھی۔ ہم لوگ کچھ ایسے اطمینان سے آرہے تھے کہ دشمنون سے بالکل بیخبر ہوگئے یکایک کچھ عربی جہاز ہمارے پچھلے جہازون پر آپڑے ایک جہاز تو وہ گرفتار کرلے گئے اور کوئی تین جہاز اُنھون نے ڈبو دیے۔ قبل اسکے کہ ہم اچھی طرح ہوشیار ہون وہ اپنا کام کرکے سواحل افریقہ کیطرف چلے گئے۔ ہمارے ساتھ پوری دولاکھ فوج تھی اس غفلت مین چھ سات ہزار آدمی ہمارے ہاتھ سے کھوگئے"

شاہ رچرڈ "تمھاری غفلت روز بروز موقع دیتی جاتی ہے کہ عرب اور مسلمان تمپر شیر ہوجائین اگر یہان کا ارادہ کیا ہے ارض مقدس کی حمایت پر کمر باندھی ہی تو ہوشیاری سے کام لو"

افسر "ہمنے اتنی بڑی غلطی اُٹھائی ہے کہ اب کبھی غافل نہونگے۔ بادشاہ ہماری یہ خطا معاف کرے۔ آیندہ ہمسے کبھی ایسی بے پروائی ظاہر نہوگی"

رات زیادہ آچکی تھی۔ سب افسر اپنی اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوے۔ ورجنا بھی اپنے ماموں شاہ رچرڈ سے رخصت ہوئی۔ اور شاہی خیمہ کے برابر والے خیمہ مین آئی آتے وقت وہ سوچتی آتی تھی کہ شاہزادہ عزیز کا وہ کیونکر پتہ لگائے اور نہ اس خیال کو وہ ظاہر کرسکتی تھی۔ اور نہ بے ظاہر کیے بنتا تھا۔ اپنے خیمہ مین دیرتک کوچ پر کروٹین بدلتی رہی نازک دل چوٹ کھایا ہوا دل کسی پہلو چین ہی نہین لینے دیتا۔ چہرہ متغیر ہوا جاتا تھا۔ اور عشق کے قدیمی آثار اور معشوق صفت عاشقون کے پُرانے چونچلے یعنے زردی رُخ۔ بیتابی و بیقراری اسدرجہ غلبہ کرتی جاتی تھی کہ اپنے دل مین کہنے لگی صبح کو کیا ہوگا؟ میری فکر۔ میرے چہرہ کی زردی تو اسدرجہ ترقی کرتی جاتی ہی کہ غالبًا صبح کو مین اس قابل بھی نہونگی کہ اپنے ماموں شاہزادہ رچرڈ کو منھ دکھاؤن آخر نہ رہا گیا ایک یہودی غلام کو جو اُس خیمہ کا خادم تھا آواز دی (غلام فوراً آیا)۔

ورجنا:۔ (اسکی طرف کروٹ لیکر) اس خیمہ مین پہرہ کسکا ہے؟"
غلام:۔ اے شہزادی۔ چارون طرف فوجی پہرہ ہے۔ خاص شاہی گارد کے جوان چارون طرف رات بھر چکر لگاتے رہتے ہین"
ورجنا:۔ یہان سے قریب کوئی اور خیمہ بھی ہے"
غلام:۔ شاہی خیمہ کے علاوہ کچھ فاصلہ پر اور بھی خیمہ ہین"
ورجنا:۔ انمین کون رہتا ہے"
غلام:۔ فوجی افسر ہین۔ ایک فرانسیسی افسر یہان سے قریب ہی رہتا ہے جو ایک ترکی قیدی کی حراست کرتا ہے"
ورجنا۔ دلمین۔ اس سے مطلب حاصل ہو تو تعجب نہین اور کیا تعجب کہ شاہزادہ عزیز ہی ہو۔ غلام سے تم اُسے بُلا لاسکتے ہو"
ورجنا:۔ ابھی"
غلام گیا اور تھوڑی دیر کے بعد افسر کو بلا لایا۔
افسر:۔ شاہزادی آپ نے مجھے اسوقت کیون یاد فرمایا"
ورجنا:۔ (کرسی کی طرف اشارہ کرکے) بیٹھو۔ (غلام سے) تم باہر جاؤ۔ جب ہم بلائین تب آنا۔
غلام چلا گیا۔
ورجنا:۔ مین نے سُنا ہو تم یہان قریب ہی رہتے ہو۔ ایک خاص بارہ مین مجھے تم سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ مگر بتاؤ کہ تم یہان کس خدمت پر مامور ہو"
افسر:۔ ایک ترکی نوجوان میری حراست مین ہے۔
"ورجنا نے افسر کی طرف غور سے دیکھا۔ پھر پوچھنے لگی:۔ نوجوان یہان خاص شاہی خیمہ کے پاس کیون رکھا گیا ہے"
افسر:۔ اے شہزادی ایک تو وہ بڑا بہادر شخص ہے اور کسی جگہ ہو تو نکل جانے کا اندیشہ ہے۔ دوسرے کوئی بڑا معزز ترک معلوم ہوتا ہے اُسکے ساتھ ایک یہود عورت بھی ہے وہ عورت اپنے آپ کو انگلستان کا بتاتی ہے"
ورجنا:۔ اس دفعہ شوف عامر کے قریب ایک نوجوان نے میری جان بچائی تھی"

مجھے یقین ہو کہ وہ ہمارے مسیحیوں کے ہاتھ مین قید بھی ہو گیا۔ تم اُسکا نام بتا سکتے ہو"

افسر "اسکا نام تو معلوم ہی نہین۔ پوچھا گیا مگر نہین بتایا"

ورجنا "مین صورت دیکھ کے پہچان سکتی ہون"

افسر "مین کل صبح کو آپ کو لے چل کے دکھاؤنگا۔ مگر اے شہزادی وہ بڑا بے ادب ہے آپ کا چلنا میرے نزدیک نامناسب ہی"

ورجنا "مین ضرور چلونگی چاہے وہ کیسا ہی بے ادب ہو"

افسر "اب فرمایئے کہ آپ کو مجھ سے کس بارہ مین مشورہ کرنا ہے"

ورجنا "کل مین تھارے وہان آؤنگی۔ تھارے قیدی کو دیکھونگی اُس کے بعد وہ خیال ظاہر کرونگی جسکے لیے مین نے تمھین بُلایا ہو"

افسر نے یہ کہا اور خوب ادب سے سلام کرکے ورجنا سے رخصت ہوا اور خیمے سے نکل کے چلا گیا۔

جو روش اور ملانک فریب ورجنا کو کسی طرح چین نہین پڑتا تھا اسکے نازک ولپر وہ صدمہ تھا جسکو بڑے مستقل مزاج لوگ بھی برداشت نہین کرسکتے پلک جھپکنا دشوار ہو گیا۔ کروٹون پر کروٹین بدلتی تھی۔ اور گھبرا گھبرا کے خیمے کے چارون طرف دیکھنے لگتی تھی۔ وہ حقیقت مین فرشتہ یا پری تھی۔ کیونکہ ان دونون کی نسبت سُنا گیا ہو کہ رات بھر جاگا کرتے ہین۔ تنہائی نے بیتاب اور ہاتھ سے نکلے جاتے ہوے دلکو اور آزادی کا موقع دیدیا۔ جسکا خیال ستاتا تھا۔ اُسکی یاد مین آنسو نکل آئے دلہین کہنے لگی۔

"آہ! اب تو دل بالکل اختیار سے باہر ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ رات میری جان لے کے جائے گی۔ اس سے تو مسلمانون کی قید ہی مین اچھی تھی یہان ایک قسم کی اُمید کیا بندھی ہوش ٹھکانے نہین رہے۔ کیا کل تک مین سڑن ہو جاؤنگی؟ کیا صبح کو لوگ مجھے مردہ پائین گے؟ مگر خدا نہ کرے۔ صبح تو شاہزادے کی زیارت کی اُمید ہے اور جو شاہزادہ عزیز وہ نوجوان نہوا۔ جس نے میری جان بچائی تھی۔ خدانخواستہ کہین ایسا ہوا تو مین تڑپ کے مرجاؤنگی۔ اب صبح پر کون اُٹھا رکھے۔ اے دل چل مجھے اسی وقت کیون نہ زیارت کرا لاؤن

اتنا کہہ کے اوٹھی خیمہ سے نکلنے ہی کو تھی کہ شنگ وناموس اور شاہ رچرڈ کی بہبی کا خیال آگیا مایوسی کے ساتھ لیٹ کے کروٹین بدلنے لگی؟

اب وہ دلین کہہ رہی ہے یہ فرانسیسی افسر خوب ملا۔ اس سے مطلب برآری بسہولت ہوجائیگی کہین دھوکا نہ دے لیکن جو زندگی سے بیزار ہو اسکو کیا دھوکا دے گا مین تو جان پر کھیلنے والی ہون ہائے محبت نے بُرا پھانسا۔ بہت بُرا۔ یہ بھی ایک شدنی امر ہے دل پر کسکا اختیار ہوا ہے۔ پیاری دلدادہ ورجنا اس رات خواب ناز کی جگہ انھین خیالات مین ڈوبی رہی۔

چھٹا باب

میدان جنگ

آفتاب اُفق مشرق سے نکل رہا ہے اور اُسکے ساتھ ہی ساتھ انگریزی بیشمار فوج خیمون سے نکل نکلکر صفین باندھتی جاتی ہے۔ کل کی شکست اسبات کی مقتضی تھی کہ مسیحیون کے سپاہی آج افسردہ دل ہوتے اور اُنکی صورتون پر ایک اداسی چھائی ہوتی۔ مگر نہین وہ نہایت تازہ دم معلوم ہوتے ہین۔ بڑے جوش وخروش اور ذوق وشوق سے میدان جنگ کیطرف دوڑے ہوے جاتے ہین۔ رات نے اُنکی سُستی اور ماندگی بالکل رفع کردی۔ نہین رات نے نہین۔ اُس بیشمار فوج نے اُنکی افسردگی۔ ناامیدی مٹادی جو کمک کو آگئی ہے۔ اسوقت مسیحیونکی وضع اور حرکات وسکنات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُنکے حوصلے بڑھ گئے ہین اور بڑے دعوے اور ولولے کے ساتھ عرصہ کارزار مین آئے ہین۔ گویا اُنکے ہر سپاہی کو جلدی پڑی ہی کہ کسی طرح مسلمان بھی میدان جنگ مین آکے صف بندی کرلین کہ لڑائی شروع ہو۔

مسلمانون کے لیے یہ بہت نازک موقع تھا۔ شاید اُنکی جگہ کوئی اور ہوتا تو رات ہی کو صبح ظاہر ہونے سے پہلے عکہ کی قسمت دشمنون کے سپرد کرکے چلا جاتا مگر وہ اپنی معمولی شجاعت اور استقلال کے ساتھ خیمون سے نکل کے صف بندی کرنے لگے انکی صورت سے کسی قسم کا خوف بھی نہ ظاہر ہوتا تھا۔ اپنی مشہور شیرانہ اولوالعزمی

اور بسالت سے نکلے اور قطار باندھ کے عیسائیون کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ انکے عمامون اور عیسائیون کے خود ون پر آفتاب صبح کی روشنی چمک رہی تھی۔ خزان کی ہوا جو اسوقت کسیقدر اعتدال کے ساتھ چل رہی تھی۔ اُسکے جھونکے آتے تھے اور دونون طرف کے پھریرون اور مسلمانون کی لمبی لمبی داڑھیون اور کالی عباؤن کے لٹکے ہوے دامنون کو مغرب کی طرف اُڑاے جاتے تھے۔ جنھین تھوڑی دور بڑھکر خلیج عکہ کا پانی ملتا تھا اور اُسے ہلکورے دیتے اور انمین تلاطم پیدا کرتے ہوے جاتے۔ اور انگریزی جہازون کے جھنڈے کو لہرانے لگتے تھے۔

چڑیان خشکی سے اُڑ اُڑ کر جاتی تھین اور جی بھر کے سمندر کی کیفیت دیکھنے کی غرض سے مستولون پر بیٹھتی تھین۔ لڑائی کا ہنگامہ شروع ہونے سے پہلے آزاد صحرائی طیور کا شور دغل ریگستانی سین کے سکوت اور سناٹے کو دفع کر رہا تھا۔

آفتاب ذرا بلند ہوا اور اُجلی کرنون نے آسمان سے اوتر کے جنگ آزماؤن کے استقبال کے لیے دھوپ کا اُجلا فرش بچھا دیا۔ کل کا خون بالوہین بخوبی جذب ہو گیا ہے اب آفتاب کی گرمی اور اُسکی نمی اور رطوبت بزدلون کے ہوش و حواس کی طرح بھاپ بنا بنا کے اُڑا لیے دیتی ہے۔ جگمگاتے ہوے نیزے اور جھلکتی ہوئی تلوارین شمال و جنوب کی طرف سے میدان جنگ کی حدبندی کر رہی ہین۔ قدرت نے اپنا دلچسپ اور آزادی پسند طبیعتون کو بہکا لینے والا سین بہت شگفتگی کے ساتھ آشکارا کر دیا ہے کہ جسے دیکھنا ہو دل کھول کے دیکھ لے۔ پھر خدا جانے یہ سمان دیکھنا نصیب ہو یا نہو۔

مسیحیون مین شوق جنگ آج بڑھا ہوا تھا۔ قبل اسکے کہ اہل اسلام مستعدی ظاہر کرین اُنکی طرف طبل جنگ بجا دیا گیا۔ عیسائیون کی طبل جنگ کی آواز سنتے ہی ترکون مین صبر کی تاب نہ رہی۔ ادھر طبل بجا اور اُدھر فوج عرب سے تکبیر کی آواز آئی اور یہ آواز تمام دشت و جبل مین گونج گئی اور تھوڑی دیر کے لیے فوجی باجے کی آواز مسلمانون کی آواز مین غائب ہو گئی۔

اس پُرجوش آواز کا خاتمہ اُسوقت ہوا جب ایک مسلمان افسر اپنی فوج کے آگے کھڑا ہوا۔ یہ خود سلطان صلاح الدین تھا۔ اسکا بہادر بھائی گھوڑا بڑھا کے

آگے آیا اور اہل اسلام کی صف کے برابر ہی برابر مشرق کی طرف تیزی سے گھوڑا سرپٹ دوڑاتا چلا گیا۔ جب ادھر صف کی آخری حد تک پہونچ گیا تو باگ موڑی۔ اور اسی طرح صف مسلمین سے ملا ہوا مغرب کی طرف چلا گیا ادھر بھی یونہی صف کے مغربی آخری حصہ تک دوڑتا چلا گیا۔ آخر ادھر کا بھی دورہ پورا کر آیا اور سلطان صلاح الدین کے برابر کھڑا ہو گیا اس گرد اوری سے بہادران اسلام کی صفین بالکل سیدھی ہو گئین سلطان صلاح الدین نے ذرا میدان کی طرف ہٹ کے اپنی صفون کو دیکھا اور انھین بہت سے متوازی خطوط مستقیم برپا کیے نہایت خوش ہوا پھر پلٹ کے اپنے سوارون کے قریب گیا اور پرجوش آواز مین کہنے لگا۔

"اے بہادران اسلام! اور اے اُمت خیر الانام! تم اس سے پریشان نہ ہونا کہ دشمن تعداد مین تم سے زیادہ ہین!" آواز آئی "نہین نہین!" ہم ہمیشہ اپنے سے دُگنی اور چوگنی فوج سے لڑتے اور فتح پاتے رہے ہین! "تمھین فخر کرنا چاہیے کہ تم اُمت محمدی مین ہو۔ کون محمد صلعم؟ جنکی خدا نے بارہا فرشتون سے مدد کی۔ کیا تمھین واقعہ بدر نہین یاد ہے؟ ضرور یاد ہو گا۔ تم بخوبی جانتے ہو گے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اکثر ملائکہ لڑا کیے۔ خدا نے کیون آنحضرتؐ کی مدد کو فرشتے بھیجے؟ اس لیے کہ وہ دین کے لیے لڑتے تھے۔ اور کافرون سے لڑتے تھے۔ تم اپنی طرف دیکھو۔ کیا تم کسی اور غرض سے لڑتے ہو؟" آواز آئی "ہرگز نہین!"

"بیشک تم بھی اسی لیے لڑتے ہو۔ دین ہی کے لیے لڑتے ہو اور کافرون سے لڑتے ہو۔ پھر جب وہی کام اور وہی غرض ہے تو کیا خدا تمھاری مدد نہ کرے گا؟" آواز آئی "بیشک کرے گا!" "جب ہمارے دلین اتنی بڑی اُمید موجود ہے تو ہمکو کیا پروا ہو۔ یہ تو صرف چار ہی لاکھ ہین اگر چار کرور ہوتے تو ہمین پروا نہ تھی عیسائی بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہین؟ یہ وہی عیسائی ہین جنکی دس بارہ لاکھ فوج کو میدان یرموک مین تمھارے تیس ہزار بھائیون نے شکست دیدی تھی! یہ وہی عیسائی ہین کہ جنکے ساٹھ ہزار سوار تمھارے ساٹھ آدمیون سے بھاگ گئے تھے۔ کیا دین عیسوی اب اس سے زیادہ فوجین تمھارے مقابلہ مین لاسکے گا جسقدر ہرقل صحابۂ کبار کے وقت مین لایا تھا؟"

ادھر سلطان صلاح الدین نے یہ کلمات کہہ کے اہل اسلام کے دل ہلا دیے اور انکو مرنے پر تیار کر دیا۔

ادھر شاہ رچرڈ میدان مین نکلا اُسنے فوج کے چار حصے کیے ہر حصہ بیس بیس صفوں کا تھا۔ چار حصے آگے پیچھے کھڑے کیے۔ سب کے آگے جو فوج تھی اُسپر انگلستان کے ایک نامی سپہ گر موبرے عٰ کو سردار مقرر کیا۔ اسکے پیچھے دوسری فوج تھی اور اُسپر ینڈول نامی ایک تجربہ کار افسر کو حکمران کیا۔ تیسری فوج سب کے پیچھے تھی وہ ایک آزمودہ کار یورپین اسکروپ نامی کی کمان مین دی اور جو فوج سب کے پیچھے تھی قالبوٹ نامی ایک معتمد اور نوعمر سردار کے ماتحت کی یورپین فوج مین اسی ہزار کے قریب سوار تھے اُنکو دو حصون مین تقسیم کیا۔ نصف پیدل فوج کے داہنی طرف اور نصف بائین طرف معین کیے گئے۔ دونون طرف دو فرانسیسی افسر سوارون کی کمان کرتے تھے۔

شاہ رچرڈ نے حکم دیا نصف فوج یعنے پیادون کی دو فوجین صلاح الدین پر مامور ہوئین یہ بھی حکم دیا کہ ہر طرف پہلے ایک فوج حملہ کرے۔ دو گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جب دوسرا طبل بجے دوسری فوج بھی حملہ کر دے"

فوج کو اس طرح ترتیب دے کے شاہ رچرڈ نے اپنی فوج کی صفون مین ایک چکر لگایا اور اس سے فراغت کر کے آگے جا کھڑا ہوا۔

شاہی نشان اُسکے برابر گاڑ دیا گیا۔ اور اُسنے تلوار نکال کے اوس سے اشارے کر کر کے یہ تقریر شروع کی۔

اے غریب الوطن اور پیارے بادشاہ کے خانمان برباد بھائیو! اپنے نجات دہندہ مسیح کے جان نثار عاشقو! خدا کے بیٹے ہولی ورجن عٰ کی پاک اور معصوم گود کے کھلائے ہوے مسیح کا خون اسی زمین پر گرایا گیا تھا۔ جبپر تم اپنا خون بہانے آئے ہو سو وہ

عٰ یہ سب افسر انگلستان کے نامی لوگون مین تھے اور اسی مقام پر اسی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے ۱۲

عٰ ہولی ورجن کے بیٹے ہین "مقدس کنواری" عیسائیون مین حضرت مریم کا مبارک اور پیارا لقب ہے ۱۲

خدا کے بیٹے کے خون کا دھویا ہوا مبارک تختہ زمین یہاں سے تھوڑی ہی دور ہے اب تم وہاں تک پہونچا ہی چاہتے ہو۔ مسیح کا پاک خون بڑی برکت کا خون تھا اس خون کی برکت نے اس کراس (صلیب) کو یہ بزرگی دی کہ خدا کے سچے فرمانبردار مسیحی اپنے گلے مین لٹکاتے آنکھون پر رکھتے ہین۔ اور اس سے مدد مانگتے ہین۔ کون کراس؟ یہی جو میرے ہاتھ مین ہو تمھاری جانفروشیان آج اسکو عکہ کے منارون پر نصب کرینگی اور کل تراہ تھو (ناصرہ) کے گنبدون پر چڑھائینگی۔ اب تھین کوئی فکر نہین۔ اُمیدون کا میدان تمھارے سامنے کھلا ہوا ہے۔ یہ تھوڑے سے لوگ جو تمھارے سامنے دینی جوش روکنے کو آتے ہین۔ انھین اپنی تلوارون سے کاٹ کے ڈالدو۔ تمھاری ذاتی بہادری اور جرأت کو زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔ تمھاری اولوالعزمیون کو دُنیا مانے ہوے ہے کیا یونان سے زیادہ بہادری کبھی ایشیا والون کو بھی نصیب ہوئی تھی؟ کیا کوئی اسکندر مشرقی حصہ دنیا مین بھی پیدا ہوا تھا۔ کیا مسلمانون کو نہ معلوم ہوگا کہ رومی کیسے بہادر لوگ تھے؟ نہین ضرور معلوم ہو گا۔ تمھارا دین بھی سب دینون سے سچا اور اچھا ہو وہ خاص خدا کے بیٹے کا دین اور روح القدس کا پھیلایا ہوا آئین ہے۔ وہ خاص خدارسی اور حق شناسی کے لیے ہے۔

وہ دنیادی بادشاہت کو ذلیل سمجھتا ہو اُسنے اپنی اثر کرنے والی نصیحتون سے دلون کو فتح کیا۔ کچھ وہ تلوار سے نہین پھیلایا گیا ہے۔ اُسنے زبردستیان کر کے اور حورون کا لالچ دلا کے اور تلوارین بلند کر کے دنیا کو اپنا مطیع نہین کیا مسلمان ظالم ہین۔ ظلم وستم پر اُنکی اُمیدین منحصر ہین۔ بودی قوتین روز بروز ان کی طمع بڑھاتی گئین اور وہ زبردست ہوتے گئے۔ اب وہ زمانہ آگیا کہ خدا اپنے سچے دین کو غالب کرے۔ ظالمونکی طمع خاک مین ملادے۔ اب تم بڑھو اور تلوارون سے دکھادو کہ سچ کو وہ زبردستی کبھی نہ اسیر کر سکین گے“

یہ کہہ کے شیردل رچرڈ نے صلیب کو حرکت دی۔ قومی نقارہ بجنے لگا۔ عیسائی نشان کو حرکت کرتے ہوے آگے بڑھے اور انکی فوج جوش اور ولولے کے ساتھ مسلمانون کی طرف سیدھہ باندھ کے چلی۔ مسیحی پیادے اپنی رفتار کا اعتدال دکھاتے ہوے آگے بڑھے۔

مسلمانون کو کس بات کی دیر تھی ادھر طبل جنگ بجا اور جانپر کھیلنے والے اہل ترک وعرب نے حملہ کردیا۔
اُنکے نشان زیادہ بلند تھے۔ اور اُنکی تکبیرونکی آواز پہاڑون مین گونج رہی تھی کھنچی ہوئی آبدار تلوارون پر اُنکے عمامون کے پاس آفتاب کا عکس تڑپ رہا ہے اُنکے نیزے، جو اُن کے سرون سے اونچے تھے اب حملہ کرتے وقت جھک کر آڑے ہوگئے۔
چشم زدن مین دونون فوجین مل گئین اور وہ صفین جو بڑی کوششون سے برابر کی گئین تھین اُنکا سلسلہ باہمی جنگ وجدال اور سپاہیون کے کٹ کٹ کے گرنے سے ٹوٹنے لگا۔ اسلحہ اپنی حیثیت کے موافق پورا کام کرنے لگے۔ تلوارین پاس والون کو۔ نیزے دوسری صف والون کو۔ اور تیر ہر طرف میدان مین پھیلے ہوے لوگون کو مار مار کے گرائے دیتے تھے۔ مسلمانون کا ایک خاص حصہ فوج ایک ریگستانی بلند ٹیلے پر ٹھہر گیا اور یورپین جانبازونپر تیر بازی کرنے لگا۔ یہ دو ہزار آدمی تھے اور آگے پیچھے دو صفین باندھ کے کھڑے ہوے تھے۔ ہر صف کے تیر ایک ساتھ چٹکی سے نکلتے تھے ہان دونون صفون نے باری باری تیراندازی کا سلسلہ باندھ دیا انکے تیر ایک ساتھ چلتے تھے اور ٹڈی دل کی طرح آسمان کو گھیر لیتے تھے۔ انکے پاس سے روانہ ہوتے تھے اور غیب سے آنے والی چڑیونکی طرح پیام مرگ لیے ہوے مسیحیون کے پاس پہونچتے تھے ان تیراندازون نے تھوڑی دیر کے لیے مسیحیونکا کھیل بگاڑ دیا۔
یہ عالم دیکھ کر ایک فرانسیسی افسر نے جو داہنی طرف کے سوارون پر کمان کرتا تھا مع اپنے چالیس ہزار سوارون کے اُس طرف حملہ کردیا جدھر مسلمانون کے تیرانداز دور سے کھڑے موت کا جادو چلا رہے تھے۔ ان سوارون کو آتے دیکھکر سلطان صلاح الدین کے کوہ شکن بھائی نے دس ہزار ترکی سوارون کو لیکر مقابلہ کا ارادہ کیا ترکی افسر نے اگرچہ بڑی جانبازی سے مسیحیون کے حملے کو روکنا چاہا مگر اس کے سوار بہت دور تک پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ عین تیراندازون کے ٹیلے کے نیچے پہونچکر انکا قدم جما۔ اور استقلال کے ساتھ سخت لڑائی ہونے لگی۔ ان سوارون کے ساتھ کل عیسائی فوج نے بھی اسی طرف کا رُخ کردیا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے اپنی

پیادہ فوج اور تیر اپنے باقی سوارون سے اس قیامت کا مقابلہ کیا کہ یورپین لوگون کی اور فوجین ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکین۔ تیرانداز چالیس ہزار سوارون کے انبوہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر کسی قدر بدحواس ہونے لگے تھے مگر سلطان کے بھائی کی کارروائی نے اُنھین اطمینان دلادیا۔ اُنکے پانون کے نیچے موت کا بازار لگا ہوا تھا وہ اپنے معمولی سکوت اور سنجیدگی سے تیر بازی کیے جاتے تھے عیسائیونکی فوجین اگرچہ شمار سے زیادہ تھین اور روکے نہین رکتی تھین مگر جس صورت سے لڑائی ہورہی تھی اُس نے اُنھین بہت پریشان کردیا۔

شاہ رچرڈ یہ حالت دیکھ دیکھ کے بدحواس ہوا جاتا تھا خود لپک کے حملہ کرتا تھا مگر بے سود لڑائی کو اس حالت مین ڈیڑھ گھنٹہ گذر گیا۔ مسیحیونکی طرف سے پھر طبل جنگ بجا اور اُنکی باقی فوجون نے بھی حملہ کردیا۔ پیادون نے سلطان صلاح الدین کے مقابلہ والونکی مدد کی سوار اُسکے بھائی کا قدم اوکھاڑنے کیلئے تیراندازونکی طرف چلے عیسائی سوارونکی تعداد اسّی ہزار ہوگئی اور روکنے والے فقط دس ہزار تھے۔ گو بیشتر کی لڑائی مین عیسائیون کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ کم سے کم چالیس ہزار یورپین صرف ایک گھنٹہ بھر کی مدت مین نذر اجل ہوگئے۔

انکی طرف والونکو بالکل زرک پاجانیکا یقین ہوگیا تھا۔ مگر اب دونون فریق برابر کی حیثیت پر ہوگئے۔ بلکہ سلطان صلاح الدین کے ساتھیون کو شکست ہوگئی اُنھون نے ہزار کوشش کی مگر اُنکا قدم نہ جم سکا۔ تیرانداز بھی پسپا ہو کے صلاح الدین کے گروہ مین آملے۔ اور اُنکی حمایت کرنیوالے سوار بھی ہٹ کے خود سلطان کے گروہ سے مل گئے۔

اب سلطان کے جھنڈے کے نیچے لڑائی کا پورا زور تھا اور نہایت سکوت کے ساتھ اسلحہ کام مین آرہے تھے۔ ہر شخص اس محویت کے ساتھ جنگ جوئی کے خیال مین ڈوبا ہوا تھا کہ گویا زبان ہلانا یا کلمات رجز پڑھنا بھول گیا تھا۔ اس حالت سکوت نے بہت طول کھینچا اور ہزارون پر یہ سمان ایسا کاری اثر کر گیا تھا کہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگئے یکایک ایک مسلمان سپاہی نے طیش مین آکر زور سے تکبیر کہی۔ اور سرور بہ مستان یاد دہانیدن کا مضمون ہوگیا۔ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ ہر مسلمان جہان تھا وہین سے

نعرۂ اللہ اکبر بلند کرنے لگا۔ تمام دشت وجبل اور مسیحیون کے دل کانپ گئے۔ اس تکبیر نے تھکے ہوؤن مین ایک تازہ جان ڈالدی۔ مسلمانون نے اس تکبیر کے ساتھ ہی بڑی سخت کوششون سے ارادہ کیا کہ مسیحیون کو مار کے ہٹادین۔

ادھر تو یہ حشر برپا تھا اودھر شہر عکہ پر حملہ کرنیوالی فوج نے بڑی جانبازی سے کوشش کی کہ جس طرح ہو سکے شہر عکہ پر دخل ہوجائے شہر عکہ کے گنبدون پر اسامی جھنڈا اڑرہا تھا اور مدتون کے محاصرہ کی مصیبت اٹھائے ہوے مسلمان سپاہی شہر پناہ اور اونچی عمارتون سے کھڑے لڑائی کی سیر دیکھ رہے تھے انکے تیرانداز تیر برسارہے تھے باقی فوج شہر پناہ کے اندر ہاتھ پاؤن توڑ بیٹھی تھی۔ عکہ والون کو آج کسی طرح جرأت نہ پڑی کہ عیسائیون کا مقابلہ کرین۔ انھون نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کرلیے تھے۔

یورپین چاہتے تھے کہ دیوار کے نیچے پہونچ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالین مگر اوپر سے تیر پتھروانکا مینھ اس شدت سے برس رہا تھا کہ بڑھتے تھے اور پسپا ہوتے تھے عکہ والون نے اگرچہ مقابلہ سے کنارہ کشی کی مگر مسیحیون کو اسبات کا بھی موقعہ ندیا کہ دیوار شہر پناہ کے نیچے پہونچ جائین وہ برابر پتھرون اور تیرون سے ہر شخص کو پیچھے ہٹادیتے تھے۔ جو انکی طرف بڑھنے کا قصد کرتا تھا۔

سلطان صلاح الدین نے صبح سے سہ پہر تک ایسا سخت مقابلہ کیا کہ عیسائی لوگون کے دانت کھٹے ہوگئے۔ آخر وقت یورپین لوگون مین کسی قدر سستی اور تھکن ظاہر ہونے لگی یہ موقعہ دیکھکر سلطان نے زور سے "نعرۂ اللہ اکبر" بلند کیا اور ہر مسلمان نے اس آواز مین سلطان کا ساتھ دیا۔ حتے کہ عکہ والون نے بھی زور سے تکبیر کہی۔

قریب تھا کہ عیسائی پسپا ہوجاتے مگر شاہ رچرڈ اور یورپین افسرون نے بڑی حکمت عملیون سے اپنے ہم مذہبونکا قدم جمادیا۔ عرصہ کارزار کی گرمی اسوقت بہت تیزی سے بلند تھی۔ اب آؤ دیکھین وہ ترکی جوان کس حال مین ہے جو کل لڑائی کا جوش وخروش اور اپنی بے اختیاری کا خیال کرکے بیتاب ہوا جاتا تھا۔ وہ اسی طرح خیمے مین بیٹھا لڑائی کی سیر دیکھ رہا ہے۔

بلند کیا اور ہر طرف سے ایسا سخت حملہ کیا کہ مسیحی لوگون کے دلوں کے ساتھ ان کے قدمون کو بھی لغزش ہوگئی۔

عیسائیون پر کچھ ایسی دہشت سوار ہوگئی کہ تمام خیمے اور خاص شاہی خیمہ کو چھوڑ کر عکہ مین داخل ہوگئے۔

مسلمانون نے تعاقب کیا اور چاہا کہ ریلے کے ساتھ خود بھی عکہ مین داخل ہوجائین۔ مگر مسیحیون نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کر لیے اور شہر عکہ مین متحصن ہو کے بیٹھ رہے۔

ساتوان باب

اطمینان کی ملاقات

شاہزادہ عزیز اور شاہزادی ورجنا معہ آسیہ یہودیہ کے اسلامی کیمپ مین پہونچتے ہی ایک مصری خیمہ مین داخل ہوگئے۔ یہ شاہی خیمہ تھا اور مشرقی تکلفات جنھون نے دولت عیسائیہ مین گھن لگا دیا اسکی ہر ہر چیز مین ظاہر ہوتا تھا۔ خوبصورت اور نازک مسہریان بچھی ہوئی تھین۔ کافوری شمعین روشن اور عود انگیٹھیون مین سلگ رہا تھا۔ مسہریون کے آس پاس خوشنما کرسیان رکھی تھین۔ مصری شاہزادہ اور انگلش شاہزادی دونون جاتے ہی کرسیون پر بیٹھ گئے آسیہ کھڑی ہوئی تھی شہزادی ورجنا نے اُسے بھی بیٹھنے کی اجازت دی۔

آسیہ:- (ادب سے ہاتھ جوڑ کر) "ہم لونڈیون کا یہ مرتبہ نہین ہے کہ شاہزادون کے برابر بیٹھ جائین"۔

عزیز:- "اے آسیہ قسمت نے ہمین اور تمھین ایک جگہ اور ایک حالت مین بٹھا دیا جہان تیرے سوا کوئی میرا انیس نہ تھا۔ تیرے احسان کو مین کبھی نہ بھولونگا"۔

ورجنا:- "اب تو مین بھی تیری ممنون ہون تو ہماری رازدار ہے"۔ یہ کہہ کے بٹھا لیا (شاہزادہ عزیز سے) "آپ نے قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہے۔ مسہری پر لیٹ جائیے"۔

عزیز:- "پیاری ورجنا خوش قسمتی سے آج تمھارے پاس بیٹھنے کی تمنا بر آئی ہے اور تم چاہتی ہو کہ مین دور ہو جاؤن۔ نہین یہ نہوگا۔ باوجود اسقدر ہمدردی کے ابتک تم مین معشوقانہ جور کی ایک ادا باقی ہے"۔

ورجنا:۔ نہین نہین۔ مین یہ نہین کہتی۔ میرا مطلب یہ تھا کہ قید کی مصیبتون نے تم کو بہت بے چین کر دیا ہوگا۔"

عزیز:۔ اے میری دلربا! تمھاری صورت دیکھتے ہی وہ سب کلفتین رفع ہو گئین۔"

ورجنا:۔ ہان اس یکجائی نے ہمارے دلون کو زندہ کر دیا ہے۔"

عزیز:۔ مجھے اپنی زندگی مین کبھی کبھی ایسی مبارک گھڑی سے سابقہ نہین پڑا جیسا کہ آج ہے۔"

ورجنا:۔ ایک لڑکی اگر اس قسم کے خیالات ظاہر کرے تو لوگ اُسے بے شرم کہین گے مگر جسوقت مین نے ابتدا مین تمھاری صورت دیکھی اُسی وقت میرا جوش شرم پر غالب آیا جاتا تھا۔ اے شاہزادے اب تمھاری باتین مجھے بیتاب کر کے کچھ میری زبان سے کہلایا چاہتی ہین۔"

عزیز:۔ پیاری ورجنا تمھین کچھ کہنے کی ضرورت نہین۔ تم جانبر کیل کے دشمنون کے پنجے سے مجھے نکال لائین۔ یہ کیا کم ثبوت ہے۔"

ورجنا:۔ اے شاہزادے اگر تمھین مین اپنا دلربا یا پیارا کہہ کے یاد کرون تو تم مجھے بیحیا اور بیشرم تو نکہوگے۔"

عزیز:۔ عاشق اپنے جوش و الفت مین ہمیشہ بیحیا ہوتے ہین۔ اور اُنھین ایسا ہی ہونا چاہیے۔"

ورجنا:۔ مین بہت خوش ہون کہ بغیر میری درخواست کے تم نے مجھے اپنا عاشق مان لیا۔"

عزیز:۔ نہین نہین۔ غلط۔ عاشق مین ہون۔ تم میری جان و دل کی مالک پیاری معشوقہ ہو۔"

ورجنا:۔ نہین تم مجھے اپنا عاشق کہو۔"

عزیز:۔ یہ تو مین جب کہتا جب اپنا دل تمھارے سینے مین رکھ دیتا۔"

ورجنا:۔ پیارے عزیز دونون دل ایک ہی ہین۔"

عزیز:۔ تو ہم دونون عاشق ہین۔"

ورجنا:۔ پھر تمھین اپنے تئین معشوق بھی ماننا پڑے گا۔"

فرانسیسی افسر "اگر حضور کی اجازت ہو تو باہر جاکے دیکھ آؤن"
شہزادی "ضرور جاؤ مگر خوب اچھی طرح دریافت کرکے آنا"
افسر "بہت خوب"
یہ کہکے چلا گیا۔
عشاق کے لیے اس سے عمدہ کون موقع ہوسکتا ہے؟ اب دونون عاشق و معشوق ایک دوسرے کو حسرت۔ یاس۔ اُمید۔ آرزو۔ خوشی۔ جوش غرض ہزارون مختلف آثار ظاہر کرنیوالی نظرون سے دیکھنے لگے۔ کسی کی زبان سے کوئی لفظ نہین نکلتا تھا۔ پرشوق نظر اسکی اجازت ہی نہین دیتی تھی کہ کچھ کہین۔ آخر شہزادی اپنے دل مین کہنے لگی کیا یہ شوق بھی ہم لوگونکا رقیب ہی؟ کمبخت کچھ کہنے ہی نہین دیتا۔ مگر ہاے کیا کہون؟ شرم زبان پکڑ لیتی ہی" دیر تک شہزادی پس و پیش کرتی رہی پھر بولی "دیکھو وقت گذرا جاتا ہی پھر ایسا موقعہ نہ ملے گا۔ بس اتنا بتا دو کہ یہان تک کیونکر پہونچے۔ صرف اسی قدر مین اور کچھ نہ پوچھون گی شاہزادہ عزیز فقط شوق سے دیکھتا ہی رہا کچھ جواب نہ دے سکا۔
شہزادی "کیا نہ بتاؤگے؟ دیکھو پھر وقت ہاتھ سے نکل جائے گا"
شاہزادہ عزیز "(چونک کر) کیا مین بتاؤن؟ کیا بتاؤن؟"
شہزادی "افسوس! شوق نے تمھین سنتے ندیا۔ سچ کہتی ہون شوق میرا اور تمھارا دونون کا دشمن ہے۔ پوچھتی ہون کیونکر آپھنسے"
شاہزادہ عزیز "پیاری ورجنا"
ورجنا "ایِن میرا نام کسنے بتایا"
عزیز "میرے پر آرزو دل نے"
ورجنا "دل نے۔ تمھارا دل تجھے کیا جانے"
عزیز "لو اور سنو! تمھاری زلف گرہ گیر مین رہے گا اور تمھین نجانے گا"
ورجنا "(شرما کر) بس بہت باتین نہ بناؤ۔ افسوس تمھین وقت کی ذرا قدر نہین۔ سچ کہو میرا نام تمھین کسنے بتایا؟ ہان اس یہودیہ نے بتایا ہوگا۔ خیر اب کہو سکھونکی قید مین کس وجہ سے گرفتار ہوے"
عزیز "اس لیے کہ یہ تمھارا دین"

ورجنا:۔ (شرمندگی سے) مجھے تو تم اُس پر خوف مقام مین تنہا چھوڑ کے چلے آئے۔"

عزیز:۔ ہاے! بس وہین چلا آنا ستم ہوگیا۔ اے میری ورجنا! قسمت نے مجبور کر دیا چند عیسائیون سے مجھے لڑنا پڑا۔ مین نے چار مار لیے۔ اسکے بعد دس بارہ اور آگئے مین زخمی ہوگیا تھا۔ میرا داہنا ہاتھ بیکار ہوگیا تھا۔ انھون نے گرفتار کر لیا اور یہان قید کر کے بٹھا دیا۔ اے پیاری ورجنا اب تم اپنا حال بیان کرو۔

ورجنا:۔ شاید وہی لوگ آتے ہونگے کہ ٹاپون کی آواز سنکے مین بھاگی اور ایک غار مین چھپ رہی رات مین نے اُسی غار مین بسر کی۔ صبحکو ایک وحشی مسلمان گرفتار کر کے مجھے شوف عام مین لے گیا اور شاہزادہ عزیز کی خدمت مین پیش کرنا چاہا۔ سُنا گیا کہ شاہزادہ صاحب اپنے والد سلطان صلاح الدین کے پاس گئے ہین مگر مین شاہزادہ عزیز کی حرم سرا مین داخل کر دی گئی۔ دو تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ شاہزادہ عزیز کا کہین پتا نہین کوشش کر کے اور سفارش کر کے اور سفارشین اوٹھوا کے مین سلطان صلاح الدین کے پاس گئی وہ اپنے بیٹے کی مفارقت مین بہت پریشان تھے مجھے یقین ہوگیا کہ شاہزادہ عزیز آپ ہی ہین۔ آپکی رہائی کا وعدہ کر کے مین نے وہانسے رہائی حاصل کی اور انگریزی کیمپ مین داخل ہوئی خدا کا ہزار شکر کہ آپ کا پتہ لگا لیا۔ اے شاہزادے مین آپ کی لونڈی ہون۔ زرخرید لونڈی۔"

عزیز:۔ (حیرت زدہ ہوکر) اے ورجنا تم سلطان کے پاس بھی ہو آئین۔ تم نے اپنے قیدی اپنی زلف کے قیدی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ پھر نکل چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہے۔"

ورجنا:۔ ہم تم آؤ انگریزی وضع بنا کے نکل چلین اور لڑ بھڑ کر مسلمانون کے لشکر مین داخل ہوجائین۔"

عزیز:۔ یہ جلاد محافظ کیون چھوڑنے لگے اور تمھاری یہودیہ لونڈی کا بڑا احسان مند ہون یہ غریب کیونکر چلے گی۔"

ورجنا:۔ (یہودیہ کی طرف دیکھکر) آسیہ کیا تو بھی چلے گی۔"

آسیہ:۔ مین یہان رہ کے کیا کرونگی۔"

ورجنا:۔ تو اچھا مین باہر نکل کے ایک اور کوشش کرونگی کہ مسلمان فوج زور کر کے

مسیحیون کو ہٹاتی ہوئی یہانتک پہونچ جائے۔ اسوقت بلوے مین ہم سب اچھی طرح نکل چلین گے"

عزیز " ہان یہ خوب تدبیر ہے۔ اب دیر نہ کرو۔ پیاری ورجنا تم نے یہ بڑا کام کیا کہ میری رہائی کی تدبیر بن سوچ کے آئین"

ورجنا " (یہودیہ کی طرف دیکھکر) آسیہ اس ترکیب سے تو بھی نکل چلے گی"

آسیہ " جب مجھے یہان رہنا منظور نہین ہے تو جانبر کھل کر چلونگی"

عزیز " تو اب تم کو انتظار"

افسر آگیا اور کہنے لگا۔

" اے شہزادی کسی مسلمان تیر انداز نے شاہی صلیب بردار کو تیر مارا صلیب اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی مسلمانون نے یورش کرکے صلیب پر قبضہ کرلیا"

ہمارے بادشاہ کو اور تمام عیسائیونکو اسپر طیش آگیا۔ انھون نے بڑے جوش وخروش سے ارادہ کیا کہ صلیب کو مسلمانون سے چھین لین مگر ابھی تک تو صلیب مسلمانون ہی کے قبضہ مین ہی۔ یہ مسلمان لوگ واقعی بلا کے ہین ہزار تدبیر کرو مگر انپر کچھ زور نہین چلتا۔

ورجنا " تو کیا ابتک اُسی طرح شدت سے لڑائی ہو رہی ہے"

افسر " جی ہان ابتک لڑائی اُسی طرح قیامت کی ہو رہی ہے"

ورجنا " آج کسکی طرف فتح کے آثار ہین"

افسر " فتح تو خدا کے ہاتھ ہے۔ مگر ابھی تک دونون مین سے کوئی نہین دبتا معلوم ہوتا"

ورجنا " آج ہماری چار لاکھ فوج بھی مسلمانون کو پسپا نہ کرسکی۔ یہ ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہے"

افسر " آج تو غالباً فتح ہماری ہو۔ مگر مسلمان حقیقت مین بڑے بہادر ہین۔ وہ ہماری زیادتی کو ذرا دھیان مین بھی نہین لاتے"

ورجنا " چلو مین بھی باہر کھڑی ہو کر لڑائی کی سیر دیکھونگی"

افسر " آپ یہین تشریف رکھیے وہان چلکے کیا کیجیے گا"

ورجنا " نہین مین ضرور چلونگی۔ یہ کہ کے جوروش اور پری جمال ورجنا ناز وادا سے

اپنی عبا کے دامن ہاتھ مین لیے ہوے خیمے سے باہر نکلی۔ دیر تک سیر دیکھتی رہی پھر اپنی عبا کے نیچے سے ایک زرد رومال نکالا۔ یہ مقام بلندی پر تھا۔ اور سارا حرصۂ جنگ نظر کے سامنے تھا مسلمانون کا رخ اسی طرف تھا گو لڑائی ادھر دیکھنے کا انھین موقع کم دیتی تھی ورجنا نے اس زرد رومال سے کئی مرتبہ منھ پوچھا۔ نازک نازک گلابی رخسارے صاف کیے جنپر گھوڑون کے سمون اور پیادون کے پاؤن کی اڑائی ہوئی گرد آ کے جم گئی تھی یکایک خدا جانے کیا سمجھ کے پیاری ورجنا نے ہاتھ اونچا کیا۔ اور فوجی نشان کے پھریرے کیطرح کئی دفعہ رومال کو ہوا مین اڑایا۔ ورجنا نے یہ رومال نہین اڑایا گویا لڑنے والون خصوص مسلمانون پر ایک جادو ڈال دیا۔

سلطان صلاح الدین کا شیر افگن بھائی یکبیک پیچھے ہٹا مصری نشان کو حرکت دی اور زور سے تکبیر کہہ کے حملہ کیا۔ ہر مسلمان نے اس امر مین اپنے بہادر افسر کا ساتھ دیا سبھون نے تکبیر کہی اور اس شدت سے لڑتے ہوے بڑھے کہ عیسائیون کو روکنا مشکل ہو گیا اس دفعہ کے حملہ مین مسلمانون نے عیسائیون کو ذرا بھی نہ مانا وہ سیدھے بڑھے چلے آئے۔

عیسائیون نے ہزار طرح سے چاہا کہ مسلمانون کو آگے بڑھنے سے روک دین مگر انھون نے رکنے کے لیے نہین حملہ کیا تھا۔ اکثر مقامات پر تو اس ریلے مین یورپین پسپا ہوگئے اور عموما ہر طرف یہ ہوا کہ مسیحیونکی صفونکو چیر کے مسلمان آگے بڑھے۔ یہ پرخوف حالت دیکھکر فرانسیسی افسر نے ڈرتے ہوے کہا۔

"اے شہزادی۔ اب ہم لوگون کو یہان سے ہٹ چلنا چاہیے مجھے خوف ہے کہ مسلمان یہانتک نہ پہونچ جائین۔ آپ دیکھتی ہین کس جوش اور زور سے ادھر بڑھے چلے آتے ہین۔

ورجنا "وہ ہزار بڑھ آئین مگر اس ٹیلے پر نہ آئینگے"

افسر "نہین مین تو دیکھتا ہون کہ چند منٹ مین اب وہ یہین پر ہونگے۔ اہا یہ دو کون شخص ہین جو ہماری فوج سے نکلکر ادھر آ رہے ہین"

ورجنا "ورہان دیکھو وہ تیسرا شخص بھی ہمارے افسر کو قتل کر کے ادھر چلا آ رہا ہے"

افسر "شہزادی صاحبہ خدا کے لیے بھاگنے کا ارادہ کیجیے مجھے اور آپ دونون کو

جان کا اندیشہ ہے۔ دیکھو ہمارے دو افسر ٹالبوٹ اور موبرے مار ڈالے گئے۔ اور تین مسلمان نہین نہین دیکھو بہت سے ادھر بڑھے چلے آتے ہین۔ ہاے اب کیا ہوگا؟ کیون مین اب کیا کرون؟ بھاگو! بھاگو!! آپ تو سنتی ہی نہین۔ اے لو وہ آگئے۔ مین تو جاتا ہون" ورجنا کا ہاتھ کھینچ کے "اے شاہزادی صاحبہ خدا کے لیے چلی چلیے"

ورجنا "مین اس بودے پن سے نہ بھاگونگی (ہاتھ چھڑا کر) اگر تم سے نہین ٹھہرا جاتا تو چلے جاؤ"

افسر "رجاتے ہوے پھر پھر کے) ہاے مین دیکھتا ہون شاہ رچرڈ کی بھانجی ظالمونکے ہاتھ سے قتل ہوگی۔ اے شہزادی ہٹ آئیے خدا کے لیے ہٹ آئیے۔ اے دیکھیے وہ آپ تک پہونچ گئے" زور سے بھاگا۔

جو شخص سب کے پہلے ورجنا کے پاس پہونچا وہ سلطان صلاح الدین کا بہادر بھائی تھا اُسنے آتے ہی کہا "اے وفادار ماہ جبین! کیا شاہزادے کا پتہ لگ گیا"

ورجنا "(اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کرکے) وہ اس خیمہ مین قید ہین"

خیمے کے محافظ مسلمانون کو آتے دیکھکر اپنے افسر سے پہلے ہی بھاگ چکے تھے مسلمان افسر بغیر کسی مزاحمت کے خیمہ مین داخل ہوا۔ اور جاتے ہی شاہزادہ عزیز سے بغلگیر ہوا اب بہت سے مسلمان بھی عیسائیونکو ہٹاتے ہوے اس خیمہ مین پہونچ گئے تھے شاہزادہ عزیز معہ یوریہ اور اپنے چچا کے ایک ولایتی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے خیمہ سے نکلا اُسکی صورت دیکھتے ہی مسلمانون کے چہرے چمکنے لگے اور اُنکی ہمتین بڑھ گئین۔ پیاری ورجنا جو ابھی تک صرف تیر نظر ہی سے کام کر رہی تھی اُسنے بھی تلوار ہاتھ مین لی اور متعدد عیسائیونکے حملہ سے آگاہ ہوکر اپنی نظر کے گھائل شاہزادہ عزیز کے ساتھ مسیحیونکو قتل کرتی ہوئی میدان جنگ مین اُتری۔ یوریہ شاہزادہ عزیز کے دوسرے پہلو پر تھی۔ اور بہادر شاہزادہ اپنے ساتھ اُسکو بھی دشمنون کے حملون سے بچاتا مسلمانونکے کیمپ کی طرف روانہ ہوا۔

ڈی بینڈول نامی انگریز افسر نے کہین دور سے شہزادی ورجنا کو میدان جنگ مین دیکھ لیا۔ بڑھ کے قریب آیا۔ اور کہنے لگا "اے شاہزادی صاحبہ

آپ سے بھی صبر نہو سکا؟ واقعی مسلمانونکی اسوقت یورش نے انگریزی خون کو بڑا جوش دلایا۔ صلیب کو اُنکے قبضہ مین جاتے دیکھکر آپ سے نرہا گیا ہوگا۔"
ورجنا:"ہان مسلمانون ہی نے مجھے یہان میدان جنگ مین بلایا۔"
جسوقت ورجنا یہ کہہ رہی تھی ڈی بینڈول کی نظر شاہزادہ عزیز پر جا پڑی طیش مین آکر بولا:"کیا مسلمانون نے اپنے قیدی کو چھڑا لیا؟" یہ کہا اور شاہزادہ عزیز پر حملہ کیا۔
ڈی بینڈول کی گستاخی دیکھکر ورجنا کو بھلا کب تاب رہ سکتی تھی بڑھ کے تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ ڈی بینڈول کے شانے پر گہرا زخم پڑ گیا۔ انگریز افسر شاہزادی ورجنا کی یہ کارروائی دیکھکر پہلے تو سناٹے مین آگیا۔ پھر حیرت کے لہجے مین کہنے لگا:"اے شاہزادی صاحبہ میرے مقابلہ مین ایک مسلمان کی ہمدردی کرنا مین نہین سمجھ سکتا آپ کو کیونکر گوارا ہوا!"
ورجنا:"کیا تم نہین جانتے کہ یہ مسلمان میرا اور میری جان کا مالک ہے۔"
ڈی بینڈول:"تو شاہ رچرڈ سے آپ کو بچنا مشکل ہوگا۔"
عزیز:"قبل اسکے کہ تو شاہ رچرڈ کو اس واقعہ کی خبر پہونچائے مین تیرا کام تمام کردونگا۔"
یہ کہکے ایک نیزہ مار کے گھوڑے سے گرا دیا۔ انگریزی افسر حسرت کی نگاہ سے شاہزادی ورجنا کی طرف دیکھنے لگا۔
عزیز:"اور اگر شاہ رچرڈ ہمارے اس معاملے مین کوئی بات خلاف دست اندازی کرنا چاہے گا تو اُسکو بھی جلد تیرے پاس پہونچادونگا۔"
یہ کہکے شاہزادہ عزیز نے دوسرا نیزہ مارا اور انگریزی افسر نے تین چار دفعہ بےچینی سے تڑپ کر دم توڑ دیا۔
ورجنا:"اے شاہزادہ اب چلو جسطرح ہوسکے اپنے تئین مسلمانونکے کیمپ مین پہونچادین۔"
عزیز:"ہان ہان۔ میری بھی یہی راے ہے۔"
شاہزادہ عزیز اوچک کے ڈی بینڈول کے گھوڑے پر سوار ہو لیا اور ایک اور مسیحی سوار کو قتل کرکے اُسکے گھوڑے پر بہودیہ کو سوار کرایا۔ ورجنا کو پہلے ہی شہزادے کے چچا نے اپنا گھوڑا دیدیا تھا۔ گھوڑونکی باگ اوٹھا دی گئی اور تینون گھوڑے ہوا مین فراٹے بھرتے ہوے اُڑے۔

بہادر ورجنا اور صف شکن شاہزادہ عزیز۔ عیسائیونکو مارتے گراتے ہوے اور سامنے سے ہٹاتے ایک ہی دوڑ مین مصری کیمپ تک پہونچ گئے۔ اور خاص شاہی خیمہ مین داخل ہوے۔ آسیہ بھی اُنکے ساتھ صحیح و سالم نکل آئی اور اطمینان سے اسلامی سلطان کے خیمہ مین داخل ہوئی۔

سلطان صلاح الدین کے بھائی نے شاہزادہ عزیز اور ورجنا کو تو ادھر روانہ کیا اور خود شاہی خیمہ کی طرف بڑھا۔ عیسائیون نے بڑی جانفروشی سے مقابلہ کر کے شاہی خیمے کو مسلمانونکے حملہ سے بچایا۔

اس طرف مسلمانونکا یہ جوش و خروش دیکھکر شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ فوج جو عکہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے جس طرح مسلمان ادھر جھکین وہ شہر عکہ پر یورش کرے۔ رچرڈ کی یہ تدبیر کارگر ہوگئی مسیحیون نے بڑی سختی سے ہجوم کر کے اپنے تئین شہر عکہ کے نیچے پہونچا دیا گو عکہ والون نے تیر باری و سنگ باری سے مسیحیون کو نقصان پہونچا دیا مگر جب تقریباً د لاکھ فوج سیلاب کی طرح بڑھی تو وہ کہانتک روک سکتے تھے۔

یورپین سپاہیون نے بڑی کوشش کر کے عکہ کا وہ پھاٹک جو مشرق کی جانب تھا توڑ ڈالا۔ اور شہر کے اندر داخل ہوگئے۔

اسوقت گویا مسیحیونکو ایک قسم کی فتح حاصل ہوگئی تھی اُنکی طرف کامیابی کا طبل بجا عکہ کی مصری فوج جسنے بڑی جانبازیونسے اسوقت تک شہر عکہ کو عیسائیونکے ہاتھ سے بچایا تھا اُسے سوا ے کٹ مرنیکے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی وہ لوگ شہادت کے پاک صاف سمندر مین غوطہ مارنے کے لیے بڑھے اور عیسائیونپر بلائے ناگہانی کی طرح آپڑے اُنکا شمار اور اُنکی قوت اسقدر کم تھی کہ گویا اپنے زد مین آپ آرہے دشمنون کے دلونپر اپنی جرأت کا نقش بٹھانے کے لیے عکہ کے پھاٹک کی اندرونی سڑک پر اُنھون نے اپنی لاشین بچھادین عیسائی لوگ قتل عام کرتے بڑھے اور شہر عکہ کی سڑکونپر پھیل گئے۔

بدنصیب مسلمانان عکہ کے لیے یہ بڑی سخت مظلومیت کی گھڑی تھی۔ بوڑھے بچے اور علما فضلا و خادمان مساجد اور مقتدیان دین نصاریٰ کے ہاتھ سے قتل ہو رہے تھے۔

ایک ایک سے پناہ مانگتے تھے۔ کوئی نہین سنتا تھا۔ عورتین بے عزتی

کے ساتھ کھینچ کھینچ کے زنانے مکانوں سے باہر نکالیجاتی تھیں۔ اور بیشرم مسیحیونکو اپنے
ناموس و پاکدامنی کا دشمن پاتی تھیں۔ وہ سربسر یورپین کے قدمونپر گرتی تھیں اور
رو رو کے اپنی مصیبت بیان کرتی تھیں مگر گویا اُس گھڑی عکہ رحم دلون اور ترس
کھانیوالون سے خالی ہو گیا تھا۔

جب بوڑھے اور بچے قتل ہو لیے۔ عورتونکی پردہ دری ہو چکی۔ اور زمین عکہ کو
شہدائے اسلام کے خون نے دھو لیا تو یورپین لوگ اُس عمارت پر چڑھے جہان
مصری جھنڈا اُڑ رہا تھا یہ عمارت بلند تھی۔ اور اُسکے کنگرے صحرائے زابلون سے صاف
نظر آتے تھے مسیحیون کے ایک افسر نے چڑھ کے ارادہ کیا کہ مصری جھنڈا گرا کے
صلیب اور مسیحی جھنڈا نصب کر دے۔

ایک مسلمان تیرانداز نے صحرائے زابلون سے یہ کارروائی دیکھکے ایک تیر مارا
یہ تیر انگریزی افسر کے گلے پر پڑا اور پیوست ہو گیا۔ مسیحی شخص اُلٹ کے گر پڑا۔ اور
اُسکو گرتے دیکھکر مسلمانون نے زور سے تکبیر کہی۔ صدائے تکبیر سے مسیحی لوگ کچھ ایسے
چڑھے کہ بہت سے آدمی طیش کھا کے اوپر چڑھ گئے۔ اور انگریزی جھنڈا عکہ پر
فوراً چڑھا دیا گیا۔

صلیب اور عیسوی جھنڈے کو عکہ کے کنگورونپر بلند دیکھکر سلطان صلاح الدین
کا خون جوش کھا گیا۔ اُسنے ارادہ کیا کہ تن تنہا شہر عکہ مین گھس جائے مگر شاہی
افسران فوج نے لپک کے گھوڑا پکڑ لیا اور کہا حضور تنہا قصد نہ کرین۔ ہم سب
آپ کے ہمراہ چلنے کو حاضر ہین۔

سلطان "میری آنکھین صلیب اور عیسوی جھنڈے کو عکہ کی عمارتونپر نہین دیکھ سکتین"

افسر "اور ہم کب دیکھ سکتے ہین۔ مگر حضور جان بوجھ کے ہلاکت مین پڑنے سے
کیا فائدہ"

سلطان "اس موقع پر تو مجھے موت ہی آسان معلوم ہوتی ہے"

افسر "ہمارا بہادر بادشاہ موجود ہے تو ایک روز ہم مسیحیونکو مار کے نکالدین گے
عکہ پر پھر ہمارا اسلامی پھریرا اُڑ رہا ہوگا"

اب اسوقت مسلمانونکا جوش و خروش بڑھا ہوا تھا اُنھون نے زور سے نعرۂ "اللہ اکبر"

بلند کیا اور ہر طرف سے ایسا سخت حملہ کیا کہ مسیحی لوگوں کے دلوں کے ساتھ ان کے قدموں کو بھی لغزش ہو گئی۔

عیسائیوں پر کچھ ایسی دہشت سوار ہو گئی کہ تمام خیمے اور خاص شاہی خیمہ کو چھوڑ کر عکہ میں داخل ہو گئے۔

مسلمانوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ ریلے کے ساتھ خود بھی عکہ میں داخل ہو جائیں۔ مگر مسیحیوں نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کر لیے اور شہر عکہ میں متحصن ہو کے بیٹھ رہے۔

ساتواں باب

اطمینان کی ملاقات

شاہزادہ عزیز اور شاہزادی ورجنا معہ آسیہ یہودیہ کے اسلامی کیمپ میں پہونچتے ہی ایک مصری خیمہ میں داخل ہو گئے۔ یہ شاہی خیمہ تھا اور مشرقی تکلفات جنھوں نے دولت عیسائیہ میں گھن لگا دیا اسکی ہر ہر چیز میں ظاہر ہوتا تھا۔ خوبصورت اور نازک مسہریاں بچھی ہوئی تھیں۔ کافوری شمعیں روشن اور عود انگیٹھیوں میں سلگ رہا تھا مسہریوں کے آس پاس خوشنما کرسیاں رکھی تھیں مصری شاہزادہ اور انگلش شاہزادی دونوں جاتے ہی کرسیوں پر بیٹھ گئے آسیہ کھڑی ہوئی تھی شہزادی ورجنا نے اُسے بھی بیٹھنے کی اجازت دی۔

آسیہ "(با ادب سے ہاتھ جوڑ کر) ہم لونڈیوں کا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ شاہزادوں کے برابر بیٹھ جائیں"۔

عزیز "اے آسیہ قسمت نے ہمیں اور تمھیں ایک جگہ اور ایک حالت میں بٹھا دیا جہاں تیرے سوا کوئی میرا انیس تھا۔ تیرے احسان کو میں کبھی نہ بھولونگا"۔

ورجنا "اب تو میں بھی تیری ممنون ہوں تو ہماری رازدار ہے۔ یہ کہہ کے بٹھا لیا (شاہزادہ عزیز سے) آپ نے قید میں بڑی تکلیف اُٹھائی ہے مسہری پر لیٹ جائیے"۔

عزیز "پیاری ورجنا خوش قسمتی سے آج تمھارے پاس بیٹھنے کی تمنا بر آئی ہے اور تم چاہتی ہو کہ میں دور ہو جاؤں! نہیں یہ نہوگا۔ باوجود اسقدر ہمدردی کے ابتک تم میں معشوقانہ جور کی ایک ادا باقی ہے"۔

ورجنا:۔ "نہین نہین۔ مین یہ نہین کہتی۔ میرا مطلب یہ تھا کہ قید کی مصیبتون نے تم کو بہت بے چین کر دیا ہوگا"

عزیز:۔ "اے میری دلربا تمھاری صورت دیکھتے ہی وہ سب کلفتین رفع ہوگئین"

ورجنا:۔ "ہان اس یکجائی نے ہمارے دلون کو زندہ کر دیا ہے"

عزیز:۔ "مجھے اپنی زندگی مین بھی کبھی ایسی مبارک گھڑی سے سابقہ نہین پڑا جیسا کہ آج ہے"

ورجنا:۔ "ایک لڑکی اگر اس قسم کے خیالات ظاہر کرے تو لوگ اُسے بے شرم کہین گے مگر جسوقت مین نے ابتدا مین تمھاری صورت دیکھی اُسی وقت میرا جوش شرم پر غالب آیا جاتا تھا۔ اے شاہزادے اب تمھاری باتین مجھے بیتاب کر کے کچھ میری زبان سے کہلایا چاہتی ہین"

عزیز:۔ "پیاری ورجنا تمھین کچھ کہنے کی ضرورت نہین۔ تم جابر کھیل کے دشمنون کے پنجے سے مجھے نکال لائین۔ یہ کیا کم ثبوت ہے"

ورجنا:۔ "اے شاہزادے اگر تمھین مین اپنا دلربا یا پیارا کہہ کے یاد کرون تو تم مجھے بیحیا اور بیشرم تو نکہو گے"

عزیز:۔ "عاشق اپنے جوش والفت مین ہمیشہ بیحیا ہوتے ہین۔ اور اُنھین ایسا ہی ہونا چاہیے"

ورجنا:۔ "مین بہت خوش ہون کہ بغیر میری درخواست کے تم نے مجھے اپنا عاشق مان لیا"

عزیز:۔ "نہین نہین۔ غلط۔ عاشق مین ہون۔ تم میری جان و دل کی مالک پیاری معشوقہ ہو"

ورجنا:۔ "نہین تم مجھے اپنا عاشق کہو"

عزیز:۔ "یہ تو مین جب کہتا جب اپنا دل تمھارے سینے مین رکھ دیتا"

ورجنا:۔ "پیارے عزیز دونون دل ایک ہی ہین"

عزیز:۔ "تو ہم دونون عاشق ہین"

ورجنا:۔ "پھر تمھین اپنے تئین معشوق بھی ماننا پڑے گا"

عزیز۔ "ہائے ہماری عاشقی و معشوقی کا مزہ تو جب تھا جب یہ کمبخت منحوس لڑائی نہ ہوتی"
ورجنا۔ "میرے دلبر! تم برا نہ ماننا اگر میں التجا کر کے کہوں کہ اس لڑائی کو برا نہ کہو یہ بڑی مبارک لڑائی ہے دو سچے عاشق اس پیاری لڑائی نے ملا دیے ہم اسی کے ذریعہ سے ملے ہیں"
عزیز۔ "بیشک مجھ سے خطا ہوئی مگر اب فیصلہ ہو جاتا تو اچھا تھا"
ورجنا۔ "میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ اب تو میرا جی چاہتا ہے جس طرح ہو میرے پیارے کی فتح ہو"
عزیز۔ "اے پیاری نازنین۔ اگر لڑائی ہوتی رہی تو میں جی بھر کے تمھاری زیارت نہ کر سکوں گا"
ورجنا۔ "اے پیارے اپنے دل کے فتح کرنے والے عزیز کی تمنا پوری کرنے کے لیے میں چھاتی پر سل رکھ کے صبر کر دونگی اور جو مصیبت پڑے گی سہ لونگی۔ مجھے یہ بھی گوارہ ہوگا"
عزیز۔ "پھر بھلا میرا عشق کب گوارا کرے گا کہ تمھارے ہموطن اس طرح میدان جنگ میں قتل کیے جائیں۔ (ورجنا کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر) پیاری ورجنا تمھارا عشق مجھے بودا اور بزدل کیے دیتا ہے خود بخود میرا دل کہتا ہے کہ لڑائی سے دست بردار ہوں اور تمھیں لے کے اپنے وطن مصر میں چلا چلوں۔ لڑائی کے سوا یہاں کی آب و ہوا تمھارے حسن کی دشمن ہے۔ افسوس! وہ تمھارے رخساروں کی تر و تازگی۔ تمھارے چہرے کی رونق مٹائے دیتی ہے۔ اس روز سے آج زیادہ افسردہ نظر آتی ہو"
ورجنا۔ "یہ ظلم تو مجھ پر تمھارے فراق نے کیا۔ مجھے تمھارے دیدار سے مایوسی ہو گئی تھی اگر ذرا بھی امید ہوتی تو میں یہاں کی آب و ہوا سے لڑتی۔ کامیاب ہوتی اور چہرے کی بحالی کو باقی رکھتی۔
عزیز۔ کیوں پیاری ورجنا۔ آج کا دن کیسا مبارک اور خوش نصیبی کا دن ہے سبحان اللہ! عاشق و معشوق ملے ہیں"
ورجنا۔ "نہیں پیارے۔ عاشق و معشوق نہ کہو دو عاشق کہو۔ کیا تمھیں میرے عشق کا یقین نہیں ہے"

عزیز:۔ مجھے یقین ہے۔ مگر اسکو کیا کرون کہ میرا جوش عشق نہین مانتا وہ کہتا ہی کہ تمھین معشوق ہی کے پیارے خطاب سے یاد کرون۔ اے میری دلربا۔ مین اپنے آپ کو بہت بہادر اور صف شکن جانتا تھا۔ مگر تم نے میرے دلکو فتح کر لیا۔"

ورجنا:۔ (آہ سرد کھینچکر) ہاے عشق کی گھڑیاں بہت اچھی ہوتی ہین۔ اسوقت گویا۔ آسمان۔ قسمت۔ زمانہ۔ شب ہجر۔ نامرادی۔ اپنے سب دشمنونکو خاک مین ملاکر ہمنے یہ کامیابی حاصل کی ہے۔"

عزیز:۔ اے پیاری ورجنا پھر اس کامیابی کی ساعت مین تم آہ سرد کیون کھینچتی ہو!"

ورجنا:۔ آیندہ کے خوف سے۔ ہاے فراق کا کھٹکا عاشقون کے دل سے نہین نکلتا!"

عزیز:۔ پیاری ورجنا! اب اسوقت فراق کا کھٹکا نہ دلاؤ کیا مہیب لفظ ہی "فراق" اُف! نام نہ لو۔ میرا دل کانپا جاتا ہے۔"

ورجنا:۔ ہاے! ہم اس ظالم کا نام لیتے ڈرتے ہین۔ اور خیال گذرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ کہین سچ مچ سابقہ پڑجائے تو کیا ہو۔"

عزیز:۔ خدا نکرے ایسا منحوس کلمہ زبان سے نہ نکالو (کانپ کر) اُفوہ! تمنے تو ڈرا دیا!"

ورجنا:۔ اچھا میرے پیارے معاف کرو۔ اب یہ نام نہ لونگی۔ کوئی بندوبست کرو کہ یہ کھٹکا دل سے نکل جائے۔"

عزیز:۔ آؤ ہم تم یہان سے ملک مصر کو چلین۔ اطمینان کی زندگی وہین نصیب ہوگی۔ لیکن مین بدنام ہونگا کہ اپنے ہم مذہبون کو جانبازی کرتے چھوڑ کر بھاگ گیا!"

ورجنا:۔ نہین تم بدنامی کی بات نہ کرو تمھاری بدنامی مجھے کیونکر گوارا ہوسکتی ہے مین بھی یہین رہونگی اور تم بھی یہین رہو۔"

عزیز:۔ اے میری جان کی مالک ورجنا۔ ہاے یہ بھی تو نہین ہوسکتا کہ تمھارے ہم مذہب مسیحیون کو قتل ہوتے دیکھون۔ مین مسیحی مذہب کا دشمن تھا۔ مگر اب اس مذہب سے محبت بھی ہوگئی۔ ہاے عشق کو بت پرست بتاتے سنا تھا۔ مگر میرا

عشق مجھے عیسائی بنائے دیتا ہے کیونکر مسیحیون کو قتل ہوتے دیکھون - مین مسیحی مذہب کا سچا دشمن تھا"

ورجنا:- اے پیارے! مسیحیون کو اب میرا ہم مذہب نہ کہو - میرے ہم مذہب تو بہادر مسلمان ہین اے شاہزادے تمھارے ساتھ مین تمھاری قوم اور تمھارے مذہب پر بھی عاشق ہون عیسائیون سے ذرا ہمدردی نہین"

عزیز:- دین اسلام کے برحق ہونے مین کلام نہین - پیاری ورجنا اس بارے مین تمھین بھی اب شک نہین"

ورجنا:- ہان مین تو اب دین اسلام کی عاشق ہون - کیا مین چاہون تو مسلمان ہوسکتی ہون"

عزیز:- اسلام نے برکتون کا دروازہ سارے عالم کے لیے کھولدیا ہو - جو چاہے مسلمان ہو"

ورجنا:- صرف اپنے تئین مسلمان کہنے سے کیا مین مسلمان ہو گئی"

عزیز:- ہان بس اسیقدر کافی ہے کہ خدا کو ایک اور وحدہ لا شریک لہ جانو - اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی نبوت کا اقرار کرو - یہ ایک باوقعت اور باجلال کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلعم) ساری دنیا کو مسلمان کرسکتا ہے -

ورجنا:- واہ کیا اچھا دین ہو بڑی آسانی سے ہر شخص کو اپنا کرسکتا ہے - یہ کیسی اچھی بات ہے کہ عاشقون کو امید و آرزو کی رسیون مین زیادہ نہین الجھاتا مین ولسے اقرار کرتی ہون کہ آج سے مسلمان ہون"

یہ کہہ کے پیاری ملائک فریب ورجنا نے کلمۂ توحید پڑھا -

عزیز نے خوش ہوکر ورجنا کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا:- اے نازنین ہمارے دل تو پہلے ہی ملگئے تھے اب دونون ایک ہوگئے"

ورجنا:- ہاے یہ خوف میرے دل سے نہین نکلتا کہ کل تم پھر بیدین مسیحیون سے لڑنے کو میدان جنگ مین نکلوگے"

عزیز:- نہین اب مین یہان تر ہونگا" کل ہی ہم تم مصر کا ارادہ کرینگے"

ورجنا:- سلطان صلاح الدین کو یہ امر ناگوار ہوگا"

عزیز:- چاہے کچھ ہو - مگر مین یہان نہ ٹھہرونگا - کل دو گھوڑے ہین اور تمھین

مصر کی طرف لے چلین گے۔"

آسیہ "(ادب سے کھڑی ہو کر) اے عالی مرتبہ شاہزادے کچھ مجھے بھی عرض کرنا ہے۔"

ورجنا "(چونک کر) ہائے عشق نے اندھا اور بے ضبط کر دیا ہے مجھے کسی دوسرے شخص کا خیال بھی نہ تھا۔ ہم نے سب راز آشکارا کر دیے۔"

عزیز "بیشک عشق نے آسیہ کو ہمارے دل سے بالکل بھلا دیا تھا۔ غنیمت ہے کہ کوئی اور نہ تھا۔ آسیہ ہماری رازدار ہے۔ میری مصیبتون کی شریک ہے۔ آسیہ تجھے جو کچھ کہنا ہے بلا تامل بیان کر۔"

آسیہ "حضور نے جو رازداری کی عزت مجھے مرحمت فرمائی ہے پہلے تو اسپر مین اپنی مسرت ظاہر کرتی ہون۔ اُسکے بعد یہ تمنا ظاہر کرتی ہون کہ مین بھی مبارک دین اسلام مین شامل کی جاؤن۔"

عزیز "آسیہ! تو بھی مسلمان ہونا پسند کرتی ہے! یہ دین تیری عزت بڑھا دیگا اچھا وہی مقدس کلمہ تو بھی صدق دل سے پڑھ ہمارے دین کی برکتین اور بہتریان تجھے اپنے دامن مین لین گی۔"

آسیہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بس؟"

عزیز "پیاری ورجنا! آسیہ سے ملو۔ ابتک یہ لونڈی تھی اب تمھاری بہن ہے۔"
آسیہ نے کچھ تامل کیا۔ مگر ورجنا اُٹھی اور آسیہ سے لپٹ گئی۔"

آسیہ "شاہزادے صاحب آپ نے جانے کا تو بندوبست کیا۔ مگر مین یہان کیا کرونگی اب مین آپ کی خدمت سے جدا نہین ہو سکتی۔"

ورجنا "ہان ہمارے عشق کی رازدار آسیہ ہمارے ساتھ چلے گی۔"

عزیز "اے آسیہ تو فکر مند نہو مین تجھے اپنے ساتھ رکھونگا۔"

ورجنا "اب تو ہماری بہن آسیہ کو دین اسلام نے ہماری بہن بنایا ہے۔ ہمارے ہمراہ رہے گی۔"

آسیہ نے شاہزادی ورجنا اور شاہزادہ عزیز کو اُٹھ کے سلام کیا اور اس عزت بخشی کا شکریہ ادا کیا۔

عزیز: ابتو کل کسی نہ کسی طرح ہم یہان سے روانہ ہونگے - مگرابھی تک کوئی تدبیر اس بات کی ذہن مین نہین آئی کہ سلطان سے مجھے کیا عذر کرنا چاہیے (ذرا غور کرکے) اچھا رات کو سوچونگا"

"اتنے مین ایک خواجہ سرا نے عرض کیا "حضور سلطان نے آپ کو یاد فرمایا ہے"

عزیز: کیا میدان جنگ سے واپس آگئے"

خواجہ سرا: لڑائی تو کب کی ختم ہوگئی - عیسائیون نے ادھر سے شکست کھا کر شہر عکہ پر قبضہ کرلیا - شہر ہی مین اُنھون نے پناہ لی اور متحصن ہوگئے مسلمانون نے نصارے کے خیمون اور خاص شاہی خیمہ پر بھی قبضہ کرلیا - مگر شاہ رچرڈ نکل کے عکہ مین داخل ہوگیا"

عزیز: (متفکر ہوکر) تو بہت بُرا ہوا - گو ہمنے شکست دیدی مگر ایک محفوظ مقام پر انکا قدم جم گیا - اور مجھے اس امر کی خبر ہی نہوئی - اسنے کتنی دیر ہوئی"

خواجہ سرا: حضور بڑی دیر ہوئی - سلطان کو اپنے خیمہ مین آئے کوئی گھنٹہ بھر ہوا ہوگا - اُسوقت سے بیٹھے حضور کا انتظار کر رہے ہین آپ کو قدم رنجہ فرمانے مین زیادہ دیر ہوئی تو نرہا گیا مجھے روانہ کیا - اب حضور دیر نہ لگائین - وہ بڑی بیتابی سے انتظار کر رہے ہین -

شاہزادہ عزیز نے ورجنا کی گوری پیشانی کا بوسہ لیا اور جلد واپس آنے کا وعدہ کرکے اُٹھ کھڑا ہوا - باہر نکل کے فوجی پہرے والون کو حکم دیا کہ خبردار اس خیمہ مین کوئی نجانے پائے - شاہزادۂ عزیز یہ حکم دے کے سلطانی خیمہ مین گیا - جھک کر باپ سے بغلگیر ہوا اور ادب سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا -

سلطان: بیٹا تمھاری گرفتاری نے ہم سب لوگون کو تشویش مین ڈالدیا تھا یہ تم کیونکر عیسائیون کے ہاتھ مین پڑ گئے"

عزیز: باجان مین نے شوف عام مین عیسائیون کو پوری زک دی تھی اُن کے سردار کو خود مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلطی یہ ہوئی کہ مسیحیون کے تعاقب مین تنہا دور تک گھاٹیون مین بڑھتا چلا گیا - وہان چار عیسائی سوار ملے - مین نے دو کو قتل کرڈالا - تیسرے نے میرے گھوڑے کو نیزے سے زخمی کردیا گھوڑا بھڑکا

مین اُسکی طرف متوجہ تھا کہ عیسائی نے میرے داہنے شانے پر وار کیا۔ گو مین کسیقدر زخمی ہوا تھا مگر مین نے اُس عیسائی کو فوراً قتل کر ڈالا۔ چوتھے کی تلوار میرے اُسی شانے پر کاری پڑی کہ ہاتھ لٹک پڑا اور ہاتھ حملہ کرنے کے قابل نہ رہا اتنے مین دس بارہ عیسائی اور آ گئے اور انھون نے گرفتار کر کے عکہ مین پہونچا دیا میدان کے سامنے شاہی خیمہ کے برابر میرا خیمہ تھا کل کی اور آجکی دونون لڑائیان مینے اپنے دل پر جبر کر کے اپنی آنکھون سے دیکھین۔ ہر بار جی چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین کود پڑون مگر قید نے بیدست و پا کر رکھا تھا"۔

سلطان "اور وہ عیسائی لڑکی کا کیا ماجرا تھا"۔

عزیز "(سر جھکا کر) جی ہان اوسکو یہودی قتل کیے ڈالتا تھا۔ مین نے وہان پہونچ کے بچا لیا"۔

سلطان "وہ لڑکی کون تھی؟ تمھین کچھ اُسکا حال معلوم ہے"۔

عزیز "ابا جان وہ شاہی خاندان کی لڑکی ہے شاہ رچرڈ کی بھانجی ہی۔ اُسی نے میری جان بچائی۔ وہی مجھے عیسائیون کے ہاتھ سے چھڑا لائی"۔

سلطان "لائی ہے! کیا وہ تمھارے ساتھ آئی ہے"۔

عزیز "جی ہان میرے ساتھ اُسنے میدان جنگ مین کود کر حملہ کیا۔ ایک بڑے افسر کو اور بہت سے عیسائیون کو قتل کر کے یہانتک پہونچی ہی۔ آپسے تو چچا جان نے سب حال بیان کیا ہو گا"۔

سلطان "نہین اسکی مجھے اصلا خبر نہ تھی (خوش ہو کر) تو اُسنے اپنے ہم مذہبون اور ہموطنون کو قتل کر ڈالا"!

عزیز "ابا جان اب تو وہ مسلمان ہو گئی ہے اُسنے دین اسلام قبول کیا۔ بلکہ اُسکے ساتھ ایک یہودیہ لونڈی بھی آئی ہے۔ وہ بھی مسلمان ہو گئی"۔

سلطان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اور جوش مسرت کے لہجہ مین پوچھا۔

"اس لڑکی کا نام کیا ہے"؟

عزیز "ورجنا۔ اور اس لونڈی کا نام آسیہ ہے"۔

سلطان "مین نے ایکبار اُسے دیکھا ہے۔ جب وہ شوق عام سے یہان آئی تھی۔

مجھے بخوبی اسکی صورت بھی یاد نہین رہی - وہ پاکباز لڑکی کہان ہے؟ مین پھر اُسکی زیارت کرنا چاہتا ہون"

عزیز۔" اباجان وہ اسی پاس والے خیمہ مین ہے۔ جب چاہے تشریف لے چلیئے"

سلطان۔" تمپر اُسنے بڑا احسان کیا۔ خاص تم سے اسکو اسقدر محبت کیون ہے"

شاہزادہ عزیز نے شرمندہ ہوکر گردن جھکا لی۔

سلطان۔" اس احسان کے معاوضے مین اگر تم اُسے اپنی پیاری بی بی بنا‌ؤ تو کیسا مجھے تو ایسی بہو پر ناز ہوگا"

عزیز۔" یہ آپ کے اختیار اور مرضی پر منحصر ہے"

سلطان۔" ضرور ایسا ہونا چاہیئے۔ تم آج ہی اُس سے نکاح پڑھوالو"

اتنے مین سلطان کے بھائی نے آکے کہا۔

" آج ہمنے عیسائیون کو شکست تو دیدی مگر یہ بُرا ہوا کہ عکہ پر اُنکا قبضہ ہوگیا۔ عکہ کے مسلمانون پر جو کچھ ظلم ہوا ہوگا وہ کم ہے غضب یہ ہوا کہ عیسائیون نے اپنے جنگی جہازون کے ذریعہ سے ساحل عکہ پر قبضہ کر لیا اُسطرف سے وہ رسد وغیرہ بخوبی لاسکین گے اور مدتون تک اس شہر مین اُنکا قدم جما رہے گا"

سلطان۔" ہان ساحل پر تو وہ آسانی سے قبضہ رکھ سکتے ہین۔ اُنکے پاس جنگی جہاز بہت ہین"

برادر سلطان۔" سُنا گیا ہے اب اُنکا قصد کسی طرف اور بڑھنے کا ہے۔ عکہ کی حفاظت کی نسبت اُنھین ایک قسم کا اطمینان ہے"

سلطان۔" کوئی تشویش کی بات نہین۔ خدا ہمارا مددگار ہے۔ اپنی زندگی مین مین ہرگز اُنھین اُنکے اغراض مین کامیاب نہونے دونگا۔ (شاہزادہ عزیز کیطرف دیکھ کر) تو نکاح پر راضی ہو نہ"

عزیز۔" (گردن نیچی کرکے) یہان لڑائی کے میدان مین تو کوئی ایسی کارروائی نامناسب ہوگی"

سلطان۔" تو چند روز کے لیے مصر چلے جا‌ؤ۔ قید نے تمھین تھکا دیا ہوگا۔ ذرا طبیعت بحال ہوجائے تو پھر چلے آنا"

عزیز "قید نے تو میری ہمت کو کچھ بھی نقصان نہین پہونچایا - ہان آپ کی تعمیل ارشاد کے لیے چلا جاؤنگا۔"

سلطان "مگر جانے سے پہلے مین چاہتا ہون کہ تمھارا عقد یہین ہو جائے۔"

عزیز "جو آپ کی خوشی ہو۔"

یہ جملہ شاہزادہ عزیز نے شرمندگی کے لہجہ مین ادا کیا - سلطان صلاح الدین اپنے بھائی کو ساتھ لیکر اُٹھا اور شاہزادہ عزیز کے اُس خیمہ مین داخل ہوا جسمین حور وش ورجنا بیٹھی شاہزادہ کا انتظار کر رہی تھی -

سلطان کو آتے دیکھکر شاہزادی ورجنا اور آسیہ دونون ادب سے کھڑی ہوئین سلطان نے ورجنا کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا اور کہا -

"مجھے اس بات پر فخر ہوگا اگر تم سی پاکباز اور بہمہ صفت موصوف لڑکی میری بہو ہو تمھین یہ منظور رہے۔"

ورجنا نے نہایت شرم سے گردن جھکالی اور گورے گورے گلابی رخسارون پر پسینہ آگیا شرمندگی کی نہایت نازک آواز مین جواب دیا "مجھے آپ کے حکم سے انحراف نہین ہوسکتا۔" اُسوقت سلطانی حکم سے علامہ ابو طاہر جو بہ حیثیت ایک مفتی کے عساکر اسلام کے ساتھ تھے بلائے گئے - حور وش ورجنا پہلے آزاد کی گئی کیونکہ اسلامی اصول پر فوجی قیدی جبتک آزاد نہ کیے جائین غلامی کی حیثیت رکھتے ہین - اسکے بعد علامہ ابو طاہر نے نکاح پڑھا اور شاہزادی ورجنا سلطان صلاح الدین کی بہو ہو گئی۔

آٹھوان باب

عاشقون کو ایسی ہی جگہ چاہیے

ورجنا "اے شہزادے مین بہت خوش ہون کہ زمانہ تمھاری خدمت گذاری کے لیے مجھے یورپ سے کھینچ کے یہان لے آیا - مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے۔"

عزیز "یہ ناز تو مجھکو ہونا چاہیے کہ میری پیاری ورجنا کی ایسی پاکدامن وعفت شعار پڑھی لکھی اور بہادر شاہزادی میری معشوقہ ہے اور فقط میری معشوقہ نہین وفادار معشوقہ جسنے میرا دل لیا اور اسکی قدر بھی کرتی ہے۔"

ورجنا:- ہائے یہی تو حسرت ہو کہ افسوس تمھارے دل کی قدر نہین کر سکتی - پیارے قدر کر سکنا کیسا مین اس شریف دل کے قابل ہی نہین جو قسمت کی فیاضی سے میرے ہاتھ لگ گیا ہو - آہ اپنے آپ کو اسکی قدر کرنیکے قابل نہ پا کر مینے معاوضہ کے طور پر اپنا دل دے دیا - مگر شاہزادے مین دیکھتی ہون وہ دل بھی تمھارے ہدیہ کے قابل نہوگا"

عزیز:- اے میری پیاری دلربا ورجنا - مجھے زیادہ نادم نہ کرو - تمھاری وفاداریان تمھارا جوش محبت روز بروز مجھے شرمندہ کرتا جاتا ہے - اس لیکہ اے ورجنا تمھاری اس سچی اور پاک محبت کے عوض میرے پاس کچھ نہین ہو - (کسیقدر آبدیدہ ہوکر) میری پیاری اب اس ذکر کو جانے دو"

ورجنا:- یہی مین بھی چاہتی ہون - مگر شاہزادے دل سے یہ باتین نہین نکل سکتین - یہ تو عشق کا سبق ہے - عاشقون کو یہ سبق ہر وقت یاد رہتا ہو - مگر تمھارے کہنے سے اب زبان پر نہ لاؤنگی"

عزیز:- آجکل سواحل شام بہت مخدوش ہو رہے ہین عیسائی اکثر جہازون سے اُتر کے قصبون اور گاؤن کو تاخت و تاراج کیا کرتے ہین - ہمارے سوار بہت سے پیچھے رہ گئے ہین - یہان تنہا چلنا مصلحت کے خلاف ہے"

ورجنا:- ہان بیشک خوف کی بات ہے"

عزیز:- نہین مین ڈرتا نہین ہون - مگر پیاری تمھاری مفارقت کا خیال روز بروز میری جرأت مٹاتا جاتا ہے"

ورجنا:- نہین اب ہم دونون جدا نہین ہو سکتے - اے شاہزادے ہمارا تمھارا ساتھ معمولی قسم کا نہین ہے - اگر قید ہونگے تو دونون - آزاد رہینگے تو دونون - زندگی ہو تو دونونکی اور موت آئیگی تو دونون کی"

عزیز:- اور تمھارے اسلام قبول کرنے کی نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ جنت مین بھی ہم دونون ساتھ جائینگے"

یہ دونون گھوڑون پر سوار مغرب کی طرف سمندر کے کنارے باتین کرتے چلے جاتے تھے - اسوقت سمندر نے جنوب و مشرق کی طرف مڑکے انکا رُخ بھی پھیر دیا - یہ مقام نہایت سرسبز و شاداب تھا - وہی جانب بحرۂ روم لہرین لے رہا ہو

بائین طرف سبزی کی ہری چادر اوڑھے پہاڑ دور تک سلسلہ وار چلے گئے تھے یہان کی روئیدگیان بتا رہی تھیین کہ یہ تختہ باعتبار خوبی کے تمام سرزمین شام مین منتخب ہے پہاڑون کے دامنون مین کھجورون کے جھنڈ اور چارون طرف پھولدار درختون کی تروتازگی ساری کلفت سفر دور کیے دیتی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سمندر سے پہاڑون کی طرف جاتے تھے اور رہ نوردون کو اپنے تھپیڑون سے ہوشیار کر کے شگفتہ اور رنگ رنگ کے پھولون کو ایک نازک اور لطیف حرکت دیتے تھے۔ آدمیون سے یہ دلفریب صحرا بالکل خالی تھا۔ اور سوا ے خدا کی آزاد مخلوق چرند پرند کے کسی طرف سے انسان کی بو بھی نہین آتی۔ پیاری ملائک فریب ورجنا کے چاند کے ایسے چہرے پر ایک ریشمی نقاب پڑی تھی۔ یہ دونون صاف دل عاشق و معشوق سلطان صلاح الدین سے رخصت ہو کر مصر کے ارادہ سے چلے تھے اور مسافت طے کر رہے تھے۔ سو سوارونکا گروہ ہمراہ تھا۔ مگر دونون اپنے جوش کے جنون انگیز ولولون مین سوارون سے بہت دور نکل آئے تھے۔ اس صحرا کے دلفریب سبزے نے دونون محبت بھرے دلون کو اپنی دلبستگیون کی طرف متوجہ کر لیا۔ اور اپنے عاشقانہ ولولون کو بھول کر دونون قدرت کی بہار دیکھنے لگے۔ اسوقت تقریبًا آٹھ بجے ہونگے۔ آفتاب ہری ہری پہاڑیون کی چوٹیون سے دو چار گز اونچا ہو گیا ہے۔ اور زمردگون دامن صحرا پر مینا کاری کر رہا ہے۔

آسمان پر سفید ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون کا جال چارون طرف پھیلا ہوا ہے۔ اور جا بجا سیاہ ابر غلیظ کے ٹکڑے بھی ہین جو فراٹے بھرتے ہوے ایک ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف اوڑتے چلے جاتے ہین۔

داہنی طرف اس منقش آسمان کا عکس بحیرۂ روم کے متلاطم پانی پر پڑ رہا ہے اور چلبلی لہرین اوسے چھیڑ چھیڑ کے گویا نامراد عاشقونکا بدلہ پیر فلک سے لے رہی ہین۔

یکایک ہوا ابر غلیظ کے ٹکڑونکو مشرق کی طرف سمیٹ لے گئی اور آفتاب کی تیز نظرون پر جنکی شعاعین گھور گھور کے پیاری ورجنا کے چہرے کو پریشان کیے دیتی تھین اندھیری ڈالدی۔ دھوپ غائب ہو گئی چھوٹے چھوٹے پودون اور پھولون نے اپنا پر تکلف جھلکتا ہوا زیور اوتار کے پھینکدیا۔ اور ایک دلربا بے تکلف وضع اور

سادے حسن سے ہمارے عاشق تن مسافرون کی دلفریبی کرنے لگے۔
ورجنا "کیا بہار کی جگہ ہے۔ اسوقت اس مقام کی مجموعی حالت بے اختیار کیے دیتی ہے"
عزیز "خدا نے یہ سب لطف کی چیزین اور یہ دلفریب سین گویا صرف عشاق کے لیے پیدا کیے ہین۔ بس وہی انکے قدردان ہین (ٹھنڈی ہوا کے ایک تیز جھونکے کا لطف اُٹھا کر) اہا ہا! ہوا کی لطافت اور یہ آزادی دیکھ کے تو جی چاہتا ہے کہ یہین کھڑے رہیے"
ورجنا "اے پیارے شاہزادے یہان تو کوئی غیر نہین ہے۔ اگر اسلام اجازت دیتا ہو تو نقاب اُلٹ دون۔ یہ ہوا عاشقون کے چہرے کو روشن کر دیتی ہے"
نازنین اور پری چہرہ ورجنا نے نقاب اُلٹ کے ساحل شام کے اس صحرائی سین کو دیکھنا شروع کیا یک بیک بے تکلف حسن قدرت کو اور ترقی ہو گئی۔ اس سبزہ زار اس میدان کوہ۔ اس ساحل بحر۔ ان اُڑتی ہوئی آزاد چڑیون مین بھی وہی جذبات پیدا ہو گئے جو پیاری ورجنا کی ہر ادا مین تھے۔ ہمارے دلدادہ شاہزادہ عزیز کو یہ سین اور اُسکی ہر چیز مین ایک معشوقیت اور دلکشی کا جلوہ نظر آنے لگا۔ کیونکہ یہ سب چیزین اسکی دلربا ورجنا کا دل بہلا رہی تھین۔
اسلام اور اسلام کے دینی احکام نے اب ورجنا کی دلکش اداؤن مین ایک تغیر پیدا کر دیا تھا اسکی نظر جو بچپن سے بہ آزادی سیر کرنے کی عادی ہو رہی تھی۔ اب ان تمام چیزون کو ایک غیر مانوسی کی وضع سے دیکھ رہی تھی۔ اور گویا وہ بھی ایک وحشی ہرن تھی کہ محتسب اسلام کے شکاری کے خوف سے کسی جگہ قرار نہ پکڑتی تھی بلکہ ہر طرف دوڑی دوڑی پھرتی تھی۔
دونون عاشق مزاج یونہی ہوا کے جھونکو اور سبزہ زارونکا لطف اُٹھاتے چلے جاتے تھے۔ ورجنا کو اس جوش مسرت مین تر و تازہ اور صاف ہوا کے تھپیڑے بہت بھلے معلوم ہوتے تھے اور سمندر کی طرف پھر پھر کے ان تھپیڑون کو اپنے نازک رخسارون پر روکتی تھی۔ شاہزادہ عزیز سے صبر نہو سکا اور شوق کے لہجے مین کہنے لگا۔
"اے میری پیاری نازنین ہوا تمھارے ساتھ شوخیان کرتی ہے یہ گستاخی مجھسے نہ دیکھی جائے گی۔ تم ادھر دیکھو"

ورجنا "یہ عشق کے تھپیڑے ہین۔ مجھے انمین بہت مزہ آتا ہی۔ مگر شاہزادے تمھارے حکم کی مین مخالفت نہین کر سکتی (شاہزادہ عزیز کی طرف منھ کر کے) لو مین اسی طرف دیکھتی ہون۔ اب اُدھر نہ دیکھونگی"

اب پہاڑی کا سلسلہ تمام ہو گیا تھا۔ ایک چھوٹا سا گانون بائین ہاتھ کی طرف نظر آیا یہ گانون دامن کوہ سے ذرا علیحدہ ہٹ کے واقع ہوا تھا۔ پُرانے سنگین مکانونکی میلی میلی دیوارین دھوئین مین دھندلی نظر آتی تھین۔ کچھ لوگ گانون کی طرف سڑک سے قریب ہی نظر آئے انکو دیکھتے ہی پیاری ورجنا نے ایک پھرتی کی دلربا ادا سے نقاب مُنھ پر ڈال لی اور پوچھنے لگی "یہ کیا یہ کوئی گانون ہے"

عزیز "ہان یہ بہت پُرانا گانون ہے۔ اسے اطلیری کہتے ہین اور اُسکے گرد و نواح کی زمین تر و تازگی اور سر سبزی کے لحاظ سے ملک شام بھر مین مشہور ہے"

تھوڑی دیر تک پیاری ورجنا اطلیری کی وضع اور آبادی کو غور سے دیکھتی رہی پھر سامنے جنوب کی طرف دیکھا تو دور پر کچھ گنبد اور مینار نظر آئے۔ وحشت نے اسکے زبان سے پھر وہی سوال کرا دیا جو اطلیری کی نسبت کیا گیا تھا "پوچھا" اور یہ کون مقام ہے"

عزیز "یہ شہر اثلیط کی عمارتین۔ اثلیط شام کا قدیم شہر ہے اور اسکی شکستہ عمارتین ذرا امت کو بہت کچھ یاد دلاتی ہین۔ تم چلکے دیکھ ہی لوگی"

دونون یونہین برابر جنوب کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ورجنا سرزمین شام کی عمارت وضع۔ چال۔ ڈھال۔ اور آبادی کو حیرت کی نظر سے دیکھتی اور اپنے عاشق شاہزادہ عزیز کی باتون سے دل بہلاتی چلی جاتی تھی۔ کہ پھر کوہستانی سلسلہ شروع ہوا یہ پہاڑ زیادہ اونچے نہ تھے۔ صرف چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے البتہ اگر یہ پہاڑ دور دور نظر آئے۔ مگر تدریجاً اسکے راستے سے قریب ہوتے گئے۔ آخر راستہ بالکل تنگ ہو گیا اور ہر طرف سے سنگستانی ٹیلون نے گھیر لیا۔

سمندر بھی داہنی طرف ذرا فاصلہ پر ہو گیا۔ اس طرف بھی اونچے اونچے ٹیلے حائل ہو گئے۔ اور راستہ بالکل اس قسم کا رہ گیا کہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ کو کاٹ کے سڑک نکالی گئی ہے۔

دونون طرف پتھر کی چٹانین جھک آئی تھین جنکی ٹکر کے خوف سے بچ بچ کے چلنا پڑتا تھا مقام اپنی وضع سے اور نیز چارون طرف کی پہاڑیون کی وجہ سے نہایت وحشتناک اور خوفناک معلوم ہوتا تھا۔

ورجنا "یہ مقام تو نہایت خوف کی جگہ ہے۔ کالے کالے پہاڑ نہایت بھیانک معلوم ہوتے ہین یہان تو شاید ڈاکو اور قزاق انسان کو لوٹ بھی لیا کرتے ہون"

عزیز "نہین پیاری ورجنا! یہ کوئی خوف کی جگہ نہین ہے۔ ہان ذرا راستہ خراب ہے"

ورجنا "ذرا خراب ہے! اور زیادہ خراب ہوتا تو خدا جانے کیسا ہوتا"

عزیز "میرا مطلب یہ تھا کہ یہان کھٹکا تو کسی بات کا نہین۔ ہان راستہ البتہ دشوار گذار ہے۔ اور یہ مقام تو مشہور ہے۔ تم نے اس جگہ کا نام نہین سُنا؟۔ اسے وادی الاجل کہتے ہین۔ یعنے موت کا میدان۔ نام ہی سے سمجھ جاؤ کہ کسقدر خراب اور مصیبتناک جگہ ہے"

ورجنا۔ (ہنسکر) نام رکھنے والا حقیقت مین شوخ طبع شخص تھا۔ خوب نام رکھا"

دیر کے بعد یہ دونون وادی الاجل کی تنگ اور دشوار گذار راہ سے نکلے اور تقریبًا گھنٹہ بھر مین شہر اثلیط مین پہونچ گئے۔ قریب سے اثلیط کے دروازے اور محرابین نہایت خوشنما اور بھلی معلوم ہوتی تھین۔ پہاڑیون اور گھاٹیون سے نکلکر یہ آباد شہر نہایت غنیمت معلوم ہوا۔ شہر اثلیط بالکل ساحل پر آباد تھا۔ اور جس راستہ سے یہ لوگ گذرے وہ ساحل سے تین میل اور شہر سے دو میل مشرق کی طرف ہٹ کے گذرا تھا۔ ورجنا اور شاہزادہ عزیز نے گھڑی بھر سستانے کی غرض سے داہنی طرف باگ موڑی اور شہر اثلیط مین داخل ہونیکا ارادہ کیا۔ شہر اثلیط بالکل منہدم آثار سے مملو ہے اسکی حالت دیکھکر نازک مزاج ورجنا پر بڑی حسرت طاری ہوگئی۔ اُسکا دل بھر آیا اور غم واندوہ کے لہجے مین کہنے لگی۔
"ہائے یہ مکانات کن ارمانون سے بنائے گئے ہونگے۔ مگر افسوس اب حسرت کے سوا کوئی اُنکا پوچھنے والا نہین"

عزیز "دنیا بھر مین ہر جگہ یہی حالت نظر آتی ہے۔ کوئی کسے کسے روئے"

شاہزادہ عزیز نے شہر اثلیط مین اپنے تئین بالکل پوشیدہ رکھا۔ وہانکی "خان" یعنے سرا مین تقریباً نصف گھنٹہ توقف کرکے روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر مین دونون برطرقون مین پہونچے یہ ایک مشہور کنوان ہے اور آبادی بھی اسی کنوین کیطرف منسوب ہے شاہزادے اور شاہزادی ورجنا نے طرقون کے کنوین پر اپنے گھوڑون کو پانی پلایا اور آگے روانہ ہوے۔

اب دن آخر ہونے کے قریب پہونچ گیا۔ دھوپ زردی مارنے لگی تھی۔ آفتاب کا داہنی طرف سمندر کی موجون مین ڈوبنا کچھ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ دونون عاشق مزاج مسافر مغرب کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوگئے۔

آخر روز کی ہوا پیاری ورجنا کے نازک رخسارون کی طرف بوسے لینے کے لیے بڑھنے لگی آفتاب کا زرد رو چہرہ متلاطم موجون مین ڈوبنے کے خوف سے زیادہ زرد پڑتا جاتا تھا آسمان کا وہ کنارہ جسے بحر روم کی لہرین تھپیڑے دے رہی تھین سورج اُسکے قریب پہونچ چکا تھا۔ اور گویا چاہتا تھا کہ جھک کے آسمان کو موجون کی دستبرد سے بچائے۔

اُسکی مچلتی ہوئی کرنین لہرونکو جوش دیتی اور مہ جبین نازک بدنون کی طرح سونیکا زیور پہناتی ہوئی آتی تھین۔ اور ملائک فریب ورجنا کی سنہری زلفون کے ساتھ شوخیان کرنے لگتی تھین۔ ورجنا کو یہ سین بہت خوشگوار معلوم ہوا بے اختیاری کے لہجے مین کہنے لگی۔

"ہاے کیا فضا کا مقام ہے! عاشقون کی زندگی ایسی ہی جگہ گذرتی تو کیا اچھا ہوتا"

عزیز "عاشقون کے لیے تو یہ مقام مناسب ہے۔ مگر معشوقون کو ہرگز ایسی جگہ نہونا چاہیے"

ورجنا "(حیرت سے) کیون"

عزیز "کیا تمھین نہین معلوم ہوتا کہ یہان ہرطرف میرے رقیب موجود ہین ہ؟ نہین پیاری ورجنا یہان نہ ٹھہرو تم میری معشوقہ ہو۔ چلو آگے چلین"

ورجنا "آخر یہان تمھین کون رقیب نظر آتا ہے"

عزیز "ہوا تمھارے رخسارون کے بوسے لے رہی ہے آفتاب کی کرنین تمھاری زلفون کو چھیڑ رہی ہین"

ورجنا "حقیقت مین تم بڑے بدگمان ہو"

عزیز" اسی سے کہتا ہون کہ تم معشوق ہو۔ ہاے۔ عشق ست و ہزار بدگمانی۔ تم حال کیا جانو"

بہت سے گھوڑون کے دوڑنے کی آواز کان مین آئی اور دونون پلیٹ کے شمال کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ مصری سوار جو شاہزادہ عزیز کے ہمراہ روانہ ہوے تھے سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلے آتے تھے۔ گرد سمون سے اُڑتی تھی اور جب گھوڑے آگے نکل آتے تھے تب ہوا بلند ہوتی تھی۔ نیزے جنبش کر رہے تھے اور آفتاب کے جانب والے پہلو پر چمکتے جاتے تھے یہ سوار قریب آئے اور فوجی ادب سے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ افسر آگے بڑھ کے آیا اور ہاتھ جوڑ کے عرض کرنے لگا۔ حضور ہم کو ابھی ایک سرکاری سوار کی زبانی معلوم ہوا جسے خود سلطان نے اطلاع دہی کی غرض سے روانہ کیا ہو کہ افرنجیون نے عکہ پر قبضہ کر لینے کے بعد ارادہ کیا ہو کہ عسقلان کی طرف بڑھین اور راستے مین سواحل پر جو شہر پڑین اُنپر قبضہ کرتے جائین۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عکہ کے مسلمانون پر ظالم افرنجیون نے بڑا ظلم کیا سلطان اس خبر کو سنکر بہت برہم ہوے اور قسم کھائی ہو کہ جہانتک ممکن ہوگا مسلمانان عکہ کے خون کا بدلہ ضرور[ع] لین گے۔ ہمارے شاہزادے کو اب ان سواحل پر احتیاط اور ہوشیاری سے گذرنا چاہیے۔ ہم لوگ دیر سے حضور کی تلاش کر رہے ہین شہر اثلیط اور راستے مین جو گانوُن پڑا اُسمین ہمنے حضور کو بہت ڈھونڈھا۔ بہت عرصے کے بعد اب یہان ہمین یہ امر عرض کرنے کی عزت حاصل ہوئی"

شاہزادہ عزیز" اوہ! وہ لوگ کیا کر لین گے۔ مجھے کچھ پروا نہین مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ کسی مقام پر مین ہون اور افرنجی وہان آجائین"

افسر" حضور اُنھون نے کیفہ پر بھی قبضہ کر لیا"

عزیز" کیفہ پر؟ وہان تو مسلمانون کا کیمپ تھا"

ع سلطان صلاح الدین نے قسم کھائی تھی کہ اب جو عیسائی بچہ جوان یا بوڑھا ملے گا اُسے قتل کر ڈالونگا سلطان کی اسی قسم نے آگ لگا دی اور ہزارہا افرنجی قتل کر ڈالے گئے۔ اسکے بعد ہر شہر اور ہر گانوُن مین سلطان صلاح الدین اور اُسکے ساتھیون نے عیسائیون کو بے پرسشش تہ تیغ کیا۔ دیکھو ابن اثیر وغیرہ ۱۲

افسر:۔ سلطان اپنا کیمپ وہان سے ہٹا کر شوف عامر مین لے گئے تھے۔ کیونکہ خیال تھا نصاریٰ ناصرہ کی طرف بڑھین۔ مگر ناصرہ کا اُنھون نے رخ بھی نہ کیا بلکہ جنوب کی طرف بڑھے کیفہ پر قبضہ کر لیا۔ اور چاہتے ہین کہ عسقلان کو بھی مسلمانون سے چھین لین"

عزیز:۔ یہ ہو چکا اُنکے روکنے کا کچھ بندوبست بھی کیا گیا"

افسر:۔ خود سلطان اس طرف آتے ہین۔ میری راے مین حضور کو یہ راستہ چھوڑ دینا چاہیے"

عزیز:۔ نہین مجھے اس راستہ کے چھوڑ دینے کی کچھ ضرورت نہین۔ مین بھی اپنے والد ماجد کی قسم پوری کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور وہ کوشش اسی راستہ مین ہو سکتی ہو اچھا تم لوگ ہمارے ساتھ رہو۔ مین جو کہون اس کی تعمیل کرو افرنجیون کا کچھ خوف نہین خدا ہمارا مددگار رہے"

ورجنا:۔ (جو نقاب مین اپنا نازک چہرہ چھپا چکی تھی بات کاٹ کر کہنے لگی) اور یہ سامنے کیسی آبادی نظر آتی ہے۔ کوئی آباد مقام معلوم ہوتا ہے۔ عمارتون کی وضع ہی کہے دیتی ہے کہ یہ شہر نہایت آباد ہے"

عزیز:۔ (سامنے دیکھکر) پیاری۔ یہ شہر طورہ ہو۔ کسی زمانہ مین شہر تھا اب شہر تو کیا گانوُن ہے جسمین ایک مسجد تک نہین"

ورجنا:۔ کچھ اسی شہر پر منحصر نہین۔ مین تو یہی جانتی ہون کسی زمانہ مین اس گرد و نواح کے تمام مقامات نہایت آباد تھے۔ یہ ٹوٹی پھوٹی عمارتین بہت کچھ بتاتی ہین"

عزیز:۔ اے میری دلربا۔ یہ عمارتین نہین۔ تاریخ کے ورق ہین۔ کسی ملک کی اگلی تاریخ کا اسقدر حال نہ کھلتا ہوگا۔ جس قدر ملک شام کے حالات معلوم ہوتے ہین بنی اسرائیل پر خدا کی رحمت تھی۔ اُن کے زمانے مین اللہ نے سب قومون پر فضیلت دی تھی۔ دینی و دنیاوی دونون ترقیون مین اُن سے بڑھکر کوئی نہ تھا۔ مگر اُن کی نافرمانیان خدا کو بُری معلوم ہوئین۔ اُن کی ترقی کا ورق یک بیک اُلٹ گیا۔ یہ سب عمارتین خدا کے غضب کی مار کھائے ہوئے ہین سلو اب ہم طورہ مین پہونچ گئے۔

آج رات یہین بسر کرین گے"

ورجنا "مگر جبتک شام ہو یہین باہر ٹھہرو آفتاب ڈوب لے تو اندر کا قصد کرنا یہ بہار اور یہ لطف شہر کے اندر نہ نصیب ہوگا - دیکھو سمندر کے کنارے آفتاب غروب ہو رہا ہے سنہری کرنین لہراتے ہوے پانی پر مچل رہی ہین - چڑیان بسیرا ڈھونڈھتی پھرتی ہین اور آسمان شفق گون ہو رہا ہے - ہوا مین خنکی زیادہ پیدا ہوتی جاتی ہو انگلستان مین ٹھنڈی ہوا سے ہم ڈرتے تھے اور یہان کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے"

عزیز "پیاری ورجنا - اگرچہ تمھاری شیرین آواز تمھاری دلربا ادائین - اور سب سے زیادہ یہ کہ تمھارا اشوق یہان ٹھہرنے کا آرزومند ہے - مگر افسوس اسوقت مین تمھارے حکم کو نہین مان سکتا - ہمین اپنے لیے کچھ بندوبست کرنا ہے - یہ مقام ساحل پر واقع ہے تم کیا جانو کہ سواحل شام آج کل کسقدر مخدوش ہو رہے ہین - دشمن ہمارے پیچھے ہین اور اس طرف کا قصد کر چکے ہین - آج ہی رات کو طرطوسہ پر آ پڑین تو کوئی تعجب نہین"

یہ سنتے ہی ورجنا کی آواز مین ایک اداسی پیدا ہو گئی - خوف سے کانپنے لگی اور تھرتھراتی ہوئی شیرین آواز سے بولی -

"تو کیا آج رات کو ہمین جدا ہونا پڑے گا"

عزیز "پیاری ورجنا کوئی ڈرنے کی بات نہین - خدا نے ہمین ملایا تو اب کون جدا کر سکتا ہے - نہین مین ہر حال مین اپنی معشوقہ ورجنا کے ساتھ رہونگا"

ورجنا "تو یہان سے کسی اور طرف ہٹ چلو - نہین ابھی چلو - یہ سمندر کا کنارہ - یہ لہراتا ہوا پانی - یہ ڈوبتا ہوا آفتاب - یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اگرچہ نہایت خوشگوار ہین مگر اپنی جان سے زیادہ پیارے شاہزادہ عزیز کے لیے مین سب کو چھوڑ دون گی"

عزیز "تم خوف نہ کرو - اور یقین رکھو کہ مسلمان افرنجیون پر ہمیشہ غالب رہین گے وہ ہرگز مغلوب نہون گے - چاہے سب کے سب مر جائین - مگر اپنی زندگی مین کافرون کو غالب ہونیکا موقع نہ دین گے"

ورجنا "تو کیا رات ہم کو یہین بسر کرنا ہو گی"

عزیز:۔ (ایک شکستہ عمارت کی طرف اشارہ کرکے) یہ سامنے جو قلعۃ العتیق خالی پڑا ہی کس لیے؟ ہم آج رات اسی قلعہ مین رہین گے۔"

ورجنا:۔ (قلعہ کو غور سے دیکھ کر) جگہ تو اچھی تھی کاش اطمینان سے رہنا نصیب ہوتا اچھا چلو شام کا سمان وہان کچھ اس جگہ سے بھی زیادہ دلفریب ہوگا۔"

عزیز:۔ مگر وہان جانے سے پہلے مجھے شہر طرطورہ مین جاکے لوگونکو ہوشیار کر دینا ہی کہ افرنجی لوگ آج ہی رات کو آپڑین تو کچھ عجب نہین اگر وہ لوگ غافل رہین گے تو بہت مسلمانونکی جانین مفت جائینگی۔ اے پیاری ورجنا یہ جانین اللہ کو بہت پیاری ہین اُس سے زیادہ جتنی تجھے پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

ورجنا:۔ یہان نہ تو کچھ فوج ہی نہ ایسی کوئی حفاظت کی جگہ ہی۔ آخر تم کیا تدبیر کروگے اور یہ لوگ کیونکر اپنی جانین بچا سکین گے۔"

عزیز:۔ کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور ہوگی۔ کچھ بن نہ پڑیگا تو شہر خالی کرکے اسیوقت نکل جائین گے اور مین تو کسی اور فکر مین ہون۔ انشاء اللہ دیکھا جائیگا افرنجی بھی یاد کرینگے کہ کسی سے پالا پڑا تھا۔"

یہ کہہ کے شاہزادہ عزیز تن تنہا شہر طرطورہ مین گیا۔ ورجنا اپنی ہموطن خادمہ آسیہ کے ساتھ دریا کے کنارے ٹھہری۔ اور ترکی سوار ادب سے حلقہ باندھے فاصلہ پر کھڑے رہے۔

اندازاً آدھ گھنٹہ کے بعد شاہزادہ عزیز واپس آیا اور اپنی دلربا معشوق ورجنا کو لے کے قلعۃ العتیق کے شکستہ پھاٹک کیطرف روانہ ہوا ترکی سوار بھی شاہزادہ کے ہمراہ ہوے اور چند منٹ مین یہ گروہ اس سین مین غائب ہوگیا۔ آفتاب گویا پیاری ورجنا ہی کی صورت دیکھنے کے شوق مین ٹھہرا ہوا تھا۔ ادھر ورجنا اپنے دلدادہ شاہزادہ عزیز کے ساتھ اس منظر سے

ع۵ شہر طرطورہ کے شمالی جانب زمین کا ایک مسطح تختہ سمندر کے اندر نکلگیا ہی اس تختہ زمین کی وضع بالکل جزیرہ نما کی ایسی ہی۔ اسی تختہ پر ایک پُرانا عظیم الشان قلعہ واقع ہی۔ نہ یہ معلوم کہ قلعہ کب بنا تھا اور نہ یہ خبر ہو کہ کس نے بنایا تھا۔ اب قلعۃ العتیق کے نام سے یہ قلعہ ملک شام مین مشہور ہی اور غیر آباد پڑا ہی۔ غالباً بنی اسرائیل ہی اس قلعہ کے بانی تھے۔ گو اس کے آثار منہدم ہین مگر نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے شمال وجنوب اور مغرب کی جانب سمندر کی موجین اسکی پشتون سے ٹکراتی رہتی ہین۔ اور مشرق کی جانب نہایت عمدہ سبزہ زار ہے ۱۴

زرد اور حسرت نصیب چہرہ لیے ہوے سمندر کی متلاطم موجوں میں روپوش ہوا

نواں باب

ارے یہ کدھر سے نکل پڑے

رات کا وقت ہے اور دو بجا چاہتے ہیں۔ قمری مہینے کی پہلی تاریخ ہونیسے آسمان پر چاند کا کسی طرف پتا نہیں۔ تارے خوب کھلے ہوے ہیں۔ نسر طائر افق جنوبی کے قریب پہنچکا ہے شام کے نکلے ہوے تارے چپکے ہی چپکے آسمان کا بہت زیادہ دور سطے کر گئے ہیں۔ ہر طرف سناٹا ہے اور اندھیرا کسی کی زلفوں کی طرح عام عناصر کو ڈھانکے ہوے ہے دنیا والے خواب غفلت میں ہیں۔ وقت کی بھیانک تیرگی نے چڑیوں تک پر قیامت کی خموشی طاری کر دی ہے۔

ہوا تیزی کیساتھ چل رہی ہے اور بحیرۂ روم کا پانی زور زور سے موجیں لے رہا ہے سناٹے کے عالم میں موجوں کے تلاطم کی آواز اندھیرے کے دامن میں چھپی چھپی دور دور تک چلی جاتی ہے اور جہاں سننے والا ملجاتا ہے اسپر ایک خوفناک اثر ڈالدیتی ہے۔ خصوصاً جس مقام کا حال ہم بیان کر رہے ہیں تلاطم زیادہ اور لہروں کی آواز معمول سے زیادہ کرخت اور مہیب سنی جاتی ہے۔

جو کوئی اسکی وجہ دریافت کرنے کیلیے اُس مقام پر کھڑا تاریکی میں ڈرتی ہوئی نظر کو چاروں طرف دوڑاتا ہے اسے تاروں کی کم کم روشنی میں کوئی بلند اور سیاہ عمارت نظر پڑتی ہے اس عمارت کی سیاہی رات کی تیرگی میں ملکر اور زیادہ مہیب سین پیدا کر دیتی ہے۔ سمندر کی سطح آب سے بہت زیادہ بلندی پر آسمان سے سر گڑے لیے یہ سیاہ عمارت ایک قوی ہیکل دیو کی طرح کھڑی ہے بلندی پر آسمان سے ملے ہوے بے ترتیب کنگرے نظر آتے ہیں بے ترتیبی کی یہ وجہ کہ بہت سے گر پڑے ہیں اور انکی جگہ پر حسرت یاد دلانے والے رخنے پڑ گئے ہیں جنکی راہ سے آسمان کی تھوڑی سی سیاہی رنگ والی سطح اور دو ایک جھلملاتے ہوے تارے دکھلائی دیتے ہیں۔

متلاطم پانی پر چھوٹے بڑے تاروں کا عکس بہار دکھا رہا ہے مگر وحشی مزاج موجیں ان موہوم تاروں کو جھٹکے دے دے کے اپنی گود سے پھینکتی ہیں۔ اور کمبخت ہمدردان قوم اسلام کی طرح عمارت کے پشتوں سے جا بجا اپنا سر

ٹکرانے لگتی ہین۔ عمارت کے تینون طرف کے پشتے بڑے تحمل کے ساتھ جسطرح آجکل کے
مسلمان جورِ زمانہ سہتے ہین سمندر کی بیباک لہرون کی مار کھا رہے ہین سوا اسطرف خوفناک
آواز کے جو سمندر سے آرہی ہے۔ اور کسی طرف سے کوئی آواز نہین آتی۔ ہر جگہ بالکل خاموشی ہے
اور گویا سکوت نے پوری سطحِ زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ اسی عالم مین یکایک سمندر مین گویا قریب
ہی چند چراغ روشن ہوگئے۔ یہ چراغ یا تو عالمِ خیالات کی بنا پر کسی مچھلی کی آنکھین تھین
یا کسی نے قریب آکر روشن کر دیے تھے۔ کیونکہ یک بیک پیدا ہوگئے۔ چند منٹ مین
چراغ قریب پہنچے اور معلوم ہوا کہ پندرہ بیس جہاز ہین جنپر کسی مصلحت سے ابھی ابھی روشنی
کی گئی ہے ان جہازون نے آتے ہی اس قدیم اور شکستہ عمارت کے جنوبی جانب ساحل
شام پر لنگر ڈالا چھوٹی چھوٹی کشتیان فوراً جہاز کے اوپر سے اُتاری گئین اور فوجی سپاہی
اُن کشتیون کی مدد سے جہاز سے اُتر اُتر کے خشکی پر آنے لگے۔

کنارے پر لنگر ڈالنے کے بعد پھر ان جہازون کے چراغ گل کر دیے گئے اور رات
کی تاریکی مین یہ فوج خشکی مین اُتر کر فوجی اصول سے مرتب ہوگئی۔ مرتب ہو چکنے کے بعد
ایک شخص نے دوسرے سے کہا۔

مسیح نے ہماری مدد کی اور گویا کامیاب کر دیا کہ ہم بخیر و خوبی خشکی پر پہنچ گئے اب
طرطوسہ ہمارا ہی ہے صلاح الدین اگر ہمارے مقابلہ کو روانہ ہوا ہو تو کیا کر سکتا ہے اب
صبح کو آفتاب قلعۃ العتیق کو ہمارے قبضہ مین دیکھے گا۔ اور اسکے چارون طرف ہماری
مورچہ بندی ہوگی"۔

"دوسرا بیشک ہمنے طرطوسہ پر قبضہ کرنیکا بہت اچھا موقعہ پایا۔ ہماری نشان اب
بلند کیے جائین اور ہمارا مذہبی معرکہ صلیب ہمارے سرو نپر ہو"۔

یہ شخص اس فوج کا افسر تھا جو قلعۃ العتیق کے جنوبی پہلو پر تاریکی مین اُتر آئی تھی۔
فوراً فرنگی نشان جنکی بلندی پر صلیبین لگی ہوئی تھین آگے کیے گئے۔ اور افسر نے
آگے بڑھ کے کہا دس ہزار سے ساتھ پندرہ ہزار فوج ہے دس ہزار طرطوسہ پر قبضہ کرلے اور
پانچہزار قلعۃ العتیق مین جاکے ٹھہرے مجھے معلوم ہے کہ قلعہ خالی پڑا ہے۔ لہذا بشرط ضرورت
اس فوج کو بھی تھوڑی دیر کے بعد اپنے ان بھائیون کی مدد کو جانا چاہیے جو طرطوسہ پر قبضہ
کرنے کے لیے بڑھتے ہین۔

یہ حکم سنتے ہی فوج کے دو حصے ہو گئے - ایک حصہ طرطورہ کی طرف بڑھا اور دوسرے نے قلعۃ العتیق کا رُخ کیا -

مسیحی بہادر بڑے زور شور سے یورش کر کے طرطورہ مین داخل ہوے مگر وہان کوئی انسان نظر نہ آیا - تمام مکانات خالی پڑے تھے - سڑکون پر آدمیونکا نام کہین نہ تھا اور بازارون مین ہر طرف سناٹا تھا - عورت و مرد - بوڑھا اور بچے سب شہر خالی کر کے خدا جانے کہان چلے گئے تھے - یورپین سپاہی بڑی حیرت کے ساتھ طرطورہ کی گلی کوچون مین پھرے - اور جب کسی طرف انسان کا پتہ نہ لگا تو جو کچھ مال اسباب نظر آیا اسکو اپنے قبضہ مین کر کے شہر سے باہر نکلے اور سبھون نے قلعۃ العتیق کا ارادہ کیا -

قلعۃ العتیق مین یورپین خیمے نصب ہو چکے تھے اور سپاہیون کے ٹھہرنیکا پورا سامان کر لیا گیا تھا - چونکہ رات تھوڑی باقی رہ گئی تھی اور صبح تک سلطان صلاح الدین کے پہنچ جانیکا یقینی خوف تھا اسلیے کل سپاہی قلعہ بندی اور مورچہ بندی مین مشغول ہو گئے بعجلت تمام قلعہ کا پھاٹک درست کیا گیا اور تمام برجون پر یورپین تیر انداز خوب احتیاط سے چھپ چھپ کے بیٹھ گئے افرنجی نشان بلندی پر نصب کیا گیا اور تمام برجون پہ صلیبین لگا دی گئین ہر طرف روشنی کی گئی - اور عیسائی لوگون نے اپنی حفاظت اور قلعہ کی مضبوطی کی نسبت پورا سامان کر لیا -

مسیحی ہنوز قلعہ بندی ہی مین مشغول تھے کہ تارے جھلملانے لگے - آسمان پر رات کی جو سیاہ چادر پڑی تھی وہ کسی کی چوٹی کیطرح سرک گئی - اور کسی کے کندنی رنگ کیطرح آفتاب کی اُجلی روشنی سفیدۂ صبح کی درزون سے جھلک دکھانے لگی - سناٹے اور سکوت کا دامن قدرت کی نقیب چڑیون نے اپنی نازک منقارون سے چاک کر دیا - سیاہ پردہ جو رات بھر عالم کے اسٹیج کو چھپائے رہا مشرق کیجانب سے ہٹنا شروع ہوا - اور کارخانہ قدرت کی سینری اور بزم فطرت کے ایکٹر اپنا اپنا پارٹ دکھاتے ہوے نظر آنے لگے صبح کے وہ تمام آثار جنسے اسوقت کا سمان مؤثر ہو جایا کرتا ہے موجود ہین -

تارے جھلملا رہے ہے - چراغون پر زردی چھا گئی - شبنم ہری ہری پتیون پر تارونکی چھان مین جھلک رہی ہے - باد سحر کے جھونکے آہستہ آہستہ چل رہے ہین - صرف کمی ہے تو اس بات کی کہ اذان کی آواز کسی طرف سے نہین آتی -

یہ کمی یون پوری ہوئی کہ ناگہان شمال کیطرف سے زور سے تکبیر کی آواز آئی اور وادی الجہنم کی پہاڑیان اس دل ہلانیوالی آواز سے گونج اٹھین ادھر پہاڑیان گونجین ادھر مسیحیون کے دل ہلگئے۔ یہ معلوم تھا کہ مسلمان شمال کیطرف سے آئینگے اور یورپین احتیاطاً قلعۃ العتیق کے برجون پر بیٹھے نظر دوڑا رہے تھے کہ کوئی مسلمان نظر آئے اور لڑنے پر طیار ہوجائین۔ مگر مسلمان لوگ پہاڑ یونکی گھاٹیون مین اسطرح چھپے ہوئے آئے کہ عیسائیون کو خبر بھی نہوئی اور وہ قلعۃ العتیق کی دیوارون کے نیچے پہونچ گئے۔

یہ خود سلطان صلاح الدین تھا۔ سلطان نے بلا تامل حملہ کردیا۔ اور بخصوص جب قلعۃ العتیق پر افرنجی پھریرا اور صلیبین نظر پڑین تو اوسکی آتش غضب اور بھڑک اوٹھی۔

مسلمان لوگ جوش وخروش سے تکبیرین کہتے ہوئے بڑھے۔ عیسائیون نے قلعہ کی دیوار سے تیراندازی شروع کی۔ شیر دل سلطان صلاح الدین اور اوسکے جانفروش سپاہیون نے حملہ تو قیامت کا کیا مگر کچھ فائدہ نہوا۔ بلکہ بیکار بہت سی جانین گئین۔ انھون نے بہت کوشش کی کہ یا تو مسیحیون کو اپنے مقابلہ پر قلعہ سے باہر نکال لین یا قلعہ کا پھاٹک توڑ کے اندر داخل ہوجائین۔ مگر کسی امر مین کامیابی نہوئی مسلمانون کو مسیحیون کے تیرون کی بوچھار نے کئی بار پسپا کردیا وہ بڑھکے پسپا ہوتے تھے۔ آخر مصلحت سمجھکے سلطان نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیا اور ارادہ کیا کہ بہت سختی سے قلعۃ العتیق کا محاصرہ کیا جائے۔

مسلمانون کو دور سے انگریزی جہاز نظر آئے سلطان نے قصد کیا کہ جہازونپر قبضہ کرلے محاصرہ پر مستعد فوج رکھی گئی۔ اور دو ہزار عربون نے کشتیون پر چڑھ چڑھ کے جہازون کو گھیر لیا۔ جہازون پر تھوڑے سے عیسائی تھے وہ کسی طرح اپنی حفاظت نہ کرسکے جہاز مسلمانون کے تصرف مین آگئے۔ عیسائیون نے قلعہ کے برجون سے بڑی سخت تیراندازی کی۔ اور مسلمانون کو بہت نقصان پہونچانا چاہا مگر کچھ نہوسکا۔ چند مسلمان تو البتہ کام آئے۔ باقی ڈھالون کی آڑ مین بچتے رہے جہازون پر جتنے عیسائی تھے سب قید کرلیے گئے۔ اور سلطان صلاح الدین نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے کل افرنجی قیدی قلعہ والے مسیحیون کو

دکھا دکھا کے قتل کر ڈالے یہ کارروائی دیکھ کے عیسائیون کو نہایت
غصہ آیا۔ اونھین ضبط کی تاب نہین رہی سبھون نے باہم مارنے اور مرنے
کا عہد کیا۔ پانچہزار مسیحی تو قلعہ کے برجون اور متفرق مقامات پر ٹھہرے رہے باقی
مسلمانون کے مقابلہ کی غرض سے باہر نکل پڑے۔

وہ وقت البتہ دونون جانب کا جوش دکھاتا تھا۔ جب قلعہ کا پھاٹک کھلا اور
دس ہزار یوریپین آبدار تلوارین اور چمکتے ہوے نیزے ہاتھون مین لیے نکلے اور مسلمانون نے
باواز بلند تکبیر کہہ کے اور بڑھ کے اونکا خیر مقدم ادا کیا۔ درصل یہ خیر مقدم ہی تھا کیونکہ
مسلمان مسیحیون کے باہر نکلنے کے متمنی تھے۔

دونون فوجون کے ملتے ہی قتل وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ قلعۃ العتیق کا پھاٹک
مغرب کی جانب تھا اور یہ محشر خیز واقعہ پھاٹک کے سامنے ہی ہو رہا تھا۔ قلعہ کے اونچے
ہونے کی وجہ سے آفتاب کی شعاعین رزمگاہ تک بخوبی نہین پہونچ سکتی تھین اور
یہ ٹھیک تھا دھوپ کی وجہ سے شاید حرارت جانبازون کو کسیقدر پریشان کرتی اور
یون اپنے اطمینان سے سائے مین لڑ رہے تھے۔

اس لڑائی مین مسیحیونکی کوشش تو صرف اسیقدر تھی کہ اپنے ہم مذہب مقتولون
کے خون کا بدلہ لین اور سلطان صلاح الدین کا ارادہ تھا کہ مسیحیون کو ہٹا کے قلعۃ
العتیق مین داخل ہو جائے۔ سلطان نے کئی مرتبہ حملہ کیا اور ہر حملہ مین گویا دل مین ٹھہرائی
تھی کہ قلعہ کے اندر جا کے دم لونگا مگر عیسائی بھی بلائے بے درمان تھے سلطان کو کسی
طرح اس امر کا موقع نہ دیتے تھے کہ اونکی صفون کو چیر کے قلعہ کا رُخ کرے۔

مگر دونون کا جوش وہ عبرت انگیز نتیجہ بعجلت حاصل کراتا جاتا تھا جو جنگ و جدال
سے معمولاً حاصل ہوا کرتا ہے۔ خون زمین پر بہتا تھا سر کٹ کٹ کے گرتے تھے دھڑ تڑپ
تڑپ کے ٹھنڈے ہوتے تھے۔ لاشین پاؤن کے نیچے کچل رہی تھین۔

اس لڑائی نے اسی جوش وخروش کے ساتھ دو گھنٹہ تک طول کھینچا۔ اب دن
بہت چڑھ آیا تھا اور آفتاب کی شعاعین قلعۃ العتیق کی مرتفع عمارت کے روکے
نہین رکتی تھین دھوپ جابجا پھیلنے لگی اور چمکتے ہوئے اسلحہ خصوصاً خون آلودہ تلوارین
آفتاب کی کرنون کی تڑپ دکھانے لگین۔ یہ سب کچھ تھا مگر لڑائی کا ہنگامہ اسیطرح زور شور

پر تھا کہ ناگہان شہر طوطرہ کے جنوب مشرق کیجانب واقع ہونیوالی پہاڑی سے آواز آئی -
"یا نصر اللہ انزل" اس غیر معمولی آواز سے سب کی نظر اُسی طرف اُٹھ گئی - گویا جوش کے ساتھ تلوارین بلند کرنے والے ہاتھ دم بھر رک گئے - ایک گرد نمودار ہوئی اور اوس گرد مین چند مسلمانون کی صورتین نظر آئین - جو کہ بظاہر فوجی وضع مین نہ تھے - آناً فاناً مین یہ لوگ آگئے - تلوارین ان سب کے ہاتھون مین تھین - ان لوگون نے اتنا بھی توقف نہ کیا کہ سلطان صلاح الدین کو انکے حالات دریافت کرنیکا موقع ملے - خدا کے بھیجے ہوے فرشتون کی طرح آئے اور بلا تامل عیسائیون پر چھاپ پڑے -
اس غیبی کمک سے مسلمانونکے حوصلے بڑھ گئے - اونکے چہرے چمکنے لگے اور بازون مین جان آگئی -
انکو حملہ کرتے دیکھکر سلطان نے زور سے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا - عیسائیون کے دلون مین اسوقت ایک خوف پیدا ہو گیا تھا - مگر ثابت قدمی سے لڑے جاتے تھے -
اب وہ اس تجویز مین تھے کہ جسطرح ہو سکے مسلمانون سے کسی ایسی حکمت سے پیچھا چھڑائین کہ خود قلعہ مین داخل ہو جائین اور مسلمان لوگ نہ داخل ہو سکین بہ ظاہر اسباب یہ امر انھین دشوار معلوم ہوتا تھا -
اب مسیحی صرف اپنی جان بچانے کے لیے لڑ رہے تھے - سوا لڑنے کے کسی بات مین اُنھین مزہ نہین معلوم ہوتا تھا مسلمانون کی اس کمک نے قلعہ کے اندر والے مسیحیوں پر یہ اثر ڈالا کہ سب طرف سے سمٹ کے پھاٹک کے ادھر آ گئے - اور وہ تمام بہادر عیسائی جو قلعہ مین باقی تھے سبھون نے پھاٹک پر جمع ہو کے اوپر سے تیر اور پتھر برسانا شروع کیے - اپنے بھائیون کی ہوشیاری دیکھکر نیچے والے عیسائیون کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ بہادری کے ساتھ خوب مضبوطی سے قدم جما کے مسلمانون کا مقابلہ کرنے لگے -
قلعہ کے دروازے پہ یہ قیامت بپا تھی کہ ناگہان قلعہ کے اندر سے تکبیر کی آواز آئی اور اس زور سے کہ سارا قلعہ ہل گیا یہ آواز سنتے ہی مسیحیون کے حواس بگڑ گئے - اور اسوقت اپنی موت کا یقین ہو گیا جو عیسائی پھاٹک کی چھت پر تھے اُنھون نے تیر باری موقوف کی اور ادھر دیکھنے لگے نیچے والون نے بھی پیٹھ پھیری اور قلعہ کا رخ کیا کہ دیکھین اندر کیا ہو رہا ہے تو ہو مسیحیون کا پیٹھ پھیرنا تھا کہ سلطان صلاح الدین نے زور سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا

اور ریلا کر کے معہ تمام مسلمانون کے قلعہ مین داخل ہوگیا۔"

یورپین لوگون نے قلعہ مین پہونچکے دیکھا تو حیرت ہوگئی سردار فوج نے گھبرا کے کہا۔ اسے یہ کدھر سے آگئے"۔ ایک یورپین سپاہی "صاحب ہکو تو حیرت ہی پھاٹک تک آپنے کسی کو بڑھنے نہ دیا۔ اور کسی طرف سے راستہ نہین ہی۔ یہ لوگ زمین سے نکل پڑے یا آسمان سے اتر آئے۔

سردار "اب کیا ہوگا؟ بڑا غضب ہوگیا ہمارے خیمون پر ان لوگون نے قبضہ کرلیا اپنی کوئی چیز ہمین اپنے اختیار مین نظر۔"

یہ جملہ پورا نہونے پایا تھا کہ ایک سوار نے پشت کی طرف سے آکے نیزہ مارا یورپین سوار گھوڑے کی بیٹھ پر سے گر پڑا اور گرنے کے ساتھ ہی اسکی زبان سے نکلا "ہائے آرزو پوری نہونے پائی تھی کہ قضا نے میرا کام تمام کردیا۔ افسوس ابھی تک بیت المقدس کی زیارت بھی نہین نصیب ہوئی تھی۔ کاش معلوم ہوتا کہ مین کس کے ہاتھ سے مارا گیا۔"

ایک نازک اندام اور پرکیپرہ سوار نے گھوڑا قریب لاکے شیرین اور دھیمی آواز مین کہا "خوب پہچان لے"، تو میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہے اس تیز کو بھی دیکھ اسی نے تیری جان لی۔ ابھی تجھے افسوس کرنا باقی ہی۔ سن مین ایک مسلمان عورت ہون جسمین عرب کا خون نہین۔ صرف اسلام اور توحید نے بہادری پیدا کردی ہی۔"

افسر "مین کیا کسی عورت کے ہاتھ سے مارا گیا؟ شرم! شرم!! اے سچے مسیحی دل تھم ہا ہا ابھی تو مجھ مین کسیقدر جان باقی ہی۔ اچھا اے عورت مین تیرا مارا نہ مرون گا۔ مجھے یہ گوارا ہے کہ خودکشی کرلون۔ اے تلوار۔ پیاری آرزو پوری کرنے والی آ۔ (ایک کراہنے کی آواز کے ساتھ تلوار ہاتھ مین لے کر) اتنا بتا دے کہ تو کون عورت ہے۔ اور تیرا نام اے عورت کیا ہے۔"

عورت "اے بے دین نصرانی تو مجھے نہین جانتا! کیا تو شاہ چرڈ کی بہا بجی کو نہین پہچانتا؟ سلطان صلاح الدین کی بہو کو نہین جانتا۔"

افسر۔ "(حیرت سے) شاہزادی صاحبہ۔ یہ آپ ہین؟ کیا آپ نے دین عیسوی چھوڑ دیا۔"

ورجنا "بیشک اب مین برحق دین محمدی کی پیرو ہون"

افسر "(آہ سرد بھر کر) کیا ہماری شاہزادی اب صلاح الدین کے بیٹے کے گھر مین ہی"

ورجنا۔ ہان۔ مجھے یہ فخر حاصل ہی"

افسر "افسوس اب مجھے ایک عورت کے ہاتھ سے مارا جانا کبھی گوارا نہوگا۔ چاہے وہ شاہزادی ہو۔

یہ کہہ کے چاہتا تھا کہ تلوار سینے مین بھونکے کہ ورجنا بولی "تو عورت ہی کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ تیری قسمت مین یونہی ہو" یہ کہہ کے دوسرا نیزہ مارا اور عیسائی افسر نے آخر ورجنا کی ضرب کاری سے جان دی یہ کہہ کے ورجنا ایک خوشرو اور بلند بالا جوان کی طرف بڑھی اور کہنے لگی "میرے پیارے شہزادے تمھاری کارگذاریون سے اسوقت مسلمانون کو پوری فتح حاصل ہوئی"

عزیز "میری نازنین۔ میری کارگذاریون سے کیا ہوسکتا تھا۔ خدا نے مدد کی۔ اور اپنے پاک بندون کو کامیاب کیا۔ یہ یقین جانو کہ کوئی کچھ نہین کرسکتا جو کچھ کرتا ہی وہ خدا ہی کرتا ہی"

سلطان صلاح الدین کی نظر شاہزادہ عزیز پر پڑ گئی دیکھتے ہی نہایت متعجب ہوا۔ اور پاس آکے پوچھا "اے فرزند تم یہان کیونکر آ گئے"

عزیز "ابا جان مجھے مصر جانے کی بہ نسبت کفار کا قتل کرنا اچھا معلوم ہوا"

سلطان "اسوقت تو خدا ہی نے مدد کی مین اسوقت تک حیرت مین ہون کہ اس قلعہ مین مسلمان کہان سے پہنچ گئے تھے۔ جنھون نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور وہ کون تھے جو عین لڑائی مین وقت پر بڑے گروہ سے ہماری مدد کو آ گئے۔ وہ فوجی لوگ بھی نہین معلوم ہوتے تھے۔ خود مین نے اپنی آنکھون سے انھین نصرانیون پر حملہ کرتے دیکھا"

عزیز "ابا جان کل شام کو مین جسوقت اس قلعہ پر پہنچا مجھے معلوم ہوا کہ فرنگی طرطورہ کی طرف بڑھے ہین اور رات کو آجائینگے۔ یہ بھی خبر ہوگئی کہ صبح تک آپ بھی پہنچ جائینگے اسوقت مین نے یہ تدبیر کی کہ طرطورہ والون کو مطلع کردیا اور حکم دیدیا کہ شہر خالی کرکے سر شام ہی یہان سے چلے جائین۔ اور ان سے وعدہ لیلیا کہ صبح کو آپ کی تشریف آوری کے بعد وہ بھی آکے مسیحیون سے لڑین

ہین خود قلعۃ العتیق کے متفرق تہ خانون ہین چھپ رہا - اس قلعہ مین مخفی بہت سے تہ خانے ہین مجھے اُنکا حال خوب معلوم تھا مین اپنے سو سوارون کو لیے کہین بیٹھ رہا رات کو عیسائی لوگ آئے اور اس قلعہ پر قابض ہو گئے - مین بالکل خاموش بیٹھا رہا صبح کو آپ آئے اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی بعد ازان طرطورہ والون نے یا نصر اللہ نزل کہہ کے حملہ کیا۔

یہ رجز مین ہی نے اُنکو بتا دیا تھا کیونکہ قصد تھا کہ اُنکے حملہ کے بعد مین بھی حملہ کردونگا۔

بس اُنکی تکبیر کی آواز سنتے ہی معہ اپنے سوارون کے تہ خانون سے نکل پڑا اور عیسائیون کے خیمون وغیرہ پر حملہ کر دیا - الحمد للہ کہ اللہ نے ہماری تدبیر کارگر کی۔

سلطان "اے فرزند خدا تجھے جزاے خیر دے - نہایت عمدہ ترکیب کی - اب کوشش کرنا کہ عیسائیون کا سردار قتل کیا جائے - وہ مار ڈالا گیا تو ہم سب کو مارلین گے مین نے قلعہ کا پھاٹک خوب مضبوط بند کروا دیا ہے - اب مسیحی یہان سے نکل کے نہین جا سکتے گھیر کے سب کو اسی قلعہ مین مار ڈالو"

عزیز "ابا جان افرنجیونکا سردار تو ابھی مار ڈالا گیا"

سلطان "(خوش ہو کر) اُسکو کس نے قتل کیا"

عزیز "وہی افرنجیہ شریف لڑکی جسنے اپنی جان اسلام کے نذر کر دی ہے"

سلطان "کون ہماری پیاری بہو"

عزیز "(ندامت سے) جی ہان"

سلطان "میری پیاری بہو - میری نور نظر کہان ہے - اُسے میرے سامنے لاؤ مین اُسکو دیکھ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگا"

شاہزادی ورجنا بڑھ کے آگے آئی اور سر جھکا کے ادب سے کھڑی ہو گئی سلطان صلاح الدین نے جوش مسرت سے اپنی بہادر اور پریچہرہ بہو کو چھاتی سے لگا یا اور کہا۔

"اے شاہزادی تونے اسلام کی سچے دل سے خدمت کی - خدا ان خدمتونکو قبول کرے انگلستان پھر ایسی لائق شایستہ اطوار وش اور پاکباز عورت نہ پیدا کر سکے گا"

ورجنا "خدا میری جانفشانیون کو قبول کرے - مین نئی نئی اس مقدس برگزیدہ

اور برحق دین مین داخل ہوئی ہون بہ نسبت تمام مسلمانون کے مین نے ابھی کیا کیا ہے جو مقبولیت کی اُمیدوار ہون۔

سلطان ''بیٹی تمنے بڑا کام کیا۔ تمھاری یہ کارگذاری ہمیشہ یادگار رہیگی تاریخین تمھارے نام کو ہمیشہ یاد دلائینگی۔ (عزیز کیطرف دیکھ کر) بیٹا عزیز تمنے اور تمھاری بی بی نے شب کو بہت تکلیف اوٹھائی ہے اور کفار کے مقابلے مین تم دونون جانبازی بھی اچھی طرح کر چکے ہو۔ اب جاکے آرام کرو''

عزیز ''آبا جان جبتک یہ سب افرنجی قتل نہولین گے اور جبتک قلعۃ العتیق کے کنگرون سے صلیبین اور عیسائی نشان گراکے اسلامی جھنڈا نہ نصب کر لیا جائیگا مجھے چین نہ آئیگا مین چاہتا ہون کہ یہ سب ظالم افرنجی میرے سامنے قتل کرڈالے جائین اُنھون نے عکہ کے دیندار اور گوشہ نشین مسلمانون پر بڑا ظلم کیا ہے۔ بڑی بیرحمی سے اُن بیچارون کو قتل کیا ہے''

سلطان ''اس امر مین مطمئن رہو۔ جبتک ایک بھی نصرانی قلعۃ العتیق مین زندہ ہے مین دم نہ لونگا مین نے تو اُنکے قتل کرنے کی قسم کھائی ہے''

عزیز۔ مین چاہتا ہون کہ آپ کی قسم میرے سامنے پوری ہو''

سلطان ''اچھا یہ بھی ہوا جاتا ہے''

یورپین لوگ اسوقت بڑی بیدستی پائی سے قتل ہو رہے تھے۔ گویا زمین و آسمان مین اُنکے لیے کہین پناہ کی جگہ نہ تھی۔ قلعہ کا پھاٹک بالکل بند کر لیا گیا تھا۔ اُن کے تمام سردار اور اعلی افسر سب نذر اجل ہو چکے غرض جب کچھ نہ بن پڑی تو مسیحیون نے اسلحے رکھدیے اور ایک ایک کے قدمون پر گر کے پناہ مانگنی شروع کی۔

مگر اصل مین اپنی ظالمانہ کارروائیون سے اُنھون نے خود اپنے اوپر امان کا دروازہ بند کر لیا۔ آفتاب ہنوز آسمان کا نصف دورہ بھی نہین طے کرنے پایا تھا کہ پورے پندرہ ہزار یورپین سپاہی قتل ہو چکے تھے۔ سلطان صلاح الدین نے جہان جہان صلیبین اور مسیحی نشان نصب کیے گئے تھے وہان سے اوتروائے اور اسلامی جھنڈا قلعۃ العتیق کے پھاٹک کے اوپر دائے اور نیچے کنگرے پر نصب کردیا۔

ان کامون سے فراغت ہو چکنے کے بعد پھر سلطان صلاح الدین کے ذہن مین ایک جوش پیدا ہو گیا

اپنی نازنین اور حور خصال بہو کو پھر گلے سے لگایا اور خیمے مین لے گیا تاکہ پیاری ورجنا نقاب اُلٹ کے آزادی سے بیٹھ سکے شاہزادۂ عزیز کو بُلا کے کہا۔

"اے میرے سعادتمند بیٹے یہ بی بی تمکو خوش قسمتی سے ملی ہے۔ ایسی معشوقہ پر تم ساری دنیا کے محسود ہو گویا اسی کو ہدیۂ خاص خدا نے تمھارے لیے بھیجا تمھارا فرض ہو کہ ہمیشہ اسکی قدر دعزت کرو۔ افسوس تم جیسی چاہیے ویسی قدر نہ کر سکوگے۔ ایک نوجوان سے ایسی ماہ طاعت وفادار اور رلایق دفایق نازنین کی پوری قدر نہین ہوسکتی۔ یہ جملہ مسلمانونکی زبانون سے کم نکلیگا۔ مگر مین سچ کہتا ہون کہ اگر اگلے زمانہ جاہلیت مین کوئی ایسی حور وش عورت ہوتی تو لوگ اُسکی پرستش کرتے۔ وہ انسان نہین ایک دیوی خیال کی جاتی۔ مگر تم خدا کے شکرگذار ہو کہ وہی عورت جو کسی زمانہ کی دیوی ہوسکتی تھی تمھاری دلربا پیاری بی بی ہو صرف اسیقدر نہین وفادار بھی ہو۔ بہت بڑی وفادار جسکا معاوضہ تمسے کبھی نہو سکے گا۔ خیر اب مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون مجھے بھی افرنجیون کے متعلق بہت کچھ کہنا ہے"

یہ کہہ کے سلطان صلاح الدین چلا گیا۔

دسوان باب

قیساریہ

رات کا وقت ہو اور آٹھ بجا چاہتے ہین۔ شب کے سیاہ آسمان مین تارون کی گلکاری قدرتی بہار کا سمان دکھارہی ہو۔

سواحل شام کی ٹھنڈی خوشگوار ہوا کے نازک جھونکے آہستہ آہستہ ادھر اُدھر چل رہے ہین۔ قدرت کے معمولی بے تکلف سین پر توحسرت نصیبونکی طرح خموشی چھا گئی مگر چارون طرف کے بے انتہا خیمون سے آوازین آرہی ہین اور آزادی پسند فوجی لوگون کے ہجوم نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔

شہر عکہ کی عمارات اور اسکے مینار اور اونیر دین مسیحی کا پھریرا اندھیری رات کے تارون کی روشنی مین مٹا مٹا موہوم سا نظر آرہا ہے۔

ایک شاندار خیمے مین شاہ رچرڈ اپنے کوچ پر لیٹا ہوا ہے

ظاہر ہو رہا ہے کہ ناتوانی بہت زیادہ غالب ہو گئی ہے اور مرض اور ترقی کر گیا ہے افسران فوج اور اعیان دولت گرد جمع ہین اور موجودہ لڑائی کے متعلق باتین ہو رہی ہین۔

رچرڈ:۔ ہمنے عکہ کو فتح کر لیا۔ اور یہان کے تمام مسلمانون کو قتل کر کے اپنا رعب بھی عربون اور مسلمانون کے دلون پر بٹھا دیا۔"

افسر:۔ حضور جان کی امان پاؤن تو عرض کرون میرے نزدیک یہ کارروائی اچھی نہین ہوئی۔ عرب لوگون پر ہمنے اپنا رعب نہین بٹھایا بلکہ اُنکے آتش غضب کو اور بھڑکا دیا اب جہان کہین انھین موقعہ ملے گا۔ ہمارے لوگون کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرینگے جیسا کہ ہمنے اُنکے ساتھ کیا ہے۔"

رچرڈ:۔ وہ ہمارا کیا کرلین گے مین چند روز مین اُنکی ساری جرأت کو خاک مین ملا دونگا۔"

افسر:۔ خدا ایسا ہی کرے۔ مگر مسلمان بھی بلا کے لڑنے والے ہین۔"

رچرڈ:۔ (طیش مین آکر) مسلمان کیا لڑینگے۔ ہماری فوج نے آج رات کو طرطورہ پر قبضہ کر لیا ہوگا اور کل قیساریہ کی طرف بڑھے گی۔ اور کیا عجب کہ آج ہی وہ بڑھ گئی ہو۔ مین عنقریب ملک بھر مین اپنی فتحمندی کے ساتھ مسیحی کا جھنڈا گاڑ دونگا اب بہتر ہوگا کہ ان مسیحیونکی مدد کو جو قیساریہ کیطرف بڑھے ہین کمک روانہ کیجائے۔"

افسر:۔ حضور مسیحیون کو اپنے بھائیونکی مدد پر ضرور جانا چاہیے معمولی دشمن سے مقابلہ نہین ہے ایک تو عرب و ترک دونون قومین یونہین بڑی بہادر ہین اب اُنھین صلاح الدین کا ایسا افسر ملگیا ہے۔ صلاح الدین کو آپ تھوڑا نہ تصور فرمائین۔"

رچرڈ:۔ صلاح الدین بیشک ایسا بھر مین اب ایک شخص ہے مین خود اپنی فوج کے ساتھ قیساریہ کا ارادہ کرونگا۔"

لہ شہر قیساریہ ملک شام مین رومیونکی یادگاری اصل مین یہ نام قیصر روم کے نام پر قیصریہ رکھا گیا تھا اب قیساریہ ہو گیا۔ اس شہر مین رومیونے بڑی عظیم الشان عمارتین بنائی تھین جواب قیساریہ کے گرد اور سمندر کے کنارے کوسون چلی گئی ہین جس کثرت سے منہدم آثار قیساریہ مین ہین اسقدر ملک شام مین اور کہین نہین ابتدائے اسلام کے زمانہ مین قیساریہ تباہ ہو گیا تھا ورنہ پیشتر ملک شام کا بہت بڑا مشہور و معروف بندرگاہ تھا ہرقلوس قیصر روم کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار فوج سے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین خالد ابن ولید سے لڑا تھا اور آخر باپ کے بھاگنے کی خبر سنکر خود بھی بھاگ گیا۔ اس طرح یہ شہر مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

افسر: "اگر ہمارا شیر دل بادشاہ چلے گا تو ذرا بھی دیر نہ لگے گی اور قیساریہ پر ہمارا قبضہ ہو جائیگا حضور نے یہ قصد کیا ہے تو دیر نہ کیجیے۔"

فوراً جہازون کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ پچاس جہازونکا ایک بیڑا تیار ہوا شاہ رچرڈ معہ اپنے پر جوش مسیحی نوجوانون کی فوج کے بحیرہ روم کے جنوبی جانب روانہ ہوا شاہی خاندان کی عورتین بھی شاہ رچرڈ کے ساتھ روانہ ہوئین۔ اس لیے کہ بادشاہ بیمار تھا اور سوا عورتونکے اور کوئی عمدہ طور پر تیمارداری نہین کر سکتا تھا۔

جہازون نے چند ہی منٹ مین سواحل شام کو چھوڑ دیا اور رات کی تاریکی مین غائب ہو گئے۔ اگرچہ سواحل شام زیادہ فاصلے پر نہ تھے مگر اندھیری رات نظر کے سامنے نہین آنے دیتی تھی تارے کھلے ہوے تھے اور وہی اس ناپید اکنار سمندر مین جہازون کی رہبری کر رہے تھے کسی وقت بائین ہاتھ کی طرف دور پر کوئی روشنی نظر آجاتی تھی جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ خشکی زیادہ فاصلے پر نہین ہے۔

کپتانون نے صحیح اندازہ کر کے صبح ہونے سے پہلے ہی جہاز قیساریہ مین پہونچا دیے۔ مسیحی فوج نے قیساریہ کے قدیم اور منہدم قلعہ کے جنوبی پہلو پر لنگر اندازی کی فوج اُتر اُتر کے کنارے پر جمع ہونے لگی۔

ملک شام کے چند عیسائی روانہ کیے گئے کہ شہر والون سے عیسائیونکی اور سلطان صلاح الدین کی خبر دریافت کرین اور تمام فوج سکوت اور اطمینان کے ساتھ ساحل پر مرتب ہوتی رہی۔ جو لوگ جاسوسی کی خدمت سرانجام دینے کو گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور شاہ رچرڈ سے حسرت واندوہ کے ساتھ عرض کرنے لگے کہ حضور بڑا غضب ہوا ہمکو خبر بھی نہوئی اور ہمارے مسیحی بھائی سب کے سب قتل ہو گئے۔

رچرڈ: "قتل ہو گئے! کیونکر؟"

جاسوس: "اے بادشاہ کل ان لوگون نے طرطورہ پر قبضہ کر لیا تھا اور قلعۃ العتیق مین مضبوطی سے قیام پذیر ہو گئے تھے۔ صبح کو صلاح الدین نے پہونچ کے ایسا سخت حملہ کیا کہ دو ہی تین گھنٹے مین قلعہ مین داخل ہو گیا۔ اور جتنے مسیحی حضور نے اُس طرف روانہ کیے تھے سب کو چن چن کے قتل کر ڈالا۔ کوئی نہین بچا۔ عکہ مین جو مسلمان ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے تھے مسلمان اُنکے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہین اور طرطورہ مین اُنھون نے

بہت کچھ اپنا دل خوش کرلیا۔
رچرڈ:۔ (غصے سے) ممکن ہے کہ قیساریہ مین جتنے مسلمان ہون سب کو قتل کرڈالون اور صبح تک ایک بھی زندہ نہ بچے۔ کیا مسلمانونکا ظلم اب مجھسے ایسی ہی کارروائی چاہتا ہے"؟
افسر:۔ رعایا کو قتل کرکے ہمین اپنے بھائیون کے خون کا بدلہ نہین ملسکتا صلاح الدین نے ہمارے سپاہیون کو قتل کیا ہے"!
جاسوس:۔ مگر عکہ کے مسلمانون کو اپنے سامنے ہی قتل ہوتے دیکھکر سلطان نے قسم کھائی ہے کہ جو عیسائی ملجائیگا اُسکو زندہ نچھوڑونگا"!
رچرڈ:۔ تو بیشک قیساریہ کے مسلمانون کا خون ہم پر حلال ہوگیا اچھا اسوقت قلعہ کو درست کرو کہ صبح تک خوب مضبوط ہوجائے۔ اسوقت قیساریہ والون کے چھیڑنے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ صبح کو ادھر آفتاب نکلے گا اور اُدھر ہماری تلوارین قیساریہ کو گھیر کے ہر مسلمان کا کام کردینگی۔ چالیس ہزار فوج ہمارے ساتھ ہے۔ اگر صلاح الدین بھی آجائیگا تو کچھ نہ کرسکے گا"!
فوج نے قیساریہ کے قدیم[1] قلعہ کا رخ کیا اور چار دنطرف خوب عمدگی اور ہوشیاری سے قلعہ کی درستی کیجانے لگی۔ قلعہ کے گرد کھائی پہلے ہی سے دبی ہوئی تھی وہ صاف کرکے اور بڑھائی گئی اور مخرابدار پھاٹک جابجا سے بوسیدہ ہونے کے علاوہ اس قابل نرہا تھا کہ دشمن کی تھوڑی قوت کا بھی متحمل ہوسکے۔ وہ بہت کوششون سے حد سے زیادہ مضبوط کیا گیا او۔۔ کے تین پل تختے لگائے گئے کہ غنیم ایک کو طے کرآئے تو دوسرے پر رُکے برجون پر چھپ کے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اسلیے جلد جلد محنت کرکے جابجا قنا(؟) دلو ر بنائی گئی تھی۔ تاکہ تیرانداز سہولیت اور اطمینان سے اپنا کام کرسکین ادھر اُدھر کنگرون پر صلیبین نصب کی گئین اور

[1] قلعہ بہت بڑا ہے اور اُسکی عظمت ان لوگون کے دلون مین بہت بیٹھی ہوئی ہے جنھون نے اُسکو دیکھا ہے یہ قلعہ تورومیون ہی کا بنایا ہوا ہے مگر کروسیڈ کی لڑائی مین مسیحیون نے ایسی مرمت کی کہ گویا نیا کردیا اور مسیحون کی صناعی سے اسکی عمر زیادہ ہوگئی ورنہ اب تک شاید اسکا نام بھی نہوتا۔ فی الحال اگرچہ غیر آباد پڑا ہے مگر اسقدر منہدم نہین ہے جسقدر قلعۃ العتیق منہدم ہے اس قلعہ کے گرد میدان بھی نہایت عمدہ ہے ایک جانب سمندر اور تین جانب خشکی ہے۔

قلعہ کے اندر ایک بلند مقام پر بہت بڑا جھنڈا قائم کیا گیا جسپر صلیب لگی ہوئی تھی۔
مغرب کی طرف جدھر سمندر تھا اودھر تیر اندازی کے زیادہ موقعہ پیدا کیے گئے اور جہاز خاص قلعہ کی دیوار کے نیچے لاکے کھڑے کر دیے گئے کہ دشمن اُنپر قبضہ نہ کر سکے اندر جا بجا موقعہ دیکھ کر خیمے نصب کیے گئے اور شاہی پر تکلف خیمہ قلعہ کے خاص صدر مقام مین اور اُسکے قریب شاہی خاندان کے اور آس پاس بڑے بڑے افسران فوج کے خیمے نصب ہوے ایک نہایت بلند اور محفوظ برج اس غرض سے منتخب کیا گیا کہ بیمار بادشاہ خود بیٹھ کے لڑائی اور قتل وخون کا تماشہ دیکھ سکے۔
یہ سامان ہوتے ہی ہوتے صبح ہو گئی۔ مرغان سحر نے قیساریہ والون کے ہوشیار کرنے کے لیے زبان کھولی تھی کہ مسیحی فوج کے دس ہزار سپاہیون نے شہر قیساریہ کا محاصرہ کر لیا قیساریہ والے اسدرجہ پریشان تھے کہ اُنسے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا۔ دینداروں نے صبر سے کام لیا اور مسجدون مین جاکے صبح کی اذانین دین کہ خدا کا فرض تو ادا کر لین پھر دیکھا جائیگا جلدی مین بس اسقدر ہو سکا کہ شہر پناہ کے پھاٹک بند کر لیے اور گویا اپنی حفاظت کا کام قسمت پر چھوڑ کے بیٹھ رہے۔
مسیحیون کے خیالات بالکل قیساریہ والون کیطرف مصروف تھے۔ ناگہان تکبیر کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا تو مصری جھنڈا قریب ہی تھا سلطانی فوج کے اگلے حصہ پر ایاز الطویل[۵۱] سلطان صلاح الدین کا غلام حکمران تھا۔ علاوہ شہزادہ عزیز کے شہزادہ افضل سلطان کا دوسرا بیٹا بھی اب فوج اسلام مین آکے ملگیا تھا وہ بھی اسی پہلی فوج مین تھا مسلمانون نے بلا تامل حملہ کر دیا اور عیسائیون کو قتل کرنے لگے۔ عیسائیون نے بھی قیساریہ چھوڑ کے سلطانی فوج کا رخ کیا اور بہادری سے لڑنے لگے۔ لڑائی استقلال اور پامردی کے ساتھ ہونے لگی۔ اور قیساریہ کے خوف زدہ مسلمان اونچی چھتون پر چڑھ کر سیر دیکھنے لگے کہ دیکھین خدا ہماری قسمت کا کیا فیصلہ کرتا ہے عین اثنا ے جنگ مین دوسرا مصری نشان ظاہر ہوا اور خود سلطان صلاح الدین اپنی باقی جرار فوج کیساتھ آیا اور اپنے جانفروش عرب ترکی اور مصری

[۵۱] ایاز الطویل اپنے زمانہ مین بڑا بہادر تھا اور اُسکی جرأت کا دور دور شہرہ تھا اسی لڑائی مین شہید ہوا اور سلطان کو عرصہ تک اُسکے قتل ہونیکا افسوس رہا۔ دیکھو کامل ابن اثیر ۱۲

سپاہیوں میں مل گیا قریب تھا کہ مسلمانوں کی یہ جدید قوت عیسائیوں کو منتشر کردے۔ شاہ رچرڈ اُس مقام سے جو اسکے لیے مقرر کیا گیا تھا لڑائی کی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے پریشان ہونے لگا۔

مسیحیوں کے حق میں بہت غنیمت ہوا کہ اُنکے منتشر ہونے سے پہلے اُسکے دل مین انتشار پیدا ہو گیا فوراً اُسکے حکم سے قلعہ مین حملہ کا طبل بجا اور مسیحیوں کی باقی ماندہ فوج ایک سیلاب عظیم کی طرح قلعہ کے پھاٹک سے نکل پڑی عیسائی اس جوش و خروش سے اور اس کثرت سے امیدان جنگ مین نکلے کہ مسلمانوں پر بہت بڑا اثر پڑ گیا۔ خود سلطان نے معہ اپنے ہمراہیوں کے قلعہ سے نکلنے والے مسیحیوں پر حملہ کیا اور اُنکی رفتار کو روک کے نہایت جانبازی اور بہادری کے ساتھ جنگ آزمائی کرنے لگا۔

افرنجیوں کو قلعہ سے نکلتے دیکھ کر اُن عیسائیوں کے دل بڑھ گئے جو قیساریہ کی دیوار کے نیچے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھا جائین جوش مین آکر اُنھوں نے بڑا سخت حملہ کیا اور ایاز الطویل اور اسکے ہمراہیوں پر ایسی یورش کی کہ انھین نقصان اُٹھا کر کسیقدر پسپا ہونا پڑا اسی دار و گیر مین ایاز کے سینے پر کسی افرنجی کا تیر پڑ گیا اور فوراً گھوڑے سے گر کر اُسنے جان دیدی شاہزادہ عزیز نے دور سے ایاز کو گرتے دیکھا فوراً طیش مین آکر گھوڑے کو ایڑ بتائی ایاز کے ہمراہیوں کو للکارتا ہوا بڑھا اور مسیحیوں کی فوج مین گھس پڑا بہت سے افرنجی شاہزادہ عزیز کی تلوار کے نذر ہوئے آخر مسیحیوں کے ایک مشہور سردار نامی شہسوار کندبیر[۱] کا سامنا ہو گیا یہ جہاندیدہ تجربہ کار یورپین بہادر شاہزادہ عزیز کی نوجوانی اور اُسکے عنفوان شباب کے دلفریب حسن کو غور سے دیکھ کر لنگوا فرنیکا زبان مین کہنے لگا۔

""صاحبزادے تمھارا کام عیش و عشرت مین زندگی گذرانا اور دنیا کے مزے اُڑانا ہی جاؤ بزم عشرت مین مصروف ہو کہان آئے ہو؟ انسان کو اپنی حیثیت اور اپنی حالت سے زیادہ نہ تجاوز کرنا چاہیے''۔

شاہزادہ عزیز نے نہین ایک مسلمان نوجوان ہون۔ میرے نزدیک یہی عرصۂ رزم

---

[۱] ہم نہین جانتے یورپ والون کے نزدیک اس نام کا کیا ملاہو عربی مورخین عموماً اس بہادر افرنجی کا نام بہت اُلٹ پلٹ کے لیتے ہین۔ یہ بہت بڑا شہسوار تھا اور قیساریہ کی دیوار کے نیچے مارا گیا۔

بزم عشرت ہی ہم لوگ عموماً جنگ وجدال کو ایک دلچسپ کھیل سمجھتے ہین۔ اس کھیل مین بہت سی بازیان جیت چکا ہون۔ اے کافر نصرانی۔ تجھے شاید معلوم نہ ہوگا شاہ رچرڈ کی بھانجی ورجنا کو مین ہی جیت سکا“

کند کبیر ”(حیرت سے دیکھکر) اے گستاخ مسلمان تونے ہمارے بادشاہ کو بہت رنج دیا اُسکی بیماری اس غم سے زیادہ ہوگئی۔ اب مین جانتا ہون کہ مین ہی ورجنا کو بیوہ کرونگا۔

عزیز ”شاہ رچرڈ کو تو اس غم سے صدمہ ہونا چاہیے تھا۔ اپنی بہن کو وہ خود میرے بچا کی نذر کیے دیتا تھا۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہی مسلمانون کے محل ہمیشہ مختلف قومون کی پری جمال شہزادیون سے رونق پایا کیے ہین۔ خیر اب زیادہ باتون کا وقت نہین ہی“

یہ کہہ کے شاہزادہ عزیز نے نیزہ مارا۔ کند کبیر نے نیزہ خالی دیا شاہزادے کا وار بچا کے آگے بڑھا اور تلوار کھینچ کے چاہتا تھا کہ گردن پر وار کرے شاہزادے نے تلوار کو ڈھال پر لیا اور پیچھے سے ایک ایسی تلوار کاری ماری کہ افرنجی افسر کی کمر آدھی کے قریب کٹ گئی۔ کند کبیر متحیر رہ گیا اور شاہزادے نے فوراً نیزہ سینے مین پیوست کردیا۔ یونہین سردار دونون ایسے جانستان وار پڑے تھے کہ قبل اسکے کہ زمین تک پہونچے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

شاہزادہ عزیز تو ادھر اس کام مین مصروف تھا ادھر ہمراہیان ابارنا الطویل کو اپنے سردار کے مارے جانیکا حال معلوم ہوا تو اُنکے قدم اُٹھ گئے۔ قدم اُٹھنا تھا کہ مسیحیون نے طبل بجا کے حملہ کردیا۔

اس حملہ نے وہ کام کیا جو شاید اور کبھی کم کیا ہوگا۔ مسلمانون کو ہر طرف سے شکست ہوگئی سلطان نے بہت روکا اور شاہزادہ افضل نے بھی بڑے بڑے کارنمایان دکھائے مگر مسلمان سپاہی اس قابل نہ رہے تھے کہ اپنے افسرون اور سردارون کے روکنے سے رُک سکین سلطان صلاح الدین نے جب اپنی فوج کسی طرح سنبھلتے نہ دیکھی تو خود بھی اُنکے ساتھ اس جنگل کی طرف روانہ ہوا جو قیساریہ کی مغربی جانب واقع تھا۔ شاہزادہ عزیز نے کند کبیر کا سر کاٹ کے

۱؎ آجکل جن لوگون نے قیساریہ کا سفر کیا ہی دو سوا ایک طرف کے جدھر سمندر ہی تینون طرف ریگستان اور میدان بتاتے ہین۔ مگر مورخین کی زبانی معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین مشرق کیطرف جنگل تھا دیکھو ابن اثیر

تیز سے پر رکھا اور پلٹ کے چاہتا تھا کہ عیسائیون کو دکھا کے پسپا کر دے مگر معاملہ دگرگون نظر آیا۔ اسے بھی مجبوراً جنگل کا رُخ کیا۔

عیسائی لوگ چاہتے تھے کہ شکست خوردہ مسلمانون کا تعاقب کرین مگر شاہ رچرڈ نے اُنھین فوجی باجے کے اشارے سے رکوادیا مسلمانون کی بہادری اور جرأت شاہ رچرڈ کے دل پر اسقدر نقش ہوگئی تھی کہ اس شکست کو وہ شکست نہ سمجھا اُسکے خیال مین آیا کہ مسلمانون نے جان بوجھ کے شکست اُٹھائی۔ افرنجیون کو قلعہ سے دور لے جا کے پلٹ پڑینگے اور جنگل مین کاٹ کے ڈالدینگے۔ حالانکہ یہ اُسکی غلطی تھی۔ مسلمانون نے حقیقت مین شکست کھائی تھی۔ اور اگر عیسائی تعاقب کرتے تو اُنکا ادبھرنا دشوار ہوجاتا اور آخر اس غلطی نے عیسائیون کو بہت بڑی زک دلوادی۔

سلطان صلاح الدین نے جنگل مین جا کے اپنے سپاہیون کو جمع کیا۔ لڑائی کا جوش دلایا اور شیر اسے جرأت کے ساتھ تھوڑی ہی دیر مین پلٹ پڑا اور ہنوز قلعہ مین داخل ہونے پائے تھے کہ مسلمان بلائے بے درمان کیطرح اُنپر آپڑے۔ پہلی شکست کی شرم اور اسلامی حمیت نے اُسوقت اُنکے خون مین کچھ ایسی حرارت پیدا کردی تھی کہ گھنٹہ ہی ڈیڑھ گھنٹہ مین عیسائیون کے قدم اُکھڑ گئے۔

عیسائی ایسے بدحواس ہوکے بھاگے کہ بہتون نے سمندر مین ڈوب کے جان دی اور بہت سے جنگل مین غائب ہوگئے۔ شاہ رچرڈ نے جب دیکھا کہ مسلمان قلعہ مین داخل ہوگئے۔ تو اس سے سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ سمندر کی طرف قلعہ کی دیوار توڑ کے نکل گیا اور جو لوگ جا سکے اُنکو لے کے سوار ہوا اور جنوب کی جانب روانہ ہوا۔

مسلمانون نے شاہی خیمونپر اور تمام سامان جنگ پر قبضہ کرلیا قلعۃ العتیق کی طرح یہان بھی اسلامی جھنڈا اُڑایا اور صلیبین گرادی گئین۔

گیارھوان باب

مناظرہ

شاہ رچرڈ قلعہ قیساریہ سے اسقدر بدحواس ہوکے بھاگا کہ بمشکل صرف اپنی ملکہ ہی کو نکال لے جاسکا باقی عورتین اُنھین خیمون مین رہ گئین جنکو چند منٹ کے بعد مسلمانون نے

لوٹ لیا۔شاہی خاندان کی لیڈیان مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہوگئین۔ترکون اور مصریون نے ہزارون افرنجیون اور ممالک شام کے عیسائیون کو گھیر گھیر کے قتل کر ڈالا۔اُن لوگون کے سوا جو معرکہ جنگ مین بہادری دکھا کے مرے یا بھاگتے مین مارے گئے پندرہ ہزار کے قریب عیسائی گرفتار ہوے جو مسیحی گرفتار ہوے تھے۔وہ سلطانی قسم پورا کرانے کے لیے قلعہ کے برجون سے کاٹ کاٹ کے دریا مین پھینکدیے گئے۔افرنجی عورتین اور لڑکیان لونڈیان بنائی گئیں۔اور عیسائی مورخین کیلیے اس امر کا ذریعہ ہوئین کہ قیامت تک دین اسلام کو طعنہ دین۔

جسوقت یہ عورتین افسرون اور سپاہیون مین تقسیم ہو رہی تھین سلطان صلاح الدین خود کھڑا ہوا تھا اُنکی بیکسی دیکھ کے اُسکا دل بھر آیا آبدیدہ ہوکر کہنے لگا:"افسوس ان عورتون کے ساتھ مین کچھ بھی ہمدردی نہین کرسکتا۔خود عیسائی قوم نے اپنے لیے اس امر کا سامان کر رکھا تھا رچرڈ نے مجھے سنگدل بنا دیا۔جی چاہتا ہو کہ اُنکے ساتھ بھی وہی ہمدردی کرون جیسی ہمدردی بیت المقدس فتح کر کے مینے وہان کے عیسائی عورتون سے کی تھی[1]۔لیکن نہین کرسکتا

[1] سلطان صلاح الدین نے جسوقت بیت المقدس کو نصاریٰ کے ہاتھ سے نکالا وہ انکی عیسائی رعایا پر کوئی زیادتی نہین کی عیسائیون نے پہلی کروسید کی لڑائی مین جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تھا شہر کے کل مسلمانونکو قتل کر ڈالا ابن اثیر لکھتا ہو کہ صرف مسجد اقصےٰ مین ستر ہزار مسلمان قتل ہوے تھین بہت سے علما روقت عباد وزہاد تھے۔جو بغرض ثواب یہان سکونت پذیر ہوگئے تھے۔اور ابو الفدا لکھتا ہو کہ ایک ہفتہ تک قتل عام ہوا اسکے بعد جب صلاح الدین نے قبضہ کیا تو نہ کسی کو قتل کیا نہ کسی کو جانی مالی جو کچھ کیا وہ اگر یقین سے لکھا جائے تو زیادہ قابل استناد ہوگا وہ لکھتا ہو کہ صلاح الدین نے یونانی اور شامی باشندونکو رہنے کی اجازت دیدی اور رومی اور فرانسیسیونکو اجازت دی گئی کہ چالیس دن کے اندر بیت المقدس سے نکلجائین۔اور سواحل شام و مصر تک بہ آرام صحیح و سالم پہونچا دیے جائینگے۔مگر اس شرط سے کہ ہر جوان مرد کی طرف سے دس۔ہر عورت کی طرف سے پانچ اور ہر بچے کیطرف سے ایک اشرفی ادا کیجائے اور جو لوگ ادا کرسکینگے وہ غلام بنائے جائینگے جس روز یہ لوگ جانے لگے سلطان نے خود جا کے دیکھا اور اُنکی بیکسی و بیتابی دیکھ کے خود بھی بیتاب ہوگیا اور کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو انھون نے جواب دیا ہمارے ساتھ والے جو مفلسی سے رہ گئے ہین اُنکو بھی آزادی دیجائے سلطان کے دل پر اسوقت سنا اثر پڑا کہ انکو بھی چھوڑ دیا۔یہ جو وہ پندرہ ہزار غلام یون آزاد کر دیے گئے۔

اگر ایسا کرون تو اصول جنگ کو نقصان پہونچے۔

ان عورتون مین ایک جوان عورت نکلی جو بہت نازک اندام اور حور وش تھی۔ یہ پریجمال نازنین عورت نہایت پرتکلف اور بہاری لباس پہنے تھی سر سے پانون تک جواہرات مین لدی ہوئی تھی۔ باوجود اسکے کہ اسکے قسم قسم کے بیش قیمت جواہرات اُسکی ٹوپی اور کپڑون مین جگمگا رہے تھے سکی آب و تاب اُس نور کے آگے ماند پڑی جاتی تھی جو اُسکی پیشانی سے عیان تھا اس نازنین کا حسن وجمال معمولی درجہ سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا تھا۔

یہ نازنین اور پری چہرہ عورت جسوقت سامنے لائی گئی سب لوگ للچائی ہوئی نظرون سے دیکھنے لگے کہ دیکھین کیسے ملتی ہے۔

سلطان صلاح الدین کو بھی اسکے حسن وجمال پر حیرت ہو گئی۔

شاہزادہ عزیز نے بڑھکے فرانسیسی زبان مین پوچھا۔

"اے نازنین بتاؤ تم کون ہو"

نازنین "کیا کہون کہ کون ہون قسمت کی ستائی اور زمانے کے ہاتھ کی ظلم رسیدہ ایک ذلیل عورت ہون اور لونڈی ہونے کے لیے تمھارے پاس آئی ہون"

عزیز "یہ تو ہم جانتے ہین مگر یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کسکی نسل سے ہو کس سرزمین کی رہنے والی"

نازنین "اب مجھے زیادہ نہ چھیڑو ۔ مجھے اسوقت کچھ نہین یاد ہے"

سلطان صلاح الدین نے شاہزادہ عزیز سے کہا۔ بیٹا اگر یہ نہین بتاتی تو تمھین کیا فکر ہے اپنی بی بی کے سامنے لیجاؤ وہ پہچان جائیگی۔ میرا گمان ہو کہ یہ بھی شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہے کسی نہ کسی بادشاہ کی بہو بیٹی ہے۔ غالبًا میرا خیال صحیح ہے۔

اسوقت جدھر نظر جاتی تھی قلعہ مین اسلامی جھنڈے اُڑتے نظر آتے تھے اور عربی رعب و داب ہر طرف سے ظاہر ہوتا تھا مصری خیمے جنکی اسلامی سادگی پر دولت صلاحیہ کی شان وشوکت کا روغن پھرا ہوا تھا نصب ہو چکے تھے شاہزادے نے اس افرنجیہ نازنین کا ہاتھ پکڑا اور اپنے خیمہ مین لے گیا۔ ہماری حور روش اور پری جمال دلربا بہادر ورجنا پرتکلف لباس پہنے بیٹھی شاہزادہ عزیز کے انتظار کی بے چینی کو آسیہ کی باتون مین بھلا رہی تھی۔ پانون کی چاپ پاتے ہی ہمہ تن گوش ہو گئی اور صورت دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر اپنے نازبردار شوہر شاہزادہ عزیز کے ساتھ کسی اور عورت کو دیکھا

تو سوچ مین آگئی۔

اس عورت نے پہلے اسپر ایک برہمی کا اثر ڈالا۔ پھر غور سے دیکھکر متعجب ہوئی اور آخر پہچانکر بڑھی اور دوڑ کے لپٹ گئی (گھبراہٹ کے لہجہ مین) "تم کہان خالہ۔ یہ تم کیونکر چلی آئین"

نازنین "اور تم یہان کب سے ہو۔ مجھے یہ خبر نہ تھی کہ تم اس طرح عزت بیچ کے یہان آئی ہو"

ورجنا "(ہاتھ جوڑکے) خالہ جان تم خفا نہو۔ مین نے عزت نہین بیچی بلکہ مول لی"

شاہزادہ عزیز کو یورپین لیڈی کی یہ گستاخی اور خصوص اسکی دلّ با معشوقہ کیساتھ بُری معلوم ہوئی اگرچہ سمجھ گیا تھا کہ بزرگی کی نسبت نے اُسے یہ جرأت دلائی ہو مگر خاموش رہا گیا ورجنا کی طرف دیکھکر کہنے لگا "اے میری مہ لقا نازنین ایسی گستاخ عورتون سے زیادہ باتین کرنے کی ضرورت نہین۔ تم صرف اسقدر بتادو کہ یہ کون عورت ہی"

ورجنا "تم کو نہین معلوم یہ میری خالہ ہین۔ میرے ماموں شاہ رچرڈ کی بہن ہین مین انھین انسے زیادہ سمجھتی ہون تمھین بتاؤ یہ کیونکر آئین۔

شاہزادہ عزیز "ہماری قید مین ہین۔ خود نہین آئین۔ ہمنے قید کیا ہی قیساریہ کی لڑائی مین بہت سی عورتین گرفتار ہوئین۔ انھین ایک یہ بھی ہین۔ انسے انکا نام پوچھا گیا انھون نے نہ بتایا۔ سلطان کے حکم سے مین تمھارے پاس لایا کہ پہچان کے بتادو کون ہین"

ورجنا "تو کیا یہ یہان سے چلی جائینگی"

عزیز "خواہ مخواہ سلطان کے سامنے انھین حاضر ہونا پڑیگا"

ورجنا "نہین مین انھین نجانے دونگی۔ میرے شاہزادے تم سلطان کے سامنے بدست بستہ میری طرف سے عرض کردو کہ اگر تکلیف نہو تو گھڑی بھر کو یہان ہو جائین۔ مین کہدونگی"

شاہزادہ عزیز خیمہ سے باہر نکلا۔ خیمہ کے گرد حراست کے لیے پہرہ کر دیا۔ اور فوراً سلطان سے جاکے عرض کیا۔ اگر تکلیف نہو تو میرے خیمہ تک چلے چلیے۔

سلطان صلاح الدین فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ عزیز کے خیمہ مین داخل ہوا آتے ہی اپنی بہو کو چھاتی سے لگایا اور ایک کرسی پر بیٹھ کے پوچھنے لگا "تمنے مجھے بلایا ہے"

ورجنا " (دست بستہ) جی ہان مین نے ہی تکلیف دی۔ غرض یہ کرناتھا کہ یہ میری خالہ ہین شاہ رچرڈ کی بہن کا حال آپ نے سُنا ہوگا۔ یہ وہی ہین "
سلطان " (حیرت سے) وہی ہین (غور سے دیکھنے لگا) "
ورجنا " جی ہان یہ وہی ہین قسمت نے آخر انھین آجگہ پہونچادیا۔ جہان آنیسے انھین انکار تھا۔
سلطان " یہان قیسار یہ مین کیونکر آگئین "
ورجنا " مین نے ابھی انسے پوچھا تھا۔ معلوم ہوا کہ خود شاہ رچرڈ نے قیساریہ پر قبضہ کیا تھا اسکی بیماری کی وجہ سے شاہی خاندان کی عورتین بھی ہمراہ آئی تھین جب مسلمانون نے قلعہ پر قبضہ کرلیا تو وہ دریا کی طرف دیوار توڑکے جہازون پر سوار ہوا جن لوگون سے جایا گیا وہ بھی اسکے ہمراہ نکل گئے۔ یہ بیچاری نہ نکل سکین " شاہ رچرڈ معہ اور شاہی خاندان کی عورتون کے چلا گیا اور یہ گرفتار ہوگئین "
سلطان " بیشک انکی حالت نہایت افسوس ناک ہے "
ورجنا " مین چاہتی ہون کہ آپ انھین میرے حوالہ کردیجیے (ہاتھ جوڑکر) اور مجھے امید ہے کہ اپنی اس ذلیل لونڈی کی التجا کو آپ قبول کرینگے "
سلطان " (ورجنا کی پیٹھ پر دست شفقت پھیر کے) بیٹی ممکن ہو کہ تو سفارش کرے اور نہ قبول کیجائے۔ اگر تیری مرضی ہو تو مین انھین نہایت عزت وآبرو سے خود شاہ رچرڈ کے پاس بھیجدون
ورجنا " اگر انکا یہی ارادہ ہوگا تو شاید مین کبھی اس امر کی بھی آرزومند ہون مگر ابھی تو اسی قدر چاہتی ہون کہ آپ انھین میرے پاس چھوڑ دیجیے "
سلطان " ان کے بارے مین تمکو اختیار ہے۔ چاہو چھوڑدو۔ چاہو ہمیشہ اپنے پاس رکھو "
یہ کہہ کے سلطان شاہزادہ عزیز کا ہاتھ پکڑے ہوے خیمہ سے باہر چلا گیا۔

لہ سلطان صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کے ساتھ اسی بہن کو رچرڈ منسوب کرنا چاہتا تھا مگر اطراف شام اور یورپ کے عیسائیون نے اسے بہکادیا اسنے بڑی شدومد سے انکار کیا اسکے کانونمین بھردیا گیا تھا کہ مسلمان لوگ چار چار نکاح کرتے ہین اور سیکڑون لونڈیان رکھتے ہین۔ علاوہ اسکے آئین عیسوی کی بڑی بیعزتی ہے۔ عیسائیون کی اس شورش نے اُسے باز رکھا اور رچرڈ کے کہنے مین نہ آئی۔

ورجنا: "خالہ جان آپ کا مزاج تو اچھا ہے"

یورپین لیڈی: "ورجنا تو نے اگرچہ یہان عزت پیدا کی۔ مگر یہ چھوٹی عزت ہے تو نے انگلستان کے شاہی خاندان ہی کا نہین بلکہ سارے انگلستان کا نام ڈبو دیا ہاے عزت تو نے ڈبوئی۔ نام کو تو نے داغ لگایا۔ آبرو کو تو نے مٹایا۔ سچے دین عیسوی کو تو نے اپنے ہاتھ سے کھویا۔ اب تجھ مین کون بات ہے۔ جس کی وجہ سے مین تجھے اپنی بھانجی سمجھون"

ورجنا: "خالہ جان"

یورپین لیڈی: "نہین مجھے خالہ نہ کہو"

ورجنا: (مسکرا کر) "سچی عزت وہی ہے جو خدا نے مجھے دی۔ مین گمراہ تھی۔ اب ایک برحق اور سچے دین کی پابند ہون"

یورپین لیڈی: "ظالم اور جابر مسلمانون کے دین مین بھی کوئی خوبی ہے؟ ہاے تیری آنکھون پر یہ کیسے پردے پڑ گئے کہ دین عیسوی کے مقابل مین اسلام کو سچا اور اچھا کہتی ہے"

ورجنا: "آپ کو ابھی معلوم نہین کہ اسلام مین کیا خوبیان ہین مین بھی اپنے دین والونکو ہمیشہ توحید کا دعوی کرتے سنا کرتی تھی مگر سمجھ مین نہین آیا تھا کہ جب ہم تین خدا کو مانتے (معاذ اللہ) خدا کے لیے بیٹا تجویز کرتے ہین۔ اور باپ بیٹے روح القدس کو ایسے خدائی کے درجے پر پہونچائے دیتے ہین تو پھر کیسے خدا ایک ہو میرا یہ خیال صحیح تھا بیشک عیسائی دھوکے مین پڑے ہوئے ہین خدا ایک ہو نہ اُسکے بیٹا ہو نہ باپ نہ بھائی نہ بہن ہو۔ نہ جورو ہو نہ اور کوئی ہے جو سب اُسکا پیدا کیا ہوا اور مخلوق ہے۔ ہمارے ہان ہولی ورجن (حضرت مریم) کی پرستش کیجاتی ہے۔ توحید کا دعوی کرکے بت پوجے جاتے ہین اب اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ خالہ تمھین انصاف کرو تمھین بائبل سے بھی تو مسیح خدا کا بیٹا ہونا نہین ثابت ہوتا خدا نے اگر کسی جگہ مسیح کو بیٹا کہا بھی ہے تو دوسری جگہ سب آدمیونکو اپنا بیٹا کہدیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہان بیٹے سے مراد مخلوق ہے"

یورپین لیڈی: "لڑکی مسلمانون نے تجھے باتین بنانا خوب سکھا دین۔ تو مسلمانونکے غارت ہو گئی وہ سب جانے دے تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا کیونکر یقین آگیا۔

ورجنا "اسلیے کہ اُنھون نے جو کچھ بتایا وہ سب سچ اور قرین قیاس ہی۔ اس سے زیادہ کیا سچائی ہو سکتی ہے۔ کہ خدا کے آگے سب کا سر جھکوا دیا۔ بت پرستی چھڑا دی جو بات بتائی اگر انصاف کیجیے تو اسکے خلاف کوئی عقلمند نہین کر سکتا"

یورپین لیڈی "اور یہ جو تمام دنیا پر ظلم کیا۔ تلوار ہاتھ مین لے کے خونریزی شروع کر دی یہ اچھا کام تھا"

ورجنا "خالہ جان میرے نزدیک تو خدا کی نافرمانی کرنے والونکا قتل کرنا بُرا نہین موسیٰ ہی نے بہت سی قومون پر جہاد کیا۔ آپ نے توریت پڑھی ہی۔ اور خفا نہو جیے تو عرض کرون یہ رسم تو خدا کی نکالی ہوئی ہی۔ جنھون نے نوحؑ کا کہنا نہ مانا اُنکو یکبارگی طوفان مین ڈبو دیا جنھون نے لوط کا کہنا نہ مانا اُنکا ملک اُلٹ دیا۔ اور عرصے تک اُنپر پتھر برسائے پھر ہمارے پیغمبر محمد صلعم نے ایسا کیا تو کیا بُرا کیا۔ فرق اتنا ہے کہ وہان خدا نے خود اپنے فرشتون کے ذریعہ سے کیا۔ اور یہان اپنے رسول صلعم کو حکم دیا کہ جو خدا کا کہنا نہ مانین اُنسے یہ جزیہ لے اور نہ دین تو قتل کرے"

یورپین لیڈی "مسلمانون نے تجھے خوب سکھا پڑھا رکھا ہے۔ لوگ تیرے ذہن کی تعریف کیا کرتے تھے اب مجھے تجربہ ہو گیا ہو کہ تو حقیقت مین بڑی ذہین ہی"

ورجنا "نہین مین اسے نہ مانونگی اب آپ کو بتانا ہو گا۔ کہ جو مین نے حاصل کی وہ عزت ہے یا وہ عزت ہے جو عیسائیون کو نصیب ہی"

یورپین لیڈی "ورجنا کیون گمراہی کی باتین کرتی ہی۔ اے مسیحؑ کی ذریائی سے جن لوگون کی نجات ہو گئی تو اُنسے نکلی جاتی ہے۔ اور جو تیرے دل مین آئے وہ کر مگر اپنے دین سے نہ باز آ"

ورجنا "خالہ جان محمد صلعم نے وہی بتلایا جو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ نے کہا تھا۔ مگر بعد والون نے تثلیث کا مسئلہ نکال کے دین عیسوی کو خراب کر ڈالا۔ مسیح خدا کے پیدا کیے ہوے اور اُسکے پیغمبر تھے۔ اُنھون نے کبھی اپنی زبان سے نہین نکالا کہ مین خدا کا بیٹا ہون"

یورپین لیڈی "ورجنا۔ تجھے مسیح کے اللہ ہونے مین شک ہی اچھا وہ خدا کے بیٹے نہ تھے تو کس کے بیٹے تھے۔ یہ تو تجھے بھی معلوم ہوگا کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے"

ورجنا "خالہ جان یہ تو بہت آسان بات ہی اسکا سمجھنا ذرا دشوار نہین - مگر خدا جانے کیا بات ہی کہ عیسائی آجتک نہ سمجھ سکے - جو خدا کے قائل نہ ہون اُنکی سمجھ مین البتہ نہین آسکتا مگر ایک دیندار آدمی جو خدا کو مانتا ہی اسکی قدرت کا قائل ہو وہ کسی طرح انکار نہین کرسکتا کہ خدا سب کا پیدا کرنیوالا ہی - جسکو جسطرح چاہتا ہی پیدا کرتا ہو کسی کو ماں باپ کے ذریعے سے پیدا کرتا ہے - کسی کو صرف ماں سے پیدا کردیا - اور جسکو چاہا بغیر ماں باپ دونون کے پیدا کردیا - مسیح کو تو صرف بے باپ کے پیدا کردیا اور حضرت آدم کو اس طرح پیدا کیا کہ نہ باپ تھے اور نہ ماں تھین اُنکے بارے مین تم کیا جواب دوگی"

یورپین لیڈی "حضرت آدمؑ کو بے ماں باپ کے پیدا کرنے کی ضرورت تھی مسیحؑ کیلیے کیا ضرورت تھی کہ بے باپ کے پیدا کیے جائین"

ورجنا "ضرورت کیسی - سیکڑون پیغمبرون نے جو ہزارون معجزے دکھائے اُنکی کیا ضرورت تھی صرف یہی کہ کافر اور نافرمان ایمان لائین - اسی طرح خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو یہ معجزہ دیا - حضرت صالحؑ کی اونٹنی بھی تو بے ماں باپ کے پہاڑ سے پیدا ہوتے ہی بچہ جنی تھی - وہان کیا ضرورت تھی"

یورپین لیڈی "مجھے معلوم ہوا کہ اب تو راہ راست پر نہ آئے گی مسلمانون نے تجھے بالکل بہکا دیا"

ورجنا - شاید ایسا ہی ہو - مگر خالہ جان یا تو تم مجھے سمجھا دو - یا مین تمھین سمجھا دون -

یورپین لیڈی "نہ مین سمجھا سکتی ہون نہ تو میرے سمجھائے سمجھے گی"

ورجنا "(مسکرا کر) آئیے مین آپ کو سمجھا دون کہ مذہب اسلام کیون برحق ہے"

یورپین لیڈی "نہین مین سمجھنے سے باز آئی - ورجنا دین کے بارے مین تو نے جو کچھ کیا وہ تو کیا ہی - اب یہ بتا کہ تو مسلمانون مین کیون آئی - کیا اپنے عزیز واقارب سب کو چھوڑ دیا -

ورجنا "ٹھنڈی سانس لیکر) خالہ جان اب مین اُنسے ملنے کے قابل ہی نہ رہی اسلام کا قاعدہ ہو کہ پرانے عزیزون سے چھڑا کے نئے عزیزون سے ملا دیتا ہے دوسرے اُن لوگون مین جا کے میری زندگی دشوار ہوگی - وہ سچائی کے دشمن مین میرے بھی دشمن ہو جائین گے"

یورپین لیڈی ”نہین کوئی خوف کی جگہ نہین ۔مین ذمہ داری کرتی ہون“
ورجنا ”اب تو یہ نہین ہو سکتا ۔میرا یہ بھی تو فرض ہو کہ دین اسلام کو فائدہ پہونچاؤن ۔ اب آپ تشریف لائی ہین ۔ میری بڑی خوش نصیبی ہے مین تو یہ راے دونگی کہ دین اسلام قبول کریجیے اور اگر نہین تب بھی کچھ پروا نہین اپنے مذہب پر قائم رہیے اور یہین میرے پاس آپ تشریف رکھیے ۔مین آپکی ویسی ہی فرمانبردار خادمہ رہونگی جیسی وہان تھی“
یورپین لیڈی نے دل مین خیال کیا کہ جانے کا زیادہ اصرار کرنے مین اندیشہ ہے کہ جنا کہین خلاف نہو جائے ۔ سخن سازی کے طریقے برتنے لگی ۔
”بیٹا اگر تجھے اصرار ہے تو مین انکار نہین کرسکتی ۔ جب تو یہان موجود ہے تو مجھے کیا اندیشہ ہو سکتا ہے ۔ اگر تو کہے گی تو مین یہین رہونگی ۔ ہان اپنا دین البتہ مجھسے چھوڑا جائیگا“
ورجنا ”آپ کو اختیار ہے“

بارھوان باب

گرفتاری

جاڑے کا موسم ہے ابر گھرا ہوا ہے ۔ ابھی چند منٹ ہوے کہ پانی کا ایک چھینٹا پڑ چکا ہے خفیف سردی اور ترشح ہو رہی ہے ۔ سردی خوب شدت پکڑ گئی ہے اور ہاتھ پاؤن شدت برودت سے صرف سن ہی نہین ہو گئے بلکہ جکڑے جاتے ہین ۔ آسمان پر پھٹا پھٹا ابر چارون طرف پھیلا ہوا ہے بعض بعض جگہ آسمان کے سفیدی مائل نیلگون ٹکڑے ابر کی آڑ سے نمودار ہین ۔
آفتاب کا کہین پتہ نہین ۔ جاڑون کے ہیروپ پتون پر مینھ کے پانی مین ڈھل جانے سے ایک کیفیت پیدا ہو گئی ۔ مگر دیکھنے والے خیمون اور مکانون مین سمٹے اور دبے ہوے بیٹھے ہین ۔ جنھین ہوا کے جھونکے آکے اس گوشۂ عافیت مین بھی ستاتے ہین ۔ کہ بیچارے کانپ اٹھتے ہین اور لرز جاتے ہین اسلامی فوج کے بہادر سپاہی قیساریہ کے قلعہ اور شہر مین جا بجا اترے ہوئے ہین

اگرچہ سلطان صلاح الدین بہت سی فوج کو اپنے ہمراہ لے کے بڑھ گیا تھا مگر تھوڑے سے لوگ بھی اُس مقام کے آباد رکھنے کے لیے کافی تھے - جو اکثر اوقات ادھر اودھر پھرتے اور ٹہلتے نظر آیا کرتے تھے - لیکن سردی نے سب کو افسردہ کر کے خیموں میں بٹھا دیا اور یہ مقام بالکل خالی اور سنسان نظر آنے لگا ہے -

اسی عالم مین قیساریہ کے پھاٹک سے تین سوار نمودار ہوئے دور سے معلوم ہوتا ہے کہ دو عورتین ہین اور ایک مرد ہے کیونکہ دو کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی ہے اور ایک کا چہرہ کھلا ہوا ہے یہ سوار خرامان خرامان آپس میں باتین کرتے چلے آتے ہین اور اُنکے چہرون سے یہ عجیب بات ظاہر ہوتی ہو کہ اس موسمی برودت کا اثر کوئی اثر نہین پایا جاتا - آتے آتے سوار وہ میدان طے کر آئے جو قیساریہ اور اُسکے جنوبی جانب کی پہاڑیون کے درمیان مین واقع ہے اب دیکھا تو معلوم ہوا وہ تیسرا شخص بھی مرد نہین بلکہ ایک پریجمال نازنین عورت ہے -

یہ عورتین پہاڑیون کے دامنون اور گھاٹیون مین سیر کرنے لگین اس صحرائی اور کوہستانی منظر کا دلربا سمان دیر سے اپنی بہار اور تروتازگی دکھا رہا تھا مگر دیکھنے والی اب یہ عورتین پیدا ہوئین جو اپنی اسوقت کی سیر کے لحاظ سے حسن قدرت کی عاشق معلوم ہوتی ہین - ہوا کا ایک جھونکا آیا اور سردی سے متاثر ہو کر اس بے نقاب عورت نے کہا -

"اگرچہ سردی اسوقت زیادہ ہے مگر ہم لوگون کو کچھ ایسی ناگوار نہین گذرتی"

دوسری "خفیف سی سردی ہم پر کیا اثر کر سکتی ہے - جبکہ ہم شمالی ممالک کی سردی کے عادی ہو رہے ہین"

بے نقاب عورت "ورجنا چاہے ہم کو نہ معلوم ہو مگر یہان کے باشندون کو یہ سردی بہت ستاتی ہوگی"

ورجنا "ہان خالہ اُسوقت تو یہان بڑی سردی ہے - ہاتھ پانون ٹھٹھرے جاتے ہین (تیسری نقاب والی عورت کی طرف متوجہ ہو کر) آنسیہ مجھے نہین معلوم ہوتی ہے"

آنسیہ "شہزادی صاحبہ بیشک اسوقت بڑی سردی ہے"

ورجنا "خالہ جان اب پھر بے کہانتک بڑھی چلیے گا۔ شام کے پہاڑ مشہور ہین۔ اور ان پہاڑونمین جو قوم رہتی ہے وہ مشہور ہے۔ بدویون کا نام سُن سُنکے ہم انگلستان مین ڈرا کرتے تھے۔ اب قلعہ کو پھر چلیے۔ ایسا نہو کوئی پہاڑی سے عرب نکل کے ہمین گرفتار کرلے۔"

یورپین لیڈی "کل ہی ان مقامات سے ہمکو کوچ کرنا ہوگا۔ خدا جانے پھر ایسی بہار دیکھنا نصیب ہو یا نہو۔ جہانتک ہوسکے سیر کرلو۔"

ورجنا "مگر راستہ بھول جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ نہین خالہ جان اب چلو۔"

یورپین لیڈی "تم گھبراتی کیون ہو۔"

یورپین لیڈی کے اصرار سے ورجنا اور آسیہ پہاڑیون مین دور تک بڑھتی چلی گئین اب آسمان کھل گیا اور آفتاب کسی قدر مغرب کیطرف جھکا نظر آنے لگا سنہری نکھری ہوئی دھوپ ہری اور دھوئی ہوئی پتیون پر بہار دکھانے لگی۔

تینون نازنین عورتین برابر پہاڑیون کے دامن مین چلی جاتی تھین۔ اس سیر کا زیادہ حصہ تو صرف حسن قدرت کے ملاحظہ مین صرف ہو رہا تھا مگر جسوقت فرصت ہوتی تھی تو دو چار باتین بھی تفریحًا ہوجاتی تھین۔ جاتے جاتے ورجنا نے اپنی خالہ سے پوچھا۔

"خالہ جان الیویا کہان ہے۔ کل سے مین نے اُسے نہین دیکھا۔ آپ کی وجہ سے مین نے اُسے بھی آزادی دلوادی تھی۔ ایسا نہو آپ کو چھوڑ کے بھاگ گئی ہو۔"

یورپین لیڈی "مجھے چھوڑکے کہان جاسکتی ہے۔ وہین قلعہ مین ہوگی۔"

ورجنا "اگرچہ آپکی خادمہ ہے مگر مجھے اُسکا اعتبار نہین۔ آپ ذرا حفاظت رکھیے ورنہ وہ موقعہ پاکے انگریزی کیمپ مین جا ملیگی۔ اب ہم بہت دور نکل آئے پلٹنا چاہیے۔"

آسیہ "ہان صحرائی عربونکا کوئی اعتبار نہین اور آج کل لڑائی کیوجہ سے یہ مقام نہایت پُرخطر ہورہا ہے۔"

یورپین لیڈی "اچھا۔" سامنے سے دو سوار آتے نظر پڑے یہ گھوڑا بڑھائے چلے آتے تھے اور اُنکی تیزی سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا انھین عورتون کیطرف آرہے ہین ان سوارون کی صورت دیکھ کے یورپین لیڈی نہایت درجہ متفکر ہوئی وہ گھبرا کے بار بار سوارونکی صورت دیکھتی تھی اور پریشان ہوجاتی تھی۔ ورجنا صرف خوف کے وقت

بعض اوقات کے لیے بہادر نہ تھی بلکہ ہر وقت اور ہر گھڑی جرأت وبہادری کا امتحان دینے پر تیار رہتی تھی۔

ان سواروں کو دیکھتے ہی اُسنے تلوار میان سے کھینچ لی۔ اور اپنی خالہ سے کہا۔ "آپ گھبرائیے نہین کسی کی مجال نہین کہ ضرر پہونچانے کی غرض سے ایک قدم بھی ہماری طرف آگے بڑھا سکے آپ ان سوارون کو آنے دیجیے"

یہ سوار قریب پہونچے اور پہچان لیا کہ عورتین ہین تو انکی رفتار مین سُستی پیدا ہو گئی گو اب بھی یہ لوگ آگے بڑھے چلے آتے تھے مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ بار بار پیچھے پھر کے دیکھ لیتے تھے۔ ان سوارون نے عورتون کے بالکل قریب پہونچ کے گھبرائی ہوئی آواز سے عربی مین پوچھا "تم کون ہو؟ اور یہان تنہا کیون پھر رہی ہو"

ورجنا "(جو کسیقدر عربی سمجھنے لگی تھی) ہم شاہزادہ عزیز کے کیمپ اور قلعہ قیسار یہ سے آتے ہین تم لوگ کون ہو اور کس غرض سے آئے ہو"

ایک سوار "ہمکو سلطان صلاح الدین نے یافہ سے شاہزادہ عزیز کے پاس بھیجا ہے"

ورجنا "سلطان یافہ پہونچ گئے"

سوار "ہان پہونچ گئے۔ اور نصاریٰ سے کئی لڑائیان بھی ہوئین یہ راستہ تو فرنگیون سے بالکل صاف کر گئے تھے مگر ابھی ابھی تھوڑی دور پر ہمین ایک فوج نصاریٰ کی ملی تھی۔ ہماری صورت دیکھتے ہی ان لوگون نے تعاقب کیا ہم بھاگے ہوے آتے ہین تم بھی یہان سے بھاگو ورنہ وہ دم بھر مین یہین ہونگے۔ یہ کہہ کے منھ پھیر کے پشت کیطرف دیکھا اور خوف زدہ ہو کے کہنے لگا" دیکھو وہ آتے ہین جلدی بھاگو ورنہ تم بھی گرفتار ہو جاؤ گی"

ورجنا عیسائی کی فوج کو اپنی طرف آتے دیکھ کر نہایت پریشان ہوئی اور ساتھ والون سے پوچھنے لگی "اب اسوقت کیا کیا جائے"

سوار "پوچھنے کا وقت نہین ہے ہمارے ساتھ آئیے اور جلدی سے قیساریہ مین ہو رہیے ہمتو جاتے ہین"

آسیہ "ہان شہزادی صاحب اب سوچنے کا وقت نہین ہو چلنا ہی مناسب ہے"

یورپین لیڈی "میری رائے مین تو ہم لوگون کو ابھی اُنھون نے دیکھا نہین ہے۔ ان سوارون کو جانے دو اور ہم سب یہان دوسری گھاٹی مین ہو رہین یا دور کسی پہاڑی

بن چھپ جائیں کسی کو پتہ نہیں معلوم ہوگا بلکہ بھاگنے مین اندیشہ ہوگا۔"
ورجنا۔" بیشک یہی مناسب ہے۔ یہ کہہ کے تینون عورتون نے دوسری طرف منھ موڑا اور اس مقام کے قریب ہی ایک آڑ کے مقام مین چھپ کے کھڑی ہوئین۔"

افرنجی سوار اون دونون سوارون کا تعاقب کرتے چلے اُنکی اسلحہ کی آوازون اور گھوڑون کے ہنہنانے سے معلوم ہو گیا کہ اب قریب آگئے۔

ورجنا کی خالہ نے اپنے ملک اور اپنے ہم مذہب سوارونکی زیارت کا بدرجہ اشتیاق ظاہر کیا کہ گو خلاف تھا مگر ورجنا نے اجازت دیدی کہ کسی مخفی مقام سے کھڑی ہو کے دیکھ آئے لیکن خوب تاکید کر دی کہ اپنے چھپانے مین خوب احتیاط کرے۔

یورپین لیڈی اجازت پاتے ہی اپنے مقام سے چلی اور آنا فانا مین نظر سے غائب ہو گئی۔

اُسکے چلے جانے کے بعد آسیہ نے کہا "شاہزادی صاحبہ آپنے یہ غلطی کی جو اپنی خالہ جان کو جانے کی اجازت دیدی اُنکا کوئی اعتبار نہیں۔"

ورجنا۔" ہان مین بھی سوچ رہی ہون مگر کیا کرون اُنکے اصرار پر مجھ سے بے مروتی کرتے نہ بن پڑا۔"

آسیہ۔" یہ مروت کا موقعہ نہ تھا ایسے موقعہ پر ہر کام کو سوچ سمجھ کے کرنا چاہیے۔"

ورجنا۔" اچھا اگر کسی قسم کا خوف ہو تو آؤ ہم تم یہانسے ہٹ کے اور طرف ہو رہین۔"

آسیہ۔" میرے نزدیک تو بلا تامل اب آپ چل کھڑی ہو جیے۔ یہ باتون اور مشورہ کا وقت نہیں ہے۔"

ورجنا۔" مگر جانے سے جو کچھ ہو مین اپنی خالہ جان کی طرف سے بدگمان نہیں ہون۔ وہ میرے ساتھ دشمنی نکرینگی۔"

آسیہ۔" یہ مذہب کا واسطہ ہے اسمین باپ بیٹے کا بھی اعتبار نہیں۔"

یہ جملہ آسیہ تمام ہی کر چکی تھی کہ یورپین سوار سامنے نظر آئے جنھون نے پہلے تو ٹھہر کے ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور آخر ورجنا اور آسیہ کو دیکھ کے گھوڑے بڑھائے۔ اسوقت آسیہ کا کلیجہ دھڑک رہا تھا اور ورجنا کے حرکات و سکنات سے ایک عجیب قسم کی بیتابی اور تحمل کے آثار نمایان تھے۔ سوارون کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کچھ دیر تو وہ ایک سکتے

کے عالم مین رہی - یکایک اُسکا سکوت ایک فوری جوش اور پھرتی کی حرکت سے ٹوٹا - گویا ایک بجلی چمک گئی - آنکھون نے جھپک جانے کے بعد دیکھا تو ننگی تلوار ایک جلادار آئینہ کی طرح اُسکے ہاتھ مین چمک رہی تھی - جسمین قضا اور موت کی مہیب صورت بہت صاف نظر آتی تھی قبل اسکے کہ سوار سر پر آپہونچین ورجنا نے اپنی خادمہ آسیہ کو اپنے پیچھے کیا اور خود تلوار تان کے یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہئے کہ مرنے پر تیار ہو کے کھڑی ہو گئی - یہ سوار ورجنا کے قریب آکے ٹھہر گئے نہ اُنھون نے حملہ کیا اور نہ اُنکو وار کرنیکی جرأت پڑی -

سوار کھڑے ہی ہوے تھے کہ ورجنا کی خالہ سوارون سے نکلی اور کہنے لگی "ورجنا جتنے دنون تیری قسمت مین مسلمان رہنا تھا رہ چکی - اب آ اپنے عزیزون مین شامل ہو اپنے دین کو اختیار کر - اپنی قوم کا ساتھ دے - اگر تو اسوقت توبہ کریگی تو مین وعدہ کرتی ہون کہ وہان چلکے اپنے بھائی رچرڈ سے تیری خطا معاف کرا دونگی اگرچہ وہ تجھپر بہت خفا ہین مگر تو خوف نہ کر وہ میرے کہنے سے معاف کر دینگے -

ورجنا "خالہ جان مجھے نہ معلوم تھا کہ تم مجھے اس طرح دغا دوگی حقیقت مین مین نے ہی برا کیا کہ آپ کے ساتھ بھلائی کی - خیر - کچھ خوف نہین - وہ ایک اور اکیلا خدا میرے اور آپ کے دونون کے کامونکو دیکھ رہا ہے - آپ کی ان دھمکیون سے مین خدا کو نہ چھوڑونگی - جسپر ایمان لا چکی ہون شاید رچرڈ سے زیادہ میرے دل مین اُسکا ڈر ہے - دین اسلام سے اب مین منھ نہین موڑ سکتی - اور تمکو گواہ کر کے کہتی ہون کہ اگر جان دونگی تو توحید پر -

یورپین لیڈی "ورجنا تو نے ہمارے دین کو دھوکا دیا اسلیے میرا فرض تھا کہ تیری شرارت تو پر تجھکو سزا دون"

ورجنا "خیر اب اسکا ذکر نکرو جو کچھ ہونا تھا ہوا"

یورپین لیڈی "اب مصلحت اسی مین ہے کہ بے لڑے تو اپنے تئین ہمارے حوالہ کر دے"

ورجنا "میری زندگی مین تو یہ دشوار ہے کہ کوئی مجھے ہاتھ لگا سکے گو مین ایک عورت ہون مگر مسلمان عورت ہون خدا نے میرے دل کو تمھارے مردون سے بھی زیادہ بہادر کر دیا ہی بہتون کو مین دامن کوہ مین قتل کرونگی اور مر جاؤنگی"

یورپین لیڈی "دیکھ مین تجھے سمجھاتی ہون کہ تو اپنے آپ کو ہماری سپردگی مین دیدے"

ورجنا "خالہ جان یہ تو نہو گا - یہ مسیحی سوار مجبر نہین میری لاش پر قبضہ کرسکین گے"

جب یورپین لیڈی نے دیکھا کہ کوئی نصیحت ورجنا پر کارگر نہین ہوسکتی تو اپنے سوارون کو حکم دیا کہ یکبارگی حملہ کرکے ورجنا کو گرفتار کرین بغیر اسکے کہ اُسکو کسی قسم کا صدمہ پہونچے -

نازنین اور نازک اندام ورجنا پر سب سوار ٹوٹ پڑے یہ ظاہر ہے کہ اسنے زندہ گرفتار ہونے کے لیے تلوار نہین نکالی تھی - سو ورجنا نے دس بارہ سوارون کو اپنی تلوار سے قتل کیا -

وہ خود بھی زخمی ہوتی جاتی تھی اور زیادہ جرأت کے ساتھ طیش کھا کھا کر تلوار کے وار کرتی جاتی تھی - اودھر عیسائیون کی طرف مقتولین کی تعداد بیس کے قریب پہونچگئی اور ادھر ورجنا کے پیارے نازک جسم کو بھی تیرہ چودہ زخم پہونچ گئے کہ بہت سا خون بہہ گیا -

ناطاقتی اس حد تک پہونچی کہ مہ طلعت ورجنا اپنے لباس کو خون کے رنگ مین رنگ کے گھوڑے کی پیٹھ سے تیوراکے گری اور غش آگیا -

یورپین سوارون نے گو بہت احتیاط کی کہ پیاری ورجنا زخمی نہو مگر کیا کرتے بے زخمی ہوے وہ اُنکے ہاتھ گرفتار ہی نہین ہوسکتی تھی کئی سوارون نے ملکے ورجنا کو اٹھایا - آسیہ کو گرفتار کیا -

یورپین سوار ساحل شام کیطرف نہایت عجلت کے ساتھ روانہ ہوے ان لوگون کو راستہ بھر ڈر رہا کہ کہین مسلمانون کا سامنا نہو جائے مگر بخیریت تمام سمندر تک پہونچ گئے اور اپنے جہاز پر سوار ہو کے لنگر اوٹھا دیا -

یہ نہین معلوم کہ یہ جہاز کدھر روانہ ہوے مگر ابھی تو ساحل کو چھوڑ کے وہ سیدھے مغرب کی طرف چلے ہین -

ہوا تیز چل رہی تھی اور پھریرے کو نہایت خوبصورتی سے لہرا رہی تھی خدا جانے غریب بیدست وپا ورجنا کے دل پر اُسوقت کیا گذرتی ہوگی -

تیرھوان باب

جستجو

قلعہ قیسا ریہ کے عالی شان پھاٹک پر اسلامی جھنڈا اُڑ رہا ہے۔ جھنڈے کا سفید پھریرا آسمان پر گھرے ہوئے سیاہ ابر کے نیچے لہرا لہرا کے نہایت دلفریب کیفیت دکھا رہا ہے۔ مغربی پہلو کے آسمانی ابر کے چند ٹکڑے دن سے آفتاب نمودار ہوا ہے اور اسکی سنہری دھوپ اس شاندار پھریرے پر اور بھی لطف پیدا کر رہی ہے پھاٹک مین شاہزادہ عزیز ایک سکوت کے عالم مین متردد کھڑا ہے اور قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھڑیون کے گذر جانے کے ساتھ اسکا انتشار بھی ترقی کرتا جاتا ہے۔

یہ عالی مرتبہ اور شیر دل شاہزادہ اپنے دل مین کہہ رہا ہے۔

"ہائے وہ کہان گئی! کچھ پتہ نہین چلتا! اُسکی تو کہین جانے کی عادت بھی نہ تھی! حیرت ہے کہ اُسکی خادمہ آسیہ اور اُسکی خالہ کا بھی پتہ نہین۔ کہین دغا تو نہین کی گئی؟ مگر ایسا نہین ہو سکتا وہ دل سے اور سچے اعتقاد سے مسلمان ہوئی ہے۔ اگر کوئی ارڈالے تب بھی دین اسلام کو نچھوڑے گی۔ کوئی بات نہین سمجھ مین آتی۔ آخر پھر کہان گئی؟

عربی سوار آتے نظر آئے۔ یہ سوار اس شدت سے گھوڑا دوڑاتے آرہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا گویا کسی کے خوف سے بھاگے آتے ہین۔ پھاٹک کے قریب پہونچ کے اُنھون نے دم لیا اور ایک مضطربانہ حرکت سے شاہزادہ عزیز کو سلام کیا۔ چونکہ بہت تیزی سے گھوڑا دوڑانے کے باعث انکا دم پھول گیا تھا اس وجہ سے سلام کے بعد اور کوئی لفظ زبان سے نہ نکال سکے۔ خاموشی سے کھڑے ہو کے کانپنے لگے۔

عزیز "تم لوگ کہان سے آتے ہو؟ اور کیون اسقدر گھبراتے ہو؟"

سوار "حضور، افرنجی ادہر آگئے!"

عزیز "کہان؟"

سوار "(جنوب کی پہاڑیون کی طرف اشارہ کر کے) وہان"

عزیز "تم کو دھوکا ہوا ہو گا!"

سوار "دھوکا نہین۔ ہمنے اُنھین اپنی آنکھون سے دیکھا۔ اُنکے بہت سے سوار

ہمارے پیچھے دوڑے اور ہم لوگ اپنی جان لے کے بھاگے وہان سے بھاگے تو یہان پہنچے آکے دم لیا۔

عزیز "تم لوگ آئے کہان سے ہو!"

سوار "حضور ہم دونون کو سلطان صلاح الدین نے یافہ سے یہان آپ کے پاس بھیجا ہے یافہ پر سلطان سے اور افرنجیون سے کئی لڑائیان ہوئین اب یہ معلوم ہوا کہ نصاری کا قصد عسقلان پر بڑھنے کا ہے۔ احتیاطاً سلطان کچھ فوج یافہ مین چھوڑ کر عسقلان کو تشریف لے گئے ہین تاکہ عسقلان کو افرنجیون کے قبضہ سے بچائین۔ یافہ کی فوج مین اگرچہ کئی بہادر اور تجربہ کار افسر موجود ہین مگر سلطان نے حکم دیا ہے کہ آپ تشریف لیجا کر اس فوج پر حکمرانی کرین اور نصاری کو غالب نہونے دین" ہم قیساریہ کے قریب پہونچ گئے تھے کہ ہمین افرنجیون کی بڑی بھاری جماعت ملی۔ ہم وہان سے بھاگے اور پہاڑیون کے اندر ہی اندر آرہے تھے کہ ہمین تین عورتین گھوڑون پر سوار ملین۔ اُن عورتون سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ہی قلعہ سے نکل کے سیر کی غرض سے گئی ہین۔ ہمنے اُنسے بھی بھاگنے کو کہا اور افرنجی فوج کا حال بیان کیا وہ عورتین نہایت پریشان ہوئین۔ اور اُنھون نے ہماری طرح بھاگنے کا قصد کیا مگر خدا جانے کہ کیا سبب ہوا کہ وہین رُک گئین۔ اور ہم مارے خوف کے بھاگے چلے آئے!"

ان عورتون کا تذکرہ سنکے شاہزادہ عزیز کا دل ایک بیتابی اور جوش کی حرکت سے دھڑکنے لگا اُسنے اپنے دل مین کہا۔

"یہ عورتین کون تھین؟ بیشک میری پیاری ورجنا ہی تھی۔ اسکے ساتھ ایک آسیہ ہوگی اور دوسری اُسکی خالہ ہوگی۔ ہاے تو کیا اُسکو مسیحیون نے گرفتار کرلیا ہوگا وہ خود سے تو نہین چلی گئی۔ مگر ایسی راسخ الاعتقاد شاہزادی کی نسبت کبھی نہین گمان ہو سکتا کہ صرف فریب دینے کے لیے مسلمان ہوئی ہو۔ اور اُس سے تو کسی نے مسلمان ہونے کو کہا بھی نہ تھا وہ تو خود ہی مسلمان ہوئی شاید شاہ رچرڈ کی بہن اُسے بھسلا کے یہان لے گئی ہو اور وہان پھنسوا دیا ہو۔ مگر اُسے بھی کیا خبر کہ عیسائیون کی فوج قیساریہ کے قریب موجود ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے مگر ہاے پیاری ورجنا افرنجیون کے قبضے مین آگئی اور ہان اتو بغیر لڑے بھڑے اور بغیر اپنی بہادری دکھائے گرفتار ہوئی ہوگی ہاے بڑا غضب ہوا۔ اب کیا ہوگا۔ اگر تھوڑے بہت افرنجی ہونگے تو اُنکو تو اُس نے

خاک مین ملادیا ہوگا اور اگر بہت ہوے تو جان دیدینے پر آمادہ ہوگئی ہوگی۔ خدا کرے دشمن زیادہ نہون"۔ (سوارونکی طرف دیکھکر) کیون تمھاری نظر مین افرنجیونکی کسقدر فوج ہوگی"۔
سوار "حضور پانسو سوارون سے کم نہونگے"۔
عزیز "پانسو"؟
سوار "جی ہان حضور پانسو۔ بہت نہین ہین"۔
عزیز "بیشک بہت ہین"۔ (دلمین) میری ورجنا اکیلی ہے اُسکے مقابلہ مین پانسو سوار گھوڑے ہوے۔ ظالم کہتا ہے بہت نہین ہین۔ افسوس اسوقت مین کوئی بندوبست نہین کرسکتا ہاے کیا کرون"۔
شاہزادہ عزیز قلعہ مین آیا اور پانسو ترکون اور عربون کو ہمراہ لے کر پہاڑیون مین گھسا تمام گھاٹیان اور کل پہاڑیان چھان ڈالین مگر کسی کا پتہ نہ لگا۔ ایک پہاڑی کے دامن سے مڑکے ایکدوسرے پہاڑی کے پہلو مین گیا تو پندرہ بیس لاشین دکھائی دین لبک کے قریب گیا خون سے زمین رنگی ہوئی تھی۔ شاہزادہ کھڑا ہوکر اس مقام کو حیرت سے دیکھنے لگا اور سوار لاشون کے قریب جا جاکے غور کرنے لگے کہ کسی مین کچھ جان باقی ہو یا نہین یکایک ایک سوار کی لاش کیطرف اشارہ کرکے چلایا دیکھو یہ زندہ ہو صرف زخمی ہوا ہے۔ لوگون نے بڑھ کے دیکھا تو واقعی اُسمین جان باقی تھی۔ یہ شخص کاری زخم کے صدمے سے بیہوش پڑا تھا اور اسقدر بیحس و حرکت اور بیدم تھا کہ ساتھ والے مردہ سمجھ کے چھوڑ گئے تھے عربی سوار کوشش کرنے لگے کہ کس طرح اسے ہوش مین لائین۔ تاکہ اصلی واقعہ کا کچھ حال معلوم ہو۔ اندازاً تین گھنٹہ کے بعد اسے ہوش آیا اور بہت سے عربی اور ترکی سپاہیون کو اپنے گرد دیکھ کے حیرت کرنے لگا۔
شاہزادہ عزیز نے بڑھ کے لنگو فرنیکا زبان مین پوچھا "تم کون ہو اور کس فوج مین تھے"۔
زخمی "صاحب مین اُس مسیحی فوج مین تھا جو آج صبح یہان قیساریہ کے قریب ایک ضرورت سے آئی تھی"۔
عزیز "کس ضرورت سے وہ فوج یہان آئی تھی"۔
زخمی "(اپنے دل سے خطاب کرکے) اب تو وہ غرض حاصل ہی ہوگئی۔ چھپانے سے

کیا فائدہ ؟ (شاہزادے سے) صاحب وہ فوج شاہزادی ورجنا کے گرفتار کرنے اور ہمارے بادشاہ رچرڈ کی ہمشیرہ کو چھڑا لے جانے کی غرض سے آئی تھی۔

عزیز " تم کس کے حکم سے آئے ہو اور تمکو کیونکر یقین ہو گیا کہ دونوں شاہزادیوں کو تم نکال کے لیجا سکو گے "

زخمی " شاہ رچرڈ کی ہمشیرہ نے اپنی ایک خادمہ کے ذریعہ سے مخفی طور پر ہمین اطلاع دی تھی کہ فلان وقت پانسو مسیحی سوار قیساریہ کی پہاڑی مین موجود ہوں اسوقت مین زرق نہونے پائے مین خود بھی آؤنگی اور ورجنا کو بھی یا تو ن مین بہلا کے لے آؤنگی ۔ اس درخواست کے بموجب ہم لوگ یافہ سے روانہ ہو کر یہان آئے دیر تک جستجو کرتے رہے آخر اس پہاڑی کے اس طرف ہم لوگ پہونچے تھے کہ ہمارے بادشاہ کی ہمشیرہ صاحبہ ہمارے پاس آئین اور بیان کیا کہ اپنی تدبیر مین وہ کامیاب ہوئین شاہزادی ورجنا اسطرف ہے تم لوگ چلکے گرفتار کر لو یہ سنکے ہمکو بہت خوشی ہوئی اور ہمنے آتے ہی شاہزادی ورجنا کو گھیر لیا۔ اس موقعہ پر بادشاہ کی ہمشیرہ صاحبہ نے ورجنا سے کہا کہ وہ دین اسلام سے توبہ کرے اور اپنی قوم مین چلی آئے اسکے ساتھ ہی رچرڈ سے اُسکی خطا معاف کرا دینے کا بھی وعدہ کیا مگر ورجنا نے ایک نہ مانی اور لڑنے پر آمادہ ہو گئی ۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی ۔ اور تھوڑی دیر مین ہمارے بیس پچیس آدمی گر پڑے ۔ مین سب کے آخر مین زخمی ہو کر گرا ۔ شاہزادی ورجنا بھی آخر بہت زخمی ہوئی ۔ اور اسقدر خون بہا کہ غش کھا کر گر پڑی مین اُسوقت تک ہوش مین تھا جب لوگ بیہوش شاہزادی ورجنا کو لیجانے کی غرض سے اُٹھا رہے تھے "

ورجنا کے یہ مصائب اور اسکے سچے استقلال کا حال سنکے شاہزادہ عزیز سے بالکل صبر نہو سکا ۔

آنسو بھر آئے اور نہایت حسرتناک دل سے ورجنا کی وفاداریون کو یاد کر کے کچھ دیر ان خیالات مین محو رہنے کے بعد اُس زخمی پوربین کی طرف متوجہ ہو کے پوچھا " اب وہ لوگ یہان سے کہان گئے ہونگے "

زخمی " یہان سے تو جہاز پر سوار ہو کے یافہ گئے ہونگے ۔ وہان پہونچنے کے بعد ہمارے بادشاہ کی جو رائے ہو گی کرے گا ۔ چاہے ورجنا کو اپنے پاس رکھے اور چاہے علحدہ کر دے "۔

یہ سب حالات دریافت کرکے نہایت حسرت و اندوہ کے ساتھ شاہزادہ عزیز وہان سے قیسار یہ کیطرف روانہ ہوا۔ اُس عیسائی کو بھی ہمراہ لیا کہ شاید کچھ اور حالات معلوم ہون اب شاہزادہ عزیز مین دراصل اتنی تاب و طاقت نہ تھی کہ یافہ کا راستہ چھوڑ کے قیساریہ کو بھی جائے مگر جنگی ضرورتون نے مجبور کر دیا وہ اپنا سامان درست کرنے کی غرض سے قیساریہ کے قلعہ مین داخل ہوا۔

جسقدر فوج کی ضرورت معلوم ہوئی قیساریہ مین چھوڑ دی باقی فوج ہمراہ لیکے یافہ کو روانہ ہوا۔

یہ غنیمت تھا کہ فوجی ضرورت اور سلطانی حکم سے بھی شاہزادہ عزیز کو یافہ جانا چاہیے تھا ورنہ اگر کہین اور جانیکا حکم ہوتا تو عشق کی کششین بمشکل اجازت دیتین۔

اب شاہزادہ عزیز قیساریہ سے لڑنے اور مسلمانون کو لڑانے کی غرض سے نہین چلا تھا وہ صرف یہ خیال دلمین لیکے روانہ ہوا تھا۔ کہ پیاری ماہ طلعت ورجینا کو ظالمون کے پنجے سے چھڑالاؤنگا۔ اور یا اُسی کی کوشش مین جان سے ہاتھ دھوؤنگا۔

ہمارے ناظرین کو تجربہ ہوچکا ہے کہ شاہزادہ عزیز انتہا درجہ کا بہادر بھی ہے اور اسی کے مطابق مستقل مزاج بھی ہے۔ ایک ایسے شخص کے دل مین اس قسم کا خیال پیدا ہوجانا نہایت عجیب بات ہے جو نہ کر گذرے تھوڑا ہے۔

جن رفتار اور جن اصول سے اندنون فوجین روانہ ہوا کرتی تھین شاہزادہ عزیز نے اُن سب اصول کو توڑ دیا اور اعتدال سے زیادہ سرعت کے ساتھ چلکے یافہ پہونچگیا قیساریہ کے بعد مسیحیون نے یافہ کا محاصرہ کیا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے پہونچ کے پہلی لڑائی مین تو شکست دیدی تھی۔ مگر عیسائیون نے جب دوبارہ شہر عکہ سے اور فوج منگا کے مقابلہ کیا تو مسلمانون کو شکست ہوگئی تھی۔ عرب لوگ اس لڑائی مین بہت بری طرح پسپا ہوگئے۔ اور عین اسی شکست کے وقت معلوم ہوا کہ شاہ رچرڈ کا ارادہ ہے کہ یافہ سے بڑھ کے عسقلان پر قبضہ کرے عسقلان اُن دنون نہایت آباد شہر تھا اہل اسلام کے بہت سے علما اور ہزارہا دینی عمارتین اس شہر مین موجود تھین سلطان کو خیال ہوا کہ کہین ایسا نہو اس بے سروسامانی مین عیسائی لوگ عسقلان پر قبضہ کرلین۔

بجز اسکے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ شاہزادہ عزیز کو قیساریہ سے طلب کرکے یافہ کی مہم مین اپنا قائم مقام کرے اور خود جا کے عسقلان کی حفاظت کرے اسی بنا پر اُسنے ملک العزیز کو بذریعہ دو سوارون کے یافہ مین پہونچنے کو کہا تھا اور خود عسقلان چلا گیا تھا۔

شاہزادہ عزیز جسوقت یافہ مین پہونچا۔ اُسکے دل کی عجیب حالت تھی بیتابی کسی امر پر قرار نہین لینے دیتی تھی۔ معشوقہ دلربا کی مفارقت اور وہ بھی اس خیال کے ساتھ کہ ہائے وہ نازنین ظالم عیسائیون کی قید مین ہے۔ خدا جانے اُسکی روح پر کیا اثر کر رہی تھی بہادری کا خیال اور شاہزادگی کا رکھ رکھاؤ اسکا بھی موقع نہین دیتا تھا کہ کسیوقت دو آنسو بہا کے دل کی بھڑاس نکال ڈالے۔

آتش عشق رہ رہ کے سینے مین بھڑک گئی تھی۔ اور دل سے بخارات اُٹھتے تھے دماغ مین ٹکر کھاتے تھے۔ اور ذاتی بہادری پر تازیانے کا کام دیتے تھے۔ یافہ مین پہونچ کے وہ ایک افسردگی کے ساتھ اُس شاہی خیمہ مین گیا جو اُسکے لیے نصب کیا گیا تھا تھوڑی دیر تک حسرت و اندوہ کے دریا مین غوطے کھاتا رہا۔ اپنے دل مین کہتا تھا افسوس مین زندہ ہون اور میری نازنین معشوقہ نہین معلوم کن آفتون مین مبتلا ہے عیسائی اُس کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتے ہونگے۔ مجھے تو خوف ہے کہ خدانخواستہ اُسکی جان کو کوئی صدمہ نہ پہونچے۔ سنتا ہون شاہ رچرڈ بھی یہین یافہ مین ہے وہ یہین آئی ہوگی پھر مین کس بات کا منتظر ہون۔ جب ورجنا ہی میرے پہلو مین نہین تو مین کیون زندہ موجود ہون۔ بیشک مجھے نہونا چاہیے۔ مین اسیوقت عیسائیون پر حملہ کرتا ہون بس اب لڑائی کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یا مین نہین اور یا میری پیاری ورجنا میرے پاس ہوگی۔

دلمین یہ منصوبہ ٹھہرا کے شاہزادہ عزیز خیمہ سے نکلا اور حکم دیدیا کہ تمام فوج آراستہ ہو جائے۔

دس ہزار فوج یافہ پر اہل عرب اور ترکون کی پہلے سے ٹھہری ہوئی تھی اور چھہ ہزار سوار قیساریہ سے شاہزادہ عزیز کے ہمراہ آئے تھے۔ کل سولہ ہزار فوج فوراً آراستہ ہوگئی اور ایک ہی گھنٹہ مین طبل جنگ بجا دیا گیا۔ مسلمانون کی فوج مین پیادے بالکل نہ تھے۔ سب سوار تھے۔ شاہزادہ عزیز کا ارادہ تھا کہ سب اپنی فوج کے یہین سے حملہ کرکے

عیسائیون پر جا پڑے۔ خیمون کے قریب ہی اسنے اپنے سوارونکو تین حصون مین تقسیم کیا۔ ہر حصہ پر ایک ایک افسر کو معین کیا اور کل فوج پر اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ افضل کو حکمران کیا۔ اس انتظام کے بعد خود صفون کے آگے ایک چکر لگایا اور آخر بیچ مین نیزہ گاڑ کے کھڑا ہوگیا۔ اور کل فوج کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا۔

"اے برادران مسلمین مین سنتا ہون مگر مجھے یقین نہین آتا کہ یافہ مین ہم کو شکست ہوگئی۔ کیا یہ سچ ہے؟ اگر سچ ہے تو ہماری بہادری کے دامن مین دھبا لگ گیا اور یہ دھبہ جب ہی چھٹے گا جب ہم تم سب ملکے حملہ کرین اور اس شکست کا معاوضہ اسی یافہ کی دیوارون کے سامنے کرلین اسلام کی شرافت اسی مین ہے کہ وہ اعلے درجہ کی خالص بہادری دکھادے ہمارے ہادی برحق فرماتے ہین۔

"الجنۃ تحت ظلال السیوف" (جنت تلوارون کے سائے کے نیچے ہے) بیشک ہم اُسی وقت تک شریف ہین جبتک ہم بہادر ہین۔ یہ لوگ جو تمسے لڑنا چاہتے ہین خدا کے بھی دشمن ہین اور تمھاری شرافت کے بھی دشمن ہین۔

اے برادران اسلام بڑھو اور ان سب لوگون کو کاٹ کے ڈالدو۔ غیرت نے مجھ مین اتنا جوش پیدا کر دیا ہی کہ اسوقت مین لڑنے کے لیے تمھارے ساتھ نہین چلتا ہون بلکہ جان دینے کے لیے تمھارے ساتھ ہون۔ اسی سبب سے مین نے شہزادہ افضل کو تم سب پر حکمران کیا بس اب چلے چلو۔ میرا جوش زیادہ کہنے سے بھی رُکتا ہے۔

یہ کہکر شاہزادہ عزیز نے نیزہ ہاتھ مین لیا اور مسیحیون کی طرف چلا مسلمانون کی فوج کے تین حصے تھے اور یہ قرار دے لیا گیا تھا۔ کہ گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد ہر فوج حملہ کرے ہر حصہ کے افسر کے ہاتھ مین نشان دیا۔ شاہزادہ عزیز کے بڑھتے ہی پہلے نشان کو حرکت ہوئی اور اُسکے نیچے والے مسلمان سوار ایک سپہگری کے رعب سے اپنے نیزون کو جنبش دیتے چلے نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا اور مسیحی لوگ جو پہلے ہی طبل جنگ کی آواز سنکے لڑائی کا سامان کرنے لگے تھے اُنکا شیرانہ حملہ روکنے کی غرض سے صفین باندھ کے اور دل مضبوط کر کے کھڑے ہو گئے۔ چشم زدن مین دونون فوجین ملگئین۔

مسلمان سوارون نے حملے کی پہلی ضرب مین تو اُن لمبے لمبے نیزون سے کام لیا جن کو چلتے وقت اُنھون نے آڑا کر لیا تھا۔ مگر جب بالکل پاس پہونچ گئے

تو دونون جانب یک بیک ہر ہر سوار کے سر پر بجلیان چمک گیئن - یہ بجلیان ابتدائی چمک مین تو صاف اور شفاف نظر آیئن - مگر دوسری نظر مین غور کیا تو سرخی مائل تھین اور تدریجاً اُنکی سرخی ترقی کرتی گئی -

پورے گھنٹہ بھر بڑی زور شور سے اور نہایت جوش و خروش سے لڑائی ہوتی رہی یکایک دوسری عربی فوج نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کیا - مسیحیون مین اس فوج کے حملہ سے ایک اضطراب پیدا ہو گیا - مگر بڑے استقلال اور نہایت جراٴت سے لڑتے رہے مسلمانون کے حملے نے اپنے ریلے مین اُنھین اسقدر پیچھے ہٹا دیا کہ اپنے خیمون کے پاس پہونچکے ٹھہرے اور لڑنے لگے -

مسیحی لوگ استقلال کا پورا نمونہ بھی نہین دکھانے پائے تھے کہ عربون کی تیسری فوج نے حملہ کیا - اس فوج کے حملہ کے ساتھ ہی شاہزادہ عزیز نے (اگرچہ پہلے ہی فوج کے ساتھ حملہ کیا تھا) ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ یورپین لوگون کی صفون کو چیرتا اور اُنکے سپاہیونکو قتل کرتا ہوا نکلگیا اور مسیحی لشکر گاہ مین پہونچ کے ہر ہر خیمہ پر حملہ کرنے لگا - بہت سے خیمے گرا دیے اور بہتون مین شمشیر زنی کرتا ہوا گھستا چلا گیا - یہ سب کوششین وہ پیاری ورجنا کیلیے کر رہا تھا مگر افسوس ہنوز اپنے مقصود مین کامیاب نہونے پایا تھا کہ عیسائی لوگ نہایت بزدلی سے شکست اُٹھا کے بھاگے اور دین مسیحی کے بدحواس سپاہی اُسی طرف سے ہو کے گذرنے لگے جہان شہزادہ عزیز بہادری اور عشق دونون چیزون کا جوش دکھا رہا تھا -

شاہزادہ عزیز کو یہ حال دیکھ کے اپنی معشوقہ شیرین ادا کی جستجو سے دست بردار ہونا پڑا - وہ بزدل اور مغرور سپاہیون پر جھک پڑا جو تعاقب کرنیوالے عربون کے خوف سے بے تحاشا بھاگے چلے آتے تھے - شاہزادے کی آبدار تلوار نے سیکڑون کا خون بہا دیا آخر جن لوگون کی قضا آچکی تھی وہ تو مارے گئے باقی اپنے خیمون سے جو کچھ لیا گیا لے کے چل کھڑے ہوے -

فاتح اور کامیاب مسلمان خوشی خوشی آ کے شاہزادہ عزیز سے ملے - مگر اُسکی صورت پر نامرادی کے آثار کا ہنوز موجود ہونا کیسا اور ترقی کر گئے تھے - اُمید نے اُسے پھر ابھارا اور مسیحی فوج مین جا کے تلاش کرنے لگا - کہ شاید ورجنا کا پتہ لگ جائے لیکن بالکل سراغ نہ لگا -

اگر حوروش ورجنا شاہزادہ عزیز کے ہاتھ لگ جاتی تو اچھا ہوتا کیونکہ بہادر اور نوجوان شاہزادے کا جوش اسی لڑائی پر تمام ہو جاتا اور گویا انھین مسیحیون کے قتل ہونے کو جو اس لڑائی مین مارے گئے اپنے گذشتہ نقصان کا انتقام تصور کر لیتا۔ مگر افسوس عیسائیون کے حق مین یہ بہت بُرا ہوا کہ بلند حوصلہ شاہزادہ پیاری ورجنا کے وصال سے ناکام رہا۔ لڑائی سے فراغت ہو چکنے کے بعد اسکا جوش بڑھنا شروع ہوا اور دل کی بیتابی ترقی کرنے لگی اب شاہزادہ مایوسی کے ساتھ اپنے خیمہ مین گیا اور بیٹھ کے اپنے دلمین سوچنے لگا۔ ہائے! کیا مین اب پیاری ماہ طلعت ورجنا سے نہ مل سکونگا؟ مین بالکل نہین سمجھ سکتا کہ کیا ہونا ہے۔ کیا خدا کی راہ مین ثواب حاصل کرنے کا نتیجہ خودکشی ہے؟ میری طبیعت اب مجھے اسی بات پر مجبور کرتی ہے۔ ہائے کیا کرون۔ اچھا خودکشی ہی کرنا ہے تو ان ظالم عیسائیون سے خوب اچھی طرح سمجھ لونگا۔

دلمین یہ کہہ کے سر اوٹھایا اور ایک عربی افسر سے جو اسکے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا "تمھین کچھ معلوم ہے کہ کسقدر نصاریٰ آج لڑائی مین گرفتار ہوے ہین؟"

افسر "حضور پانچہزار سے کچھ زیادہ مرد ہین۔ اور تخمیناً تین ہزار بچے اور عورتین ہین"

شاہزادہ عزیز "شاہزادہ افضل نے انکی نسبت ابھی کوئی انتظام تو نہین کیا؟"

افسر "انھون نے اس امر کو آپ کی مرضی پر اور آپ کے حکم پر منحصر رکھا ہے جیسا حکم ہو عمل مین لایا جائے گا"

شاہزادہ عزیز "اچھا ان سب کو میرے سامنے لاکے حاضر کرو"

تھوڑی دیر مین وہ سب لاکے حاضر کیے گئے شاہزادہ عزیز نے خیمے سے نکل کے پہلے عورتون کی طرف رخ کیا۔ تمام عورتین رو رہی تھین اور بچے چیخ چیخ کے اپنی مظلومی اور بیکسی ظاہر کرتے تھے۔ شاہزادے کے دلمین بار بار رحمدلی کا جوش پیدا ہوتا تھا مگر انتقام کا جوش پھر غصہ دلا دیتا تھا۔ ناگہان شاہزادے کی نظر اپنی معشوقہ کی خادمہ آسیہ پر جا پڑی لپک کے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور قیدی عورتون مین سے باہر نکال لایا اور بیتابی و اضطراب کے ساتھ حال پوچھنے لگا۔ آسیہ نے ساری سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور آخر مین کہا تمھاری شاہزادی گرفتار کر کے یہان بھیجی گئی۔ شاہ رجیدڈ نے اس تھوڑے ہی عرصہ مین بڑے بڑے ظلم کیے۔ افسوس بہت بڑے ظلم کیے۔ مجبور کیجاتی ہے کہ دین اسلام

سے باز آئے مگر وہ کسی طرح نہین مانتی سب طرح کی سختیان برداشت کرتی ہو مگر اپنے دین سے نہین باز آتی -

شاہزادے صاحب آپ اب اسکو نہ دیکھ سکین گے قبل اسکے کہ آپ اُس تک پہونچین وہ مرجائیگی - جو سختیان اُسپر ہورہی ہین اُنکا خیال کرکے گھڑی بھر بھی اُسکی زندگی کی اُمید نہین ہوسکتی -

اسوقت بہت اچھا موقعہ تھا مین نے بڑی کوشش کی کہ عیسائی لوگ اُسے اپنے ساتھ نہ لیجانے پائین مگر میرا کچھ زور نہ چلا کئی افسر ملکے اُسے اپنے ساتھ کھینچ لے گئے اور یہ سب اُسکی خالہ کا کیا ہوا ہو وہ جان بوجھ کر اُسپر ظلم کرا رہی ہے - دنیا مین کوئی کس اُمید پر کسی کے ساتھ بھلائی کرے -

عزیز پر آسیہ کی تقریر نے کچھ ایسا اثر کیا کہ بے اختیار آنسو نکل پڑے - شاہزادہ عزیز مین اسوقت اتنی تاب نہ تھی کہ کوئی سوال وجواب کرے مگر اُسنے صبر کا پتھر کلیجے پر رکھا اور پوچھنے لگا " پیاری ورجنا کی خالہ کو یہ موقع کیونکر ملا کہ میری دلربا نازنین کو گرفتار کرکے لے گئی ؟ ورجنا عقلمندی قوت سب باتون مین اپنی خالہ سے زیادہ ہے "

آسیہ " شاہزادے صاحب ہائے یہ اُس مردار الیویا کا کیا ہوا ہو جو (مقید عیسائی عورتونکی طرف دیکھ کر اور ایک کی طرف اشارہ کرکے) اُن عورتون کے پیچھے کھڑی ہے - الیویا بڑی بدذات عورت نکلی جبتک مین قیسار یہ مین تھی اُسکو اتنا نہ سمجھتی تھی آپنے تو شاید دیکھا ہوگا - وہ خادمہ جو شاہزادی ورجنا کی خالہ کے ساتھ تھی "

عزیز " ہان ! ہان ! پھر "

آسیہ " پھر یہ کہ وہی الیویا ایک روز بیشتر سے بھاگ گئی - ہم لوگون نے اُسکا خیال بھی نہ کیا - اور وہ اپنی بی بی کی سکھائی پڑھائی گئی تھی سیدھی انگریزی کیمپ مین پہونچی اور تھوڑی سی فوج لے کے قیسار یہ کی پہاڑیون مین آگئی - کہی بدی تو تھی ہی شاہزادی صاحبہ کو اُنکی خالہ دوسرے دن سیر کے بہانے سے پہاڑیون مین لیگئین اور آگے جو کچھ ہوا وہ تو آپکو معلوم ہی ہوا ہوگا -

عزیز نے غضبناک ہوکے تلوار کھینچ لی اور ایک سوار کو حکم دیا کہ الیویا کو سامنے لے آئے - الیویا کا جرم ایسا نہ تھا کہ شاہزادہ عزیز کے دل سے معاف کیا جاتا - ایک ہی تلوار مین اسکا فیصلہ ہوگیا - آسیہ کو شاہزادے نے اپنے خیمہ مین بھجوا دیا اور باقی قیدیون کا

فیصلہ شاہزادہ افضل پر چھوڑ کے نہایت حسرت واندوہ اور انتہائی مایوسی کے ساتھ اپنے خیمہ مین جا کے بیٹھ رہا۔

۱۴

چودھوان باب

گرفتار بلا

شاہ رچرڈ " ہان تو اب کیا کیا جائے۔ مسلمانون کو دیکھتے ہو جان توڑ توڑ کے لڑ رہے ہین "

ایک افسر " حضور یہ لوگ ہمیشہ سے بڑے لڑنے والے ہین۔ ہم اپنے ملکون مین بیٹھے بیٹھے انکا نام سنا کرتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کیونکر یہ تمام دنیا پر غالب ہو گئے اب سابقہ پڑنے سے معلوم ہوا کہ حقیقت مین یہ لوگ بڑی جانفروشی سے لڑتے ہین۔ مگر حضور آپ کو کچھ فکر نہ کرنا چاہیے۔ مسلمان ہزار بہادری اور جرأت دکھائین۔ ہم ملک شام مین بڑھتے جائینگے ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا "

شاہ رچرڈ " مین اس فکر مین ہون کہ اب کیا کرون؟ ہماری قوت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ لڑائی سے زیادہ یہانکی آب وہوا ہمارے سپاہیونکو تھکا دیتی ہی میرا قصد ہو کہ اب جس طرح بن پڑے مسلمانون سے صلح کر لون۔ صلاح الدین مجھے یورپ مین سرخرو نہونے دیگا افسوس مین جیسی چاہتا تھا ویسی نیکنامی نہ حاصل کر سکا۔ سر دست ارادہ ہو کہ عسقلان پر جا کے صلاح الدین سے ایک اور مقابلہ کرون "

افسر " حضور کو نہین معلوم ہوا۔ عسقلان کو صلاح الدین نے تباہ کر دیا "

شاہ رچرڈ " تباہ! تباہ کیون کر دیا "

افسر " عسقلان مین پہونچ کے صلاح الدین نے خیال کیا کہ اس شہر کی حفاظت کسی طرح نہین ہو سکتی۔ اور اُسے یقین ہو گیا کہ اسپر مسیحیونکا قبضہ ہو جائیگا شہر کے کل اہل الرائے اور عماد سے مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ اہل عسقلان اور مقامات مین چلے جائین۔ اور عسقلان تباہ کر کے اس قابل ہی نہ رکھا جائے کہ اسپر قبضہ کر کے مسیحی کوئی فائدہ اُٹھا سکین۔ کل عمارتین اور برج مسمار کر دیے گئے اور اُنکے پتھر سمندر مین پھکوا دیے گئے "

شاہ رچرڈ "بجھے افسوس ہوا کہ میری وجہ سے شہر تباہ ہوا۔ مگر اب کدھر کا قصد کیا جائے؟ وہاں جانا ہی بے سود ہوگا۔"

اتنے مین بڑا پادری جو یورپ سے ہمراہ آیا تھا دربار شاہ رچرڈ مین حاضر ہوا بادشاہ نے نہایت ادب سے اُسکی تعظیم کی اور مزاج پرسی کرکے پوچھنے لگا "دیکھیے ورجنا راہ راست پر آئی یا اُسی طرح گمراہی پر اڑی ہوئی ہو۔ افسوس اُسنے انگلستان کا نام ڈبو دیا۔ اگر اُسنے آپ کی نہ مانی تو سخت تکلیفین دے کے مار ڈالونگا۔"

پادری "حضور اُسکو بہت سمجھایا کسی طرح نہین مانتی خدا جانے مسلمانون نے اُسکے دلمین کیسی جہالت پیدا کردی ہے کہ سچ بات اُسکی سمجھ ہی مین نہین آتی۔ اُسکا قول ہو کہ مرجاؤنگی مگر دین محمدی سے دست بردار نہونگی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مرنے کو وہ کیون آسان جانتی ہے۔"

شاہ رچرڈ "جب مرنے کی صورت نظر آئے گی اُسوقت معلوم ہوجائیگا!"

یہ کہہ کے شاہ رچرڈ نے طیش مین آکے حکم دیا "کہ ورجنا سامنے لائی جائے۔ فوجی مصلح افسر ایک کمسن نازنین کو لے کے جو سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑی ہوئی تھی۔ حاضر ہوا۔ ہائے افسوس اس حور وش پر تو سونیکا زیور خوب پھبتا لوہے کے طوق سلاسل پہنائے گئے ہین۔ مگر حسرت وبیکسی کی ادا مین یہ ذرنی زیور ہی خوب بہار دکھا رہا ہو اب دیکھنا چاہیے کہ زمانہ اسوقت کس رنگ پر ہے۔ رات کا وقت ہو۔ نو بجگئے ہین اور دس بجا چاہتے ہین۔ آسمان صاف ہے اور چاند بھی پوری روشنی چارون طرف ڈال رہا ہے۔ نکھری چاندنی اس لق ودق میدان مین پھیلی ہوئی ہے جہان انگریزی کیمپ کے خیمہ ایک خوشنما سلسلہ بندی کے ساتھ دور تک چلے گئے ہین۔ اور دور پر پہاڑ یونکی چوٹیان نظر آرہی ہین۔

چاندنی کا سفید فرش نہایت نفاست کے ساتھ بچھا ہوا ہے۔ جسمین جابجا ریگ کے ذرے ماہتاب کی شعاعین پڑنے سے جھلک رہے ہین۔ یہ میدان اپنی حد تک بالکل سنسان ہے۔ جسپر رات کی خموشی اور دلفریب کیفیت پیدا کر رہی ہے۔

اس سکوت تنہا کے عالم مین ہوا نہایت آہستہ آہستہ ادھر ادھر خوش خرامیان کر رہی ہے

اور اُن چند آوازوں کو جو تھکے ماندے یورپین سپاہیوں کے خیموں سے نکلتی ہیں اس سہولیت سے اڑا لیجاتی ہے کہ کسی کو خبر مشکل سے ہوتی ہو۔ ہاں کبھی کسی طرف سے صحرائی آزاد طیور کی آوازیں آجاتی ہیں جو چاند کی بہار میں خودبخود چہچہا اُٹھتے ہیں۔ اور یہ آوازیں چپکے چپکے باتیں کرنے والے سپاہیوں میں ایک شوق کا سکوت پیدا کر دیتی ہیں یہ مقام یافہ سے دس میل مشرق کی طرف ہے۔ عسقلان جانے کا راستہ اسی طرف سے ہے۔ اور شاہ رچرڈ اس قصد میں ہو کہ یا تو یافہ یا رملہ پر جا کے مسلمانوں کا مقابلہ کرے چونکہ فوج کو یافہ میں رُک ہوگئی ہے اسلیے رات بسر کرنے کی غرض سے اس پرفضا صحرا میں ٹھہر گیا ہو۔

شاہ رچرڈ اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ چند معزز افسران فوج داہنے بائیں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ اور بہت سے مسلح افسر ادب سے ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہیں صحرائے لق ودق کی سینری پیش نظر ہے۔ اور شاہ رچرڈ انتظام جنگ پر رائے زنی کرنے کے ساتھ صحرا کی دلفریب کیفیت سے بھی لطف اٹھاتا جاتا تھا۔ عین اسی وقت شاہزادہ عزیز کی دلربا پیاری ورجنا اپنے ماموں شاہ رچرڈ کے سامنے لا کے کھڑی کر دی گئی شاہزادی ورجنا نے رچرڈ کا سامنا ہوتے ہی نظر نیچی کر لی۔ پھر تمام آس پاس کی چیزوں کو خصوص شاہی خیمہ کو ایک حسرت کی نظر سے دیکھا اور ایک آہ سرد کھینچی کہا ابھی چند روز ہوے مجھے ان چیزوں پر پورا اختیار تھا تمام افسران فوج جو بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑے تھے انپر عبرت کی نگاہ ڈالی کہ افسوس کل یہ میرے اشارہ پر آنکھوں سے دوڑتے تھے اور آج میرے ہی حق میں موت کے فرشتے بنے کھڑے ہیں۔ اس عبرتناک خیال نے ورجنا کے دل میں ایک عجیب اثر ڈالا نیچے جھکی ہوئی پیاری پیاری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور دل میں کہنے لگی۔

"یہ سب مصیبتیں مجھ پر کیوں نازل ہوئی ہیں؟ صرف اس لیے کہ میں نے سچا اور مبارک دین محمدی اختیار کیا۔ راستبازی اور حق پسندی نے مجھے اس بلا میں پھنسا دیا اسکے علاوہ یہ سختیاں چاہتی ہیں کہ میں اپنی جان کے مالک شاہزادہ عزیز کی محبت سے باز آؤں۔ اے میرے دلربا عزیز یہ دل اب تیرا ہو چکا اسکو کوئی تیرے قبضے سے نہیں نکال سکتا۔ نہ میں اپنے برحق دین سے دست بردار ہوں گی اور نہ شاہزادہ عزیز کی محبت میرے دل سے نکلے گی جو کچھ ہو میں اس بارے میں پورا استقلال دکھاؤں گی"۔

شاہ رچرڈ "ورجنا۔ کیا تو اب مسلمانوں کا دین نہ چھوڑے گی؟"
ورجنا "(دل میں) جواب دوں یا نہ دوں مگر میں آزادی سے صاف کہے دیتی ہوں (با آواز) مجھے مسلمانوں کا مذہب سب مذہبوں سے اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے اُسکی خوبیاں میرے دل میں جم گئیں ہیں"
شاہ رچرڈ "(غضبناک ہو کر) اے کمبخت لڑکی تو جھک مارتی ہے۔ ان ظالموں کے دین میں کوئی خوبی نہیں۔ اچھا بتا تیرے نزدیک اُنمیں کون خوبی ہے"
پادری صاحب "حضور اب اس تقریر کا کوئی نتیجہ نہیں سمجھانے میں مینے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ورجنا کسی کے سمجھانے سے نہیں سمجھ سکتی"
شاہ رچرڈ اسوقت غصے سے کانپ رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اسنے نہایت ہی غصے میں کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔
"ہائے ورجنا تونے انگلستان کے نام کو داغ لگا دیا۔ تیری سی لڑکی ہمارے وطن میں کبھی پیدا نہوئی ہوگی۔ اپنی قوم اپنے دین اپنے وطن سب کی دشمن تیرا نام مدتوں بلکہ زندگی بھر میرے لیے ایک حسرت کا سامان جمع رکھے گا۔ افسوس تو پیدا ہی نہوئی ہوتی اب مجھ میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ تیری منحوس صورت دیکھوں کاش قتل سے زیادہ سخت کوئی سزا ہوتی کہ میں تیرے حق میں تجویز کرکے اپنے غم کا بدلہ لیتا"
ورجنا۔ ماموں جان میں آپکی نظر میں بہت بڑی گنہگار ہوں مگر آپ چاہیں جو سزا دیں وہ میرے حق میں بھلائی ہوگی۔ قتل ہوتے ہی میں تمام دنیا کی تکلیف سے نجات پا کے سیدھی جنت میں داخل ہونگی جتنی سزائیں تجویز ہو سکتی ہیں اُن سب سے میرے حق میں بہتر قتل ہی ہے اور آپ یہ بھی یقین کریں کہ مجھے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اگر تلوار نے میرا کام تمام کیا تو میں شہید ہونگی۔ اور شہید کبھی نہیں مرتے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں"
شاہ رچرڈ "زندہ رہتے ہیں۔ جسکو ہم قتل کر ڈالیں گے وہ کیونکر زندہ رہے گا؟"
پادری "جی ہاں مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے کہ جو جہاد میں مرتا ہے اسکو مردہ نہ کہنا چاہیے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے"
شاہ رچرڈ "اب زیادہ باتیں سننے کی مجھے طاقت نہیں اس کمبخت لڑکی کیلیے کوئی سزا تجویز ہونا چاہیے۔ کیا سزا تجویز کروں؟ میں اپنے دلکو کیونکر خوش کروں اور غصے کا بخار کس طرح

نکالون - ورجنا نے بہت بُرے وقت مین دین مسیحی کو صدمہ پہونچایا اس جرم کی سزا اگر کسیقدر ہوسکتی ہی تو یون کہ یہ نہایت سخت تکلیفون اور بے انتہا ذلتون کے ساتھ قتل کیجائے صرف قتل ہی کر کے ہمارا دل نہ ٹھنڈا ہو گا - حکم دیا جائے کہ اسیوقت سے اسپر کوڑے پڑنا شروع ہون تین روز تک برابر کوڑے لگائے جائین اور تیسرے روز جلتی ہوئی بھوبل مین کمر تک دفن کیجائے اور لوہا گرم کر کے جابجا جسم داغا جائے - اگر اسپر بھی زندہ رہے تو آگ جلائی جائے اور اسکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر اُسمین ڈالی جائین - اور اس جرم کے مقابل مین یہ سزا بہت کم ہے مگر کیا کیا جائے -

اس سزا کا حال سُن کے افسران فوج کے دل کانپ اوٹھے ورجنا نے نہایت صبر و استقلال سے اپنی سزا کو سُنا اور خاموش کھڑی رہی - شاہ رچرڈ نے مجوزہ سزا سناکر ورجنا سے پوچھا -

"کیون یہ سزا تمھین منظور ہے"

جسکے جواب مین پر یوش ورجنا نے ایک آہ کھینچی "جو حکم آپ دین بخوشی خاطر منظور ہے"

ایک افسر "حضور میری راے مین ورجنا کے باب مین یہ امر مناسب ہو کہ جبتک حضور ادھر جنگ و جدال مین مصروف رہین انکو ادھر عکہ مین بھیجدیجیے جسوقت تک آپ ان لڑائیون سے فراغت کر کے وہان پہونچین اُنکے لیے کوئی روزانہ سزا مقرر کر دیجیے کیا عجب ہو کہ اس عرصہ مین سزا پاتے پاتے یہ اپنے ان خیالات سے باز آئین اور اپنا دین مسیحی پھر اختیار کر لین -

پادری "مجھے ورجنا سے ہرگز اُمید نہین کہ اپنی جہالت سے دست بردار ہو"

دوسرا افسر "نہین یہ بہت مناسب ہے کہ سردست یہ عکہ مین بھیجدی جائے اور حضور یہان سرگرمی دکھا کے عسقلان کی مہم سے جلد فارغ ہو جائین - عسقلان کے بعد صرف بیت المقدس کا فتح کرنا باقی رہ جائے گا جسکو ہم فوراً اپنے قبضہ مین کر لین گے - صلاح الدین ہزار کوشش کرے مگر جب ہماری بیشمار فوجین سیلاب عظیم کی طرح بڑھین گی اُسکے بنائے کچھ نہ بنے گا -

شاہ رچرڈ "راے تو مجھے بھی یہی مناسب معلوم ہوتی ہی مگر کیا کہون جی نہین چاہتا کہ ورجنا کی ایسی ایمان فروش لڑکی کے ساتھ اس قسم کی رعایت کرون - تمھارے کہنے سے مین اس پر رحم کرتا ہون - کل صبح کچھ رات رہے سے یہ عکہ کی جانب

روانہ کر دی جائے گی نہایت ہوشیار اور چالاک سپاہی اسکے ہمراہ جائین - کیونکہ ایک تو یہ خود جانے کی تدبیر کریگی دوسرے مسلمان بھی اسکے لیے کوئی کوشش اُٹھا نہ رکھین گے"
افسر - (دست بستہ) مسلمانون کی اتنی مجال نہین کہ عکہ سے ہمارے قیدی کو نکال لیجائین خدا نے چاہا تو حراست کا پورا اور سخت اہتمام رہے گا - اور اس ہوشیاری سے گہدشت کیجائیگی کہ پرندہ پر نہ مار سکے"
شاہ رچرڈ "اچھا اب ورجنا کل عکہ کو روانہ کی جائیگی اور تم بھی اسکے ہمراہ جاؤ خوب ہوشیاری سے لیجانا اور کوشش کرنا کہ مسلمانون کے جہاز کہین قریب نہ آنے پائین وہان عکہ مین جبتک مین نہ آؤن ورجنا کو معمولاً سزا دیجا یا کرے کہ روز پچاس کوڑے لگائے جائین"
افسر "(سر نیاز جھکا کر) بہت بہتر"
شاہ رچرڈ "اچھا اب بتاؤ کہ کل ہماری فوج کس طرف کا قصد کرے"
دوسرا افسر "حضور یہان سے قریب مسلمانون کی تھوڑی سی فوج مقیم ہے اگر صبح کو اُن لوگون کے قلع قمع کا سامان کر دیا جائے تو نہایت مناسب ہوگا"
شاہ رچرڈ "یہان قریب کہین مسلمانون کی فوج ہے - خیر کل دیکھا جائے گا - مگر مین یہ سوچتا ہون کہ اب کدھر کا ارادہ کرون عسقلان کا ارادہ تھا اُسکو صلاح الدین نے منہدم اور تباہ کر دیا (کچھ سوچکر) اب یہان سے ہمین رملہ پر جانا چاہیے - وہ بھی ایک آباد شہر ہے اور زیادہ خوبی یہ ہے کہ ساحل پر واقع ہے - ہمکو بلاد سواحل مین سے ایک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے - اگرچہ اسوقت تک عکہ پر ہمارا مستقل قبضہ رہا ہی مگر چند روز مین اگر خدا نے مدد کی تو ہم کل سواحل شام پر حکمران ہو جائینگے - بہتر تو کل ایک کام کیا جائے مین پانسو سوارون کو ہمراہ لے کے اُن لوگون کے مقابلہ کو جاؤنگا - جو یہان سے قریب ٹھہرے ہوے ہین اور تم سب لوگ فوج کو لے کے رملہ کی طرف روانہ ہو - شام کے قریب ان مسلمانون کی بیخکنی کر کے خود بھی تمسے ملجاؤنگا -
سب افسر "بس اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہے"
یہ کہہ کے شاہ رچرڈ اپنے خیمہ مین گیا -
ورجنا اپنے حراست کرنے والون کے ساتھ اُس خیمہ کو چلی جسمین وہ قید تھی

اور تمام افسر اپنے اپنے فرودگاہ کو روانہ ہوئے ۔

۱۵

پندرھوان باب

پھنس تو گئے تھے مگر خوب بچے

صبح ہوئی اور تاریکی بخوبی دفع ہونے پائی تھی کہ رچرڈ شیر دل اپنی فوج کے پانسو جرار سپاہیون کو لیکے انگریزی فوج سے پیدا ہوا ۔ باقی فوج رملہ کی جانب روانہ ہوئی اور خود سوار معہ ایک ہوشیار افسر کے ورجنا کو لیکر ساحل بحر کی طرف اُس مقام کو چلے جہان یورپین جہازون کا لنگرگاہ تھا شاہ رچرڈ اپنے سوارون کے ساتھ کچھ آگے بڑھا اور اپنے سپاہیون سے کہنے لگا "یہ بڑی خوشی کا مقام ہو کہ چند مسلمان تکو ملیگے جنکو جاتے ہی تم اپنی تلوارون کا لقمہ بنادوگے ہماری تلوارین اسوقت عربون کو دکھادینگی کہ وہ کس عمدگی سے چلتی ہین ۔ یہ سمجھ لو کہ اسوقت تم لڑائی کو نہین چلتے بلکہ شکار کے ارادے سے روانہ ہوئے ہو تم عمدہ کہنہ مشق شکاریون کی طرح یک بیک اُن لوگون پر جا پڑینگے اور انکو اتنی بھی مہلت دینگے کہ وہ بھاگ کے اپنی جان بچا سکین مین نے سُنا ہو صلاح الدین نے قسم کھائی ہو کہ جو مسیحی اُسکے پنجے مین گرفتار ہوگا اسکو قتل کر ڈالے گا ۔ اُسی کی قسم اسوقت مین مسلمانو نپر پوری کرونگا صلاح الدین کو یا کسی اور مسلمان کو اس سرزمین پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے ؟ یہان ہولی ورجنا کا مرقد اور خدا کے بیٹے حضرت مسیحؑ کا مشہد ہو جن پر ہم ایمان لائے ہین مسیحؑ کے دوستون اور اُنپر ایمان لانے والون کے سوا کوئی اس زمین کا مالک نہین ہوسکتا ۔

کل سوارون نے متفق اللفظ کہا

"بے شک ہمارے ہوتے ہوئے مسلمانون کو یہان کی حکومت کا کوئی حق حاصل نہین ہے ۔ ہم پورے جوش سے اُن غاصبون کا مقابلہ کرینگے جو ہمسے ہمارا حق چھینا چاہتے ہین اون مسلمانون کو بالکل ناپید کر دینگے ۔ اور پہلے ہی حملے مین دکھادینگے کہ دین مسیحی کیسا سچا اور برحق ہے"

اب اسوقت آفتاب نکل آیا تھا ۔ زرد زرد شعاعین یورپین سوارون کے اسلحہ اُنکی خوشنما وردیون ۔ رنگین جھنڈیون اور نیزون کے پھلون پر چمکنے لگین ۔ اس فوجکی تحرک صفین

اسوقت شام کے ایک لق و دق صحرا مین نہایت عمدہ کیفیت دکھا رہی تھین۔ سامنے کچھ پہاڑیان تھین جنپر اب تک ابھی صبح کی سنہری دھوپ نے نہایت خوبصورت رنگ آمیزیان کردی تھین یہ صفین ان پہاڑیون سے رفتہ رفتہ قریب ہوتی جاتی تھین اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا جس فوج کے مقابلہ کو یہ لوگ جارہے ہین وہ ان پہاڑیون ہی پر ہے پہاڑیون کے بعض نشیبون اور گھاٹیون مین چند عرب نظر آئے جو دور سے کھڑے انگریزی فوج کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور یہ صفین جیسے ہی پہاڑیون کے دامن مین پہونچین غائب ہوگئے۔

ان پہاڑیون کی آڑ مین ایک چھوٹا سا گانون تھا اور وہان ترکونکی کچھ فوج مقیم تھی سلطان صلاح الدین نے عسقلان تباہ کرکے قصد کیا کہ خود بیت المقدس مین جاکے قیام کرے چونکہ ان سب لڑائیون کا اصلی مرجع بیت المقدس تھا اس سے سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ اطمینان کے ساتھ وہان کی قلعہ بندی اور مضبوط کریجائے وہ خود تو اس خیال سے بیت المقدس کو روانہ ہوا اور شاہزادہ عزیز اور شاہزادہ افضل دونون کو یافہ مین بہت سی ترکی و عربی فوجکی سرگروہی مین چھوڑ دیا جائے۔

یافہ مین شاہزادہ عزیز کو پوری فتح حاصل ہوچکی تھی مگر عیسائیون کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ ابھی تک یہ بھی نہین معلوم ہونے پایا تھا کہ شاہ رچرڈ نے عسقلان کا ارادہ فسخ کرکے کدھر کا رُخ کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ یافہ کی فوج کو عرصہ تک یافہ ہی مین قیام پذیر رہنا پڑا۔

ملک الافضل اپنی فوج کے پانسو سوار ہمراہ لے کے یافہ سے اُس گانون مین آیا جہان سے کہ فوج اسلام کے لیے رسد فراہم کرلیتے۔ وہ درورست وہ وہین مقیم تھا۔ شاہزادہ ذخیرہ رسد مین مشغول تھا کہ اُسے معلوم ہوا کہ پانسو یورپین فوج یہان پہاڑی مین اُسکے مقابلے کو آئی ہے۔ چونکہ اسکے ہمراہ بھی پورے پانسو سوار تھے اسے بالکل تشویش نہ ہوئی اور ارادہ کیا کہ پہاڑی سے نکل کے کھلے میدان مین یورپین لوگون کا مقابلہ کرے۔ مگر ہنوز اپنی فوج کو مرتب نہ کرچکا تھا کہ خبر پہونچی عیسائی لوگ پہاڑی کے دامن مین پہونچگئے پہلا ارادہ اسنے فسخ کردیا اور گھاٹی کے راستہ سے اپنی فوج کو پہاڑی کی چوٹی پر چڑھا لے گیا مسلمانون نے پہاڑی کے اوپر صف بندی کی۔ اور مصری نشان ہوا مین اُڑ کے ظاہر کیا کہ وہ بھی مقابلہ کو آمادہ ہین۔ شاہزادہ افضل اپنی فوج کے آگے کھڑا ہوا اور کلمات

رجز کہہ کہہ کے اپنے ہمراہیون کا دل بڑھانے لگا۔

عیسائیون نے مسلمانون کو پہاڑی پر دیکھا تو کسی قدر مشوش ہوے کہ مقابلہ برابر کا نہین کیونکہ وہ تو مسلمانون کی زد پر ہین اور اُنکا حملہ مسلمانون کو بہت کم نقصان پہونچا سکتا ہے شاہ رچرڈ یہ سوچ رہا تھا کہ لڑائی کس طور پر شروع کی جائے کہ مسلمانون نے سبقت کی اور زور سے تیر برسانا شروع کر دیے۔

عیسائیون نے بھی تیزی سے جواب دیا مگر اُنکا تیر مسلمانون پر چندان کارگر نہین ہوسکتا تھا رچرڈ نے آخر خوب غور کرکے یہ ترکیب نکالی کہ اپنے سوارونکو بھی گھاٹیون مین لیجا کے پہاڑی کے پہلوؤن سے اوپر چڑھنے کا قصد کیا اور پیدل فوج مسلمانون کے تیرون کا جواب دیتی ہوئی پہاڑیون کے بائین پہلو کی طرف بڑھی چند منٹ مین وہ لوگ مسلمانونکی نظر سے غائب ہو گئے اور گھاٹیون مین ہوکے اُس گانون پر پہونچے جسمین مسلمانون نے کچھ رسد فراہم کی تھی اور کچھ فراہم ہو رہی تھی۔ عیسائیون نے اس گانون کو لوٹ لیا اور جو کچھ سامان رسد فراہم ہو چکا تھا سب اپنے قبضہ مین کیا۔

شاہزادہ افضل کے ہمراہیون نے مسیحیون کو اُسوقت دیکھا جب گانون لوٹ رہے تھے جبتک گھاٹیون مین رہے اُسوقت تک نہ نظر آئے۔ مگر جیسے ہی وہ گانو مین پہونچے مسلمانون نے اُنکو دیکھا کیونکہ گانون پہاڑی کی بلندی سے صاف نظر آتا تھا یہ دیکھکر شاہزادہ افضل نہایت متردد ہوا اور اُسکے ہمراہی مسلمان بھی یورپین لوگونکی اس چالاکی پر حیرت کرنے لگے۔

شاہزادہ افضل نے اب مجبوراً پہاڑی سے اوترنیکا ارادہ کیا اُسنے اور اُسکے ہمراہیون نے یکبیک زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حملہ کرکے جلدی جلدی پہاڑی کے بائین پہلو پر اُترنے لگے تکبیر کی آواز نے شاہ رچرڈ کو ہوشیار کر دیا۔ اُسنے اپنے تمام سپاہیون کو فراہم کرکے صف بندی کی۔ جو لوگ لوٹ مار قتل و غارت مین مشغول تھے سب نے تاخت تاراج سے ہاتھ روکا اور قرینے سے صفین باندھ کے اور مسلمانون کے مقابلہ پر مستعد ہوکے کھڑے ہو گئے۔

شاہزادہ افضل کے ہمراہیون نے نہایت عجلت سے کام لیا اور صرف آدھ گھنٹہ کی مدت مین پہاڑی کی چڑھائی طے کرکے عیسائیون پر حملہ کر دیا۔ اسوقت دونون جانب برابر قوت تھی۔ ہان عیسائیون نے گانون والون کو قتل کرکے ذرا اپنے ہاتھ پانون چالاک

کر رکھے تھے اور خون کے زیادہ پیاسے ہوگئے تھے۔ مسلمان برابر بڑھتے چلے گئے۔ اور
جانفروشی کے بے انتہا جوش مین عیسائیون پر جاپڑے عیسائیون کی جانب سے جواب بھی
اُسی دلیری سے دیا گیا جس دلیری سے مسلمانون نے حملہ کیا تھا۔

جس جگہ یہ لڑائی ہو رہی تھی نہایت خراب جگہ تھی۔ زمین بالکل غیر مسطح تھی پتھر کی
چھوٹی چھوٹی مختلف چٹانین جابجا پڑی ہوئی تھین اور سوارونکی گرد آوری دار وگیر
مین مضر ہوتی تھین۔ اکثر گھوڑے ٹھوکر لے لے کے گر پڑتے اور بہت سے جوانمردون نے
یون ہی بے بسی سے گر کے اور ٹکرین کھا کے جان دی۔ شاہ رچرڈ اپنی فوج کو ابھار کے لڑا رہا
تھا اور ملک الافضل اپنے جانبازون کو تازہ جوش دلا دلا کے حملے کرتا تھا۔ برابر دو گھنٹے تک
دونون فوجون مین تلوار چلا کی اور کسی طرف سے شکست کے آثار نہ نمایان ہوے۔ لڑائی
بالکل ایک حالت پر ٹھہری ہوئی تھی۔ دونون جانب کے جری بہادر سپاہی قدم جمائے
کھڑے تھے اور مخالفون کو ایک قدم آگے بڑھنے کا موقعہ نہین دیتے تھے۔

مسلمانون نے اس مدت مین کئی مرتبہ جوش وخروش سے تکبیر کہی اور گویا ہر مرتبہ
حملہ کو از سر نو شروع کیا۔ مگر خود شاہ رچرڈ کی افسری عیسائیون کو برابر حوصلہ دلا دلا کے آگے
بڑھا دیتی تھی۔ اہل اسلام چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے عیسائیون کو پسپا کر کے اپنا سامان
رسد واپس کر لین مگر ایسے شخص کا مقابلہ نہ تھا کہ یہ مقصد بآسانی حاصل ہو جاتا آخر
شاہ رچرڈ نے طبل جنگ بجوا کے حملہ کر دیا۔ آواز طبل پہاڑیون مین گونجنے لگی جس سے مسلمانون کے
دلون مین مسیحیونکی کسیقدر ہیبت بیٹھ گئی۔ اور اس طبل کی آواز کے ساتھ پہاڑون کے
درون مین زور سے حملہ کیا۔ بظاہر اسباب مسلمان اس حملہ کی تاب نہ لا سکے شاہزادہ افضل
نے تھوڑا بہت روکا اور مسلمان سپاہی اُسکے روکے نہ رُک سکے سب کے قدم اُکھڑ گئے اور
پہاڑون کی گھاٹیون کی طرف بھاگے شاہزادہ افضل بھی مسلمان سپاہیون کے ساتھ
پہاڑیون کے درون مین گھسا اور عیسائیون نے نہایت سختی اور تیزی سے اُسکا تعاقب کیا۔

جب سب لوگ برابر درون مین بھاگتے چلے گئے۔ آخر ایک میدان مین پہونچے جسکو
چارون طرف اونچی اونچی پہاڑیان گھیرے ہوے تھین مسیحی لوگ بھی مسلمانونکا تعاقب کرتے
ہوے اُس محصور مقام مین داخل ہوے شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ کل مسلمان اُسی میدان
مین گھیر کے قتل کر ڈالے جائیں۔ ادھر یورپین سوارون نے حملہ کیا اور ادھر ترک

دعب بڑی تیزی اور جوش کے ساتھ پلٹ پڑے - یہ حملہ ہمراہیان شاہزادہ افضل نے اس سختی سے کیا تھا کہ مسیحیوں میں اضطراب پیدا ہوگیا اور وہ گھبرا گھبر کے عربی سوارونکی چالاکی کا تماشہ دیکھنے لگے تھوڑی دیر میں ساڑھے تین سو یورپین کا کام تمام ہوگیا اور صرف ڈیڑھ سو سوار رہ گئے جو اپنے بادشاہ کے ساتھ جانبازی کا امتحان دے سکتے تھے مسلمانونکی طرف تین سو جو نسٹھ سوار باقی تھے جنکو یقین تھا کہ ادنی توجہ سے مسیحیون کو مغلوب کر دینگے۔

اسوقت شاہزادہ افضل نے اپنے سوارون کو پھیر کے اُس رخ پر کر دیا جدھر سے اُس میدان میں آنیکا راستہ تھا۔ اس تدبیر سے عیسائی لوگ بالکل محصور ہو گئے۔ اور مسلمانون نے چارونطرف سے گھیر کے قتل کرنا شروع کیا۔ یہ رنگ دیکھ کر شاہ رچرڈ کو نہایت تشویش ہوئی پہلے تو اُسنے دل بڑھا بڑھا کے اپنی فوج والون کو لڑانا شروع کیا اور جب دیکھا کہ یہ تدبیر ذرا بھی کارگر نہین ہوسکتی تو اس فکر مین ہوا کہ کسی طرح اپنے سوارونکو اس محصور مقام سے نکال لیجائے اور موقع دیکھ کے سیدھا رملہ مین ہو رہے جہان بے انتہا یورپین فوج موجود ہے۔

شاہ رچرڈ نے نکلنے کی ہزار ہا تدبیرین کین مگر مسلمانون نے کسی طرح سے موقعہ نہ دیا اب رچرڈ کے ساتھیون مین سے اور بھی بہت سے نذر اجل ہو چکے تھے صرف ستر سوار باقی تھے جو اپنے بادشاہ کے گرد جمے ہوے مسلمانونکا مقابلہ کر رہے تھے شاہزادہ افضل بڑھ کے آگے گیا اور کہنے لگا۔

"اے کافر اور مشرک نصرانیون اب تمکو بھی یقین ہو گیا ہوگا۔ کہ اسلام نے تم کو مغلوب کر لیا اب زندگی چاہتے ہو تو ہتھیار رکھدو" جس کے جواب مین شاہ رچرڈ نے کہا ہم لوگ بڑے جانفروش ہین اور بڑے بہادر ہین۔ جبتک ہم مین کا ایک شخص بھی زندہ ہے یہ ذلت نہ گوارا ہوگی کہ ہم اسلحہ تمھارے سپرد کر دین۔

مسلمانون نے قتل وخون کے کامون مین اب زیادہ مستعدی دکھانا شروع کر دی شاہ رچرڈ حقیقت مین بڑا جری اور نہایت درجہ بہادر تھا اپنی جانب کی یہ آخری حالت دیکھ کے اپنے سوارون کے جھرمٹ سے نکلا اور مسلمانون پر حملہ آور ہوا۔ اُسنے دلمین ٹھان لی تھی کہ اب مفر ہوسکتا ہے تو یون کہ خود حملہ کرون یا تو مار ڈالا جاؤن اور یا مسلمان کے سردار شہزادہ افضل کو قتل کر ڈالون۔ اسوقت اسنے اسی ارادے سے حملہ کیا تھا حملہ کرتے ہی وہ تیر کی طرح سیدھا چلا اور سیدھا مسلمانون کے جھنڈے کے

قریب پہونچ کے ارادہ کیا کہ شاہزادہ افضل پر حملہ کرے اُسکا یہ قصد اکثر مسلمان سرداران فوج سمجھ گئے اور سبھون نے اُسپر ہجوم کر کے چار ونطرف سے وار کرنا شروع کر دیے۔ بہت سے مسلمان سواروں کو اپنے اوپر وار کرتے دیکھ کر وہ گھبرا گیا اتنے مین کسی مسلمان نے کمند ڈال کے اُسے گرفتار کر لیا۔

اگر غور سے دیکھیے تو لڑائی اسی وقت تمام ہو گئی تھی مگر افسوس مسلمان لوگون کو اُسکا گمان بھی نہ تھا کہ یہ خود شاہ رچرڈ ہے۔

تمام عیسائیون نے جب دیکھا کہ شاہ رچرڈ مسلمانون کے ہجوم مین غائب ہو گیا تھوڑی دیر تک تو متفکر اور تشویش مین رہے اور جب دیکھا کہ بادشاہ کا پتہ ہی نہین لگتا اور مسلمان سوار باقیماندہ مسیحیونکا فیصلہ ہی کیے دیتے ہین تو نہایت مایوس ہو گئے یک بیک اُنکے دلمین اسقدر خوف پیدا ہوا کہ سبھون نے چلا چلا کے پناہ مانگنا شروع کر دی اور اسلحے پھینکنے لگے فوراً شاہزادہ افضل نے خونریزی موقوف کی تلوارین میان مین کین اور نیزے کندھونپر رکھ لیے اور قیدیونکا شمار کیا جانے لگا۔ کل چھتیس قیدی تھے جنھون نے تیغ عرب سے جان بچا کے اپنے آپ کو شاہزادہ افضل کی حمایت مین دیا۔

یہ سب لوگ گرفتار کر لیے گئے اور عربی سپاہیون نے سامان رسد ازسر نو فراہم کیا اور جو کچھ غلہ وغیرہ بہم پہونچ سکا اُسکو اونٹون اور خچرون پر لاد کے ہمراہ شاہزادہ افضل یافہ کی جانب روانہ ہوئے۔

ابھی یہ لوگ تین ہی چار میل گئے ہونگے۔ کہ شاہزادہ عزیز سے ملاقات ہوئی جسے یافہ مین یورپین لوگونکی خبر سنی تھی اور دہ ہزار سوار ہمراہ لیکے اپنے بھائی شاہزادہ افضل کی اعانت کو روانہ ہوا تھا۔ ملک الافضل نہایت ادب سے اپنے بھائی سے ملا اور تمام حالات بیان کیے اور اُن چھتیس قیدیونکو معہ شاہ رچرڈ پیش کرنا چاہا۔

عزیز ”اُن قیدیون کو میرے سامنے لانے کی ضرورت نہین۔ یہ سب اُسی میدان مین قتل کر ڈالے جائین۔ ابا جان نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی اُنکے ہاتھون گرفتار ہوگا اسے قتل کر ڈالینگے۔ ہمین اُنکی قسم پوری کرنی چاہیے۔“

افضل ”میری بھی یہی رائے ہے کہ یہ سب قتل کر ڈالے جائین۔“

ایک ترکی افسر ”مگر حضور یہ لوگ اپنی طرف سے فدیہ کرنا چاہین تو اُسکا لے لینا

قتل کرنے سے زیادہ مناسب ہوگا "

عزیز "نہین ان کافرون سے ہم ہرگز فدیہ نہ لین گے یہ جہانتک قتل کیے جائین اچھا ہی"

افضل "علاوہ برین فدیہ دیتا ہی کون ہی جسقدر روپیہ ہم چاہین گے اسقدر انکے ادا کیے ہرگز نہ ادا ہوسکے گا"

عزیز "نہین ہمکو فدیہ کی ضرورت نہین"

اسی قدر گفتگو کی نوبت آئی تھی کہ سامنے سے گرد نمودار ہوئی لوگ نظر اٹھا کے ادھر دیکھنے لگے یہ گرد قریب ہوتی آتی تھی آخر دامان گرد چاک ہوا اور یورپین فوج نظر آئی یہ فوج اپنے پھیلاؤ سے بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی مگر اصل مین کم تھی۔ لوگ حیرت واستعجاب سے دیکھنے لگے اور آمادہ ہوگئے کہ پھر مردانگی اور سپہگری کے جوہر دکھائین شاید مسلمانون مین یہ فوج بہت خوف پیدا کرتی مگر شاہزادہ عزیز دو ہزار سوارون سے آچکا تھا اس لیے اُنکے دلون پر کسی قسم کا رعب نہین طاری ہوا۔

مسیحی لوگ جب سامنے آئے تو اُن مین سے ایک شخص باہر نکلا دونو طرف صف بندی ہو چلی تھی یہ شخص دونون طرف کی صفون کے بیچ مین کھڑا ہوگیا اور مسلمانون کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا۔

"اے اہل اسلام اگرچہ اکثر مقامات مین تم کامیاب ہوگئے۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ تم نے ہمین زیر کر لیا ہی۔ ہماری فوجین چیونٹیون کی طرح بیشمار ہین جو فوج سرزمین شام مین ہی وہی کافی ہوگی اور اگر ضرورت ہوگی تو ہم اپنے ملک یورپ سے اور فوج منگوا لین گے یہ جان لو کہ سارا یورپ اسوقت مذہب کے لیے جان دیدینے پر آمادہ بیٹھا ہی۔ ہماری ہر روز کی کارروائیون کو تمام سرزمین یورپ کے لوگ نہایت شوق سے سنتے ہین اور بہت بڑا جوش وخروش ظاہر کرتے ہین اسکے سوا تم سے ہماری اور کوئی غرض نہین کہ ہولی کراس[۱] ہمارے سپرد کر دو ہولی سٹی[۲] پر ہماری حکومت رہنے دو اور اسوقت ہم صرف اس غرض سے آئے ہین کہ ہمارے قیدی ہمارے حوالہ کر دو اگر تم اس امر مین ہماری درخواست کو نامنظور کر دوگے

---

[۱] مقدس صلیب تھی جسکی نسبت عیسائیونکو یقین تھا کہ خود حضرت عیسٰی کو اسپر سولی ہوئی ۱۲

[۲] مقدس شہر یعنے بیت المقدس ۱۲

کیونکہ ہمین یقین ہی کہ تم ان سب کو قتل کر ڈالو گے تم نے ہمارے بہت سے آدمی قتل کیے اور اب ہمین اتنی تاب نہین کہ اپنے ہموطنون کو قتل ہوتے دیکھین ہم لوگ تم سے بہ التجا کہتے ہین کہ یہ قیدی ہمارے سپرد کر دو"

یہ سنتے ہی شاہزادہ عزیز طیش کھا کے نکلا اور اپنی صفون کے آگے نیزہ زمین پر گاڑ کے کہنے لگا۔

"اے گروہ فرنگ ہم وہ لوگ نہین ہین کہ تمھارے دباؤ مین آ جائین - اسلام ہرگز نہین مغلوب ہونیوالا ہی - تمھارے یہ قیدی ہمارے ہاتھ سے ہرگز نہین نجات پا سکتے شاید تھوڑی ہی دیر مین تم بھی انھین کے پاس ہو گے"

عیسائی "تو کیا یہ بھی نہین ہو سکتا کہ تم ہم سے فدیہ لیلو اور ہمارے حوالہ کر دو - تمھارا دین اسکی اجازت دیتا ہی - تم جسقدر مانگو ہم دینے کو موجود ہین -

عزیز نے شاہزادہ افضل کی طرف دیکھ کے کہا -

"اس بارے مین تمھاری کیا رائے ہی؟ مین تو ناپسند کرتا ہون"

افضل "بھائی صاحب - فدیہ لے لیجیے - آجکل روپیہ کی ضرورت بھی ہی اور یہ روپیہ دینے پر آمادہ ہین - انکے ہزارون آدمی قتل کر چکے ہین یہ پینتیس آدمی قتل کیے تو کیا اور نہ قتل کیے تو کیا"

عزیز "مجھے خیال ہی کہ ابا جان کے خلاف ہو گا"

افضل "انسے مین کہدونگا"

عزیز "(دلمین) افسوس میری پیاری ورجنا خدا جانے کس حالمین ہی اور اگر انسے درخواست کیجائے کہ اسکو ان قیدیون کے عوض مین ہمارے سپرد کر دین تو میری مراد بر آئے مگر ابا جان کے نزدیک اس سے میری بزدلی اور عشرت پسندی ظاہر ہو گی - اچھا اسکے لیے مین خود کوئی بندوبست کرونگا آج جاسوسونکی زبانی مجھے اسقدر معلوم ہوا ہی کہ وہ عکہ روانہ کر دی گئی - مجھے وہان جانا پڑیگا" (بہ آواز) اچھا یہی سہی مین انکو فدیہ لیکے چھوڑ دونگا - (نصرانی سے) اپنے ہموطنون کی طرف سے کیا فدیہ ادا کر سکتے ہو -

عیسائی "آپ جو کچھ کہیے ہمین منظور ہے"

عزیز "تمھین ان سب کی طرف سے دس لاکھ روپیہ دینا ہو گا"

عیسائی ”(کسی قدر تامل کرکے) ہم اسکو بھی منظور کرتے ہین مگر آپ کو بھی اتنی مہلت دینا ہوگی کہ ہم انکو لیکے رملہ تک پہونچ جائین“

عزیز ”بیشک اگر تم دس لاکھ روپیہ ادا کردوگے تو تمھین اسقدر مہلت ملجائیگی“

یہ سنکے وہ عیسائی اپنی فوج مین پلٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چند مسیحی افسرون نے آکر زرفدیہ ادا کردیا اور اپنے قیدیون کو لیکے خوش خوش فوج مین واپس گئے یورپین سوارون نے اُسی وقت کوچ کیا اور بہ اطمینان رملہ مین پہونچ گئے“

ان لوگون کے جاچکنے کے بعد مسلمان جاسوسون نے آکے نہایت افسوس سے کہا ”کہ قیدیون کو چھوڑ دینا بہت بڑی غلطی ہوئی۔ کیونکہ خود شاہ رچرڈ قید ہوگیا تھا اور اسکو قید کرکے گویا تم نے پورے طور پر مسیحیون کو زک دیدی تھی۔ مگر زندگی تھی ہاتھ مین آکے نکل گیا۔

افضل ”بیشک بڑی غلطی ہوئی اور ہم سب کو اباجان کے سامنے نادم ہونا پڑیگا“

۱۶ سولھوان باب

مردے از غیب بردن آید و کارے بلند

کچھ دن چڑھا ہوگا ایک سن رسیدہ یورپین ایک سنگین مکان مین داخل ہوا یہ مکان نہایت خوبصورت بنا ہوا تھا اور اُسکی حالت بتا رہی تھی کہ قدیم عمارت ہے بیچ مین ایک مربع صحن ہے ادھر ادھر خوش قطع کمرے ہین اور سامنے اونچا صدر کا دالان ہے صدر کے کمرے کی کرسی بہت مرتفع ہے اور کئی زینے چڑھ کے اُسمین داخل ہو تا پڑتا ہے صحن مین چالیس سپاہی وردیان پہنے ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین یہ شخص جیسے ہی اس مکان مین داخل ہوا سب سپاہیون نے برابر کھڑے ہو کے فوجی قاعدے سے سلام کیا۔

افسر ”کوئی آیا تو نہ تھا“

ایک ”حضور کوئی نہین کسی کی مجال ہے کہ کوئی یہان تک آسکے۔ ہم لوگ شب و روز ہر وقت ننگی تلوارین لیے ٹہلا کرتے ہین۔ پرندہ تو پر نہین مار سکتا“

افسر آگے بڑھا اور زینون پر چڑھ کے صدر مکان مین داخل ہوا۔ کراہنے کی آواز کان

مین آئی۔ آواز کی طرف دیکھا تو شاہزادی ورجنا ایک کونے مین دیوار سے تکیہ لگائے غش مین پڑی ہے۔ سر سے پانون تک زنجیرون مین جکڑی ہوئی ہو۔ لمبے لمبے بھورے بال شانون پر بکھرے ہوے ہین اور کاکل پیچان کے نیچے لوہے کی آبدار زنجیر جھلک رہی ہو آنکھین بند ہین۔ رخسارون پر مصیبت وحسرت کی زردی چھائی ہے نازک خشک خشک ہونٹون سے کراہنے کی آواز آرہی ہے۔

بیتاب وناتوان ایک پہلو پر پڑی ہوئی ہے نہ نیچے کچھ بچھا ہے کہ نرم ونازک بدن پر سنگ خارا کے فرش صدمہ نہ پہونچے نہ کوئی چادر پڑی ہوئی ہو۔ کہ مکھیون کے ستانے سے بچے جو خون آلودہ کرتے پر آ آکے بیٹھتی ہین۔ تمام کرتے پر جا بجا خون اور پیپ کے دھبے پڑے ہوے ہین افسر قریب جا کے کچھ دیر تک ساکت کھڑا رہا۔ یہ حالت دیکھ کے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور دل ہی دلمین اسکی حسرتناک حالت پر افسوس کرنے لگا۔ آخر اُسنے رومال جیب سے نکال کے آنسو پونچھے اور ذرا اونچی آواز سے پکارنے لگا شہزادی صاحبہ شہزادی صاحبہ!! شہزادی صاحبہ!!!

ورجنا نے یہ آواز سُن کے آنکھین کھولدین اور حسرت کے ساتھ افسر کیطرف دیکھ کے ارادہ کیا کہ کروٹ بدلے مگر زنجیرون مین جکڑے ہونے کے باعث نہ بدل سکی۔

افسر "شاہزادی صاحبہ"

ورجنا "(ناتوانی کے لہجہ مین) مین شاہزادی نہین ہون۔ مین لونڈیون سے بدتر ہون اس لقب سے مجھے نہ یاد کرو"

افسر "مجھے آپ کے حال پر جسقدر ترس آتا ہو زندگی بھر کسی پر نہین آیا۔ مگر یہ سب مصیبتین آپنے خود اپنے سر لی ہین کوئی کیا کرے بادشاہ کے حکم کے خلاف ہم نہین کرسکتے اور آپ اپنی ضد سے باز نہین آتین"

ورجنا "ابتو جس خدا پر ایمان لائی ہون اُسی کی راہ مین جان دونگی اسمین چاہے کیسی ہی تکلیفین ہون"

افسر "اگر دل نہ مانے تو صرف زبانی دین مسیحی کا اقرار کرلیجیے اس بلا سے تو نجات ملے مجھ سے یہ آپ کی تکلیف اور بیکسی دیکھی نہین جاتی"

ورجنا "نہین مین خدا کو دھوکا نہ دونگی مجھے ایسی صلاح نہ دو ہائے افسوس تو

یہ ہے کہ میرے پیارے عزیز نے بھی میری خبر نہ لی۔ ہائے میری مفارقت مین اُسکو کیونکر صبر آگیا۔ خیر خدا کی مرضی ہے تو یہی سہی۔

افسر "شاہزادی صاحبہ آپنے خدا کے بیٹے کو چھوڑ دیا یہ آپ پر اُسی کا غضب نازل ہوا ہے اب بھی اپنے گناہوں سے توبہ کیجیے۔ آپ کو مسلمانون کا دین کیونکر بھلا معلوم ہوا"

ورجنا "اب تو اُس دین مین داخل ہو چکی۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لا چکی"

افسر "تو یہ کہیے۔ ظالم قوم کے سردار کو آپ نبی کہتی ہین"

ورجنا "مجھے ان باتون کے سننے کی تاب نہین۔ تم جس کام کو آئے ہو اُسکو بیان کرو"

افسر "مین شاہی حکم کی تعمیل کو آیا ہوں جو روزانہ سزا آپ کے لیے مقرر کی گئی ہو آج ابھی اُسکی تعمیل نہین ہوئی"

ورجنا "پھر دیر کس بات کی ہو۔ ہائے اے خدا تو مجھے موت کیون نہین دیتا تمام زخم پک گئے ہین روز اُنپر کوڑے پڑتے ہین سب طرح کی تکلیف ہوتی ہے۔ جان نہین نکلتی مگر ہر حال مین شاکر ہون۔

افسر ایک طرف گیا اور ایک کوڑا اُٹھا لایا۔ اسکے بعد اسنے صحن کی طرف اشارہ کر کے ایک سپاہی کو بُلایا۔ وہ سپاہی آیا اور ورجنا کو کونے سے اُٹھا کے بیچ مین ڈالدیا۔

ورجنا کی نسبت شاہ رچرڈ نے حکم دیا تھا کہ روزانہ پچاس کوڑے لگائے جایا کرین اور یہ افسر روز اسی وقت اس حکم کی تعمیل کے لیے آیا کرتا تھا۔ پیاری نازک اندام ورجنا سرنگون لٹائی گئی اور اُسکی پیٹھ پر کوڑے پڑنا شروع ہوے پیٹھ پر کوڑون کے سیکڑون نشان بنے ہوے تھے جنمین پیپ بھر آئی تھی۔ اور زخم روزانہ تازہ کر دیے جاتے تھے۔

ورجنا کی پیٹھ سے خون بہنا شروع ہوا مگر ظالم افسر نے اپنا ہاتھ نہ روکا جبتک پورے پچاس کوڑے نہ لگالیے۔

ورجنا نے اس سختی کو نہایت استقلال سے برداشت کیا اُسوقت اسکے ہونٹھون سے وہ کراہنے کی آواز بھی موقوف ہوگئی جو پہلے آرہی تھی۔ جب زیادہ تکلیف ہوتی تھی ورجنا ہونٹھ دانتون کے نیچے دبا کے اور منھ کو خوب کوشش سے بند کر کے ضبط کرتی تھی

افسر نے کوڑے لگانے سے فراغت کر کے دیکھا تو ورجنا اپنے ہوش مین نہ تھی۔ زیادہ تکلیف اور صدمے نے اُس پر غش کی حالت طاری کر دی تھی جھک کے نبض دیکھی بڑی مشکل سے نبض کا پتہ لگا۔ کیونکہ ورجنا کی اُمید دن کیطرح کبھی ادھر ادھر چھپتی پھرتی تھی۔

افسر اور اُس سپاہی نے ملکر پھر ورجنا کو اُسی کونے مین لٹا دیا مگر وہ اپنے ہوش مین نہ تھی آنکھین پتھرائی ہوئی تھین۔ نازک رخسارون پر جالکاہ صدمے سے کچھ کچھ پسینہ آگیا تھا ہاتھ پاؤن ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر خود افسر کا دل بھر آیا اور سپاہی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"ہائے یہ ظلم بھی میرے ہی ہاتھون سے ہونا تھا کیا شاہ رجرڈ کو اس کام کے لیے کوئی اور افسر نہین ملسکتا تھا۔ کمبخت مر بھی نہین جاتی مجھے کب تک یہ ظالمانہ کام کرنا پڑے گا"

سپاہی "حضور آپ کے ساتھ ہم کو بھی یہ ظلم دیکھنا پڑتا ہے۔ ہم مین اب اسکی بالکل طاقت نہین ہے روز ہم یہ ظلم دیکھتے ہین اور خون کے آنسوؤن سے روتے ہین اگر ہمارا زور چلتا تو ہم شاہزادی کو چھڑا دیتے"

افسر "کہین ایسا غضب نہ کرنا بادشاہ کے مزاج کو جانتے ہو کسقدر سخت واقع ہوا ہے تم سب کو اور تمھارے ساتھ مجھے بھی قتل کر ڈالے گا"

سپاہی "اسی خوف سے تو ہم سے یہ جرأت نہو سکی ورنہ کیا ہم اب تک درگذر کرتے"

افسر "اچھا اب مین جاتا ہون خبردار یہان کوئی آنے نہ پائے بادشاہ کا حکم ہے کہ کوئی یورپین شخص بھی اس مقام مین نہ گذر سکے"

سپاہی اور افسر دونون کمرے سے باہر نکلے سپاہی اپنے ساتھیون مین ملگیا اور افسر اس مکان سے نکل کے باہر چلا۔

یہ یورپین افسر شہر عکہ کی ایک سڑک پر جا رہا ہے اور دلمین کہتا جاتا ہے "کیا ذلیل کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مین ایک فوجی آدمی ہون میرا کام تھا کہ میدان مین جا کے مسلمانون کا مقابلہ کرتا۔ یہ نہین کہ مظلومون اور بیکسون پر ظلم کیا کرون۔ دیکھیے اس مصیبت سے کس روز نجات ملتی ہے اگر بادشاہ چاہے تو اُسے اس مزاج کے بھی بہت سے افسر ملجائینگے

جنکی اس ظالمانہ کارروائیون مین دلچسپی ہوگی۔مگر مین اس طبیعت کا آدمی نہین ہون
آواز آئی "ہیو مسٹر جارج" اس افسر کا نام جارج تھا جارج نے نظر اٹھا کے دیکھا تو
ایک اور یوربین افسر نظر آیا۔

یہ افسر شاہ رچرڈ سے پہلے سرزمین شام مین داخل ہوچکا تھا اور یہان زیادہ رہنے
کی وجہ سے کسی قدر عربی بھی بولنے لگا تھا۔اسکا اصل وطن فرانس تھا اور ایک پیدل
فوج مین کپتان کے عہدے پر مامور تھا۔

جارج "کہان سے آتے ہو"

شخص "پادری صاحب کے پاس سے آتا ہون آجکل تو ہم لوگ یہان بیکار ہین
نہ کچھ کام ہے نہ کاج ہی بیکار ادھر اودھر کی خاک اڑایا کرتے ہین"

جارج "غنیمت سمجھو"

جوزف "غنیمت کیا سمجھین! ہم سپاہی لوگ ہین لڑنا اور مرنا کام ہے بیکار بیٹھنے
کو تو ہم ہرگز غنیمت نہین سمجھ سکتے!!"

جارج "میرا یہ مطلب نہین ہے مین یہ کہتا ہون کہ خوش ہو یہان عکہ مین کوئی ایسی
خدمت تمھارے سپرد نہین کی گئی کہ زندگی سوہان روح ہو جاتی"

جوزف "یہان ایسی کون خدمت ہو سکتی ہے"

جارج "میرا کام ایسا واہیات ہے کہ زندگی سے عاجز آگیا ہون"

جوزف "کیا کام تمھارے سپرد ہے مجھے نہین معلوم"

جارج "شہزادی ورجنا کی سزا دہی میرے سپرد کی گئی ہے روز بلاناغہ پچاس کوڑے
لگانے پڑتے ہین۔شہزادی کی بیکسی اور مظلومی دیکھ کے آنکھون مین خون کے آنسو بھر آتے
ہین مگر کچھ نہین کر سکتا ہون"

جوزف "ورجنا نے بھی تو بہت بڑا جرم کیا مسلمانون سے ملکے مسلمان ہوگئی"

جارج "یہ سب مین جانتا ہون مگر ایسی نازنین اور صابر عورت کو کوڑے لگانا
کسی بڑے ہی سنگدل کا کام ہے"

جوزف "اچھا کوئی ترکیب کرو کہ وہ راہ راست پر آجائے آج اپنا قدیم مذہب اختیار
کرلے تو پھر اسکے لیے وہی راحت اور عشرت کے سامان فراہم ہو جائین"

جارج "یہی ہوتا تو رونا کاہے کا تھا - افسوس وہ تو کسی طرح مانتی ہی نہین"
جوزف "ابھی پادری صاحب کے یہان ایک شام کے مسیحی شخص سے ملاقات ہوئی جسکو دعوی ہے کہ مسلمانون کا چاہے کتنا ہی بڑا عالم شخص ہو اُس سے تسلیم کرا دونگا کہ دین عیسوی برحق ہے"
جارج "اور سب تسلیم کرینگے مگر ورجنا تسلیم نکرے گی"
جوزف "اُسے لیجا کے بحث تو کراؤ شاید مان جائے - وہ شخص کہتا ہے کہ سیکڑون مسلمان اُس سے بحث کر کے عیسائی ہو گئے اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا لایق شخص ہے"
جارج "تمھین اُسپر بڑا اعتماد ہے ایسا نہو کہ کوئی اور شخص ہو اور ادھر اُدھر لوگون سے کہتا پھرے اگر شاہ رچرڈ کو معلوم ہو گیا کہ مین اُسے ورجنا کے پاس لے گیا تھا تو میری جان کا دشمن ہو جائیگا"
جوزف "نہین وہ کسی سے نہ بیان کریگا - سمجھا دیا جائیگا - اور اگر اُسنے ورجنا کو قائل کر دیا تو خوف کی جگہ نہین ہے معلوم بھی ہوگا تو بادشاہ تمسے خوش ہوگا"
جارج "مگر مجھے یقین نہین کہ ورجنا مان لے اُسکے مزاج مین بڑی ضد ہے - اچھا خیر مین اُس شخص کو لیجاؤنگا - اسوقت مین گھر چلتا ہون تم تھوڑی دیر کے بعد اُسے میرے پاس لے آؤ تکلیف تو ہوگی مگر اس کام مین مسیح تم سے خوش بھی ہونگے"
جوزف "تم چلو مین ابھی لیے آتا ہون - اون صاحب کے دعوی کا بھی حال معلوم ہو جائیگا"

جارج اسکے بعد جوزف سے رخصت ہوا اور سیدھا اپنے مکان پر آیا ورجنا کی بیکسی اور اُسکے ساتھ اسکا ضبط اُسکے دلپر کچھ ایسا اثر کر گیا تھا کہ گھر مین آنے کے بعد اگرچہ ادھر اُدھر اپنا دل بہلاتا رہا مگر افسردگی اور غم کے آثار اُسکے چہرے سے ظاہر تھے -

تھوڑی دیر کے بعد جوزف اُس شخص کو ہمراہ لیے ہوے آیا جسکا وعدہ کر گیا تھا یہ ایک نوعمر شخص تھا - شام کے عیسائیون کی وضع تھی اور عربی فرانسیسی دونون زبانون مین نہایت فصاحت سے گفتگو کر سکتا تھا -

جارج "آپ کا اسم شریف کیا ہے"

شخص ''مجھے لوگ یوشع کہتے ہین''۔

جارج ''آپ کا وطن یہین ہو۔ ملک شام کے کس شہر مین آپ کا مکان ہے''

یوشع ''مکان تو طائر مین تھا مگر اب خانمان برباد ہون مسلمانون نے سب گھر بار لوٹ لیا میری زندگی مذہبی مناظرہ مین زیادہ گذری ہے مسلمان لوگ ایک تو یونہین مجھسے برہم تھے ان دنون لڑائی نے اُنھین اور بہ اشتعال دلایا۔ میرا گھر بار سب لوٹ لیا گیا اور مین نے بھاگ کے یہان اپنی جان بچائی''

جوزف ''خیر ان باتون مین افسوس کے سوا کیا حاصل ہے ہم لوگون کو آپ سے ایک پوشیدہ اور نہایت ضروری کام لینا ہے۔ آپ کو دعویٰ ہو کہ آپ ہر شخص کو تسلیم کرا دے سکتے ہین کہ دین مسیحی برحق اور سچا ہے''

یوشع ''ہان مجھے دعویٰ ہے''

جوزف ''مگر اس کام کے بیان کرنے سے پیشتر ہم آپ سے وعدہ لینا چاہتے ہین کہ آپ اُسکو راز سمجھ کے اپنے ہی تک رکھین اور کسی پر ظاہر نکرین''

یوشع ''مین نہین سمجھ سکتا کہ وہ کیا راز ہو مگر وعدہ کرتا ہون کہ کسی سے نہ بیان کرونگا''

جوزف ''آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے بادشاہ شیر دل شاہ رچرڈ کی بھانجی ورجنا مسلمانونکے جال مین پھنس گئی اُنھون نے اُسکو کچھ ایسا بہکا دیا کہ اب ہزار تدبیرین کیجائین اپنے مسیحی دین کو قبول نہین کرتی وہ یہین عکہ مین ہو بادشاہ کے حکم سے روز اُسپر پچاس کوڑے پڑتے ہین اور ہر طرح کی تکلیف دیجاتی ہے لیکن وہ دین اسلام سے توبہ نہین کرتی اگر آپ اتنا احسان کرین کہ قائل معقول کر کے دین مسیحی کی خوبیان اُسکے دل مین مرتب کردین تو ہم نہایت ممنون ہونگے''

یوشع ''تو اسمین راز کی کون بات ہے''

جارج ''راز یہ ہو کہ اگر اُسنے خدا کے بیٹے کا دین اختیار کر لیا تو کیا کہنا ہی۔ ہم آپکو بادشاہ سے بھی ملا دینگے اور اگر آپ کی نصیحتون نے اُسکے دل پر نہ اثر کیا اور یہ بات بادشاہ کے کان تک پہونچ گئی اور آپ کی وہان تک رسائی ہوگئی تو ہم لوگون کے خون کا پیاسا ہو جائیگا''

یوشع ''نہین مین کسی سے ذکر نہ کرونگا اور مجھے تو یقین ہے کہ وہ دین اسلام

چھوڑ دے گی لیکن یہ شرط ہے کہ کچھ سمجھدار ہو"

جوزف "آپ سمجھدار کہتے ہین حضرت وہ بڑی عالمہ فاضلہ ہے کون علم ہے جسمین اسکو بخوبی دخل نہین"

یوشع "تو مین ذمہ کرتا ہون کہ بہت جلد اپنے خیالات سے توبہ کرے گی"

جارج "اچھا تو تکلیف کرکے آپ کل صبح کو میرے پاس آجایئے اسوقت مین روز جایا کرتا ہون۔ کل آپ کو ہمراہ لیچلونگا"

یوشع "بہتر کل مین آپ کے ہمراہ چلونگا"

یہ کہکے جوزف اور یوشع جارج سے رخصت ہو کر چلے گئے۔ دوسرے روز یوشع تڑکے ہی جارج کے ہان پہونچا۔ یوشع نے کچھ ایسا اصرار کیا کہ جارج بہ نسبت معمول کے سویرے ہی شاہزادی ورجنا کے قید خانہ کو روانہ ہوا راستہ مین یوشع نے کہا "مگر ایک شرط ہے آپ ذرا تھوڑی دیر کے لیے دوسرے کمرے مین رہیے گا۔ مین شہزادی سے تنہا ملکے دیکھونگا کہ اُنکے اصلی خیالات کیا ہین آپ کے ہونے مین خرابی ہوگی وہ سمجھے گی دباؤ ڈالکر قائل کرانے آئے ہین۔ اور شاید گفتگو ہی نہ کرے"

جارج "اور مین ہونگا تو وہ اپنے اصلی خیالات ظاہر نہ کرے گی"

یوشع "آپکا کام ہے اُسپر ظلم اور زیادتی کرنیکا اگر میرے ساتھ آپ کو دیکھے گی تو ایک قسم کا دباؤ پڑجائیگا۔ اور وہ اپنے اصلی خیالات نہ ظاہر کرے گی مین آپکو زیادہ تکلیف نہ دونگا صرف ایک گھڑی بھر آپکو کسی دوسرے کمرے مین توقف کرنا ہوگا"

جارج "خیر اسمین کیا مضایقہ ہے۔ مین باہر صحن مین سپاہیون سے کھڑا باتین کیا کرونگا آپ اندر چلے جائیے گا"

یہی باتین کرتے ہوے دونون۔ بلاکش ورجنا کے قید خانہ مین پہونچے۔ حسب قاعدہ سپاہیون نے جارج کی سلامی کی۔ یوشع سبقت کرکے صدر کمرے مین گیا اور افسر باہر کھڑا ہوکے سپاہیون سے کچھ پوچھنے لگا۔

جارج "شاہزادی ورجنا آج رات کو کیسی رہی"

سپاہی "حضور ہم کو تو وہانتک جانے کی ممانعت ہے۔ مگر اتنا جانتے ہین کہ رات بھر بیتاب ہو ہو کے کراہنے اور درد کے دعا کرنے کی آواز آیا کی"

جارج :۔ ہاں رات کو بڑی تکلیف رہتی ہوگی۔ کیونکہ عموماً صدموں اور مرضوں کا قاعدہ ہو کہ رات کو ترقی کر جایا کرتے ہیں "
سپاہی :۔ کچھ عرض نہیں کیا جاتا کہ کتنی بڑی سنگدلی کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے "
جارج :۔ مجھ سے زیادہ "
یوشع نے سامنے آکے اشارے سے بلایا جارج لپک کے کمرے میں ہورہا اور جاتے ہی پوچھنے لگا :۔ کہیے آپکی نصیحتوں نے کچھ اثر کیا "
یوشع :۔ نصیحتیں کیسپر اثر کریں بڑی دیر میں تو ورجنا کو ہوش آیا ہو ان بیچاری کو اتنا دماغ کہاں کہ اس حالت میں کسی امر پر غور کریں مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ شاہزادی صاحبہ کا یہ حال ہو انہیں تو جواب دینے کی بھی طاقت نہیں ؟ ورجنا کی طرف دیکھکر اور زورلا اونچی آواز سے شاہزادی صاحبہ آپ نے افسوس عقل سے کام نہ لیا اور اپنے ہاتھوں خود بلا میں پھنس گئیں "
ورجنا :۔ اب تو پھنس گئی اور خدا کے سامنے کے سوا اور کہیں ان ظلموں کا بدلہ نہیں چاہتی ہوں "
یوشع :۔ دین اسلام میں آپ نے کیا خوبیاں پائیں جو اُسکی ایسی دلدادہ ہیں "
ورجنا :۔ ہائے اس دین میں ہزاروں خوبیاں ہیں اور مجھ میں ایک کے بیان کرنے کی بھی طاقت نہیں "
یوشع :۔ (جارج سے) ان میں کچھ قوت ہو تو بحث کریں۔ آپ دیکھتے ہیں یہ بحث کے قابل ہیں "
جارج :۔ پھر کیا کیا جائے "
یوشع :۔ اگر یہ ممکن ہو کہ چند روز کے لیے انکی سزا موقوف کر دیجائے اور انکے زخموں کا علاج ہو تو البتہ وہ غرض حاصل ہو سکتی ہے جسکے لیے آپ مجھے لائے ہیں۔
جارج :۔ یہ کیونکر ممکن ہو ؟ بادشاہ کے حکم کی مخالفت کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہو "
یوشع :۔ پھر میں مجبور ہوں "
جارج :۔ اچھا ایک بات ہو یہ سپاہی تو میرے اختیار میں ہیں آپ اخفاے راز کا وعدہ کریں تو ممکن ہے کہ میں کچھ روز سزا موقوف رکھوں "
یوشع :۔ میری طرف سے آپ خاطر جمع رکھیں مگر یہاں کوئی اور تو نہیں آتا ہے "

جارج :- نہین میرے سوا یہان کوئی نہین آسکتا قطعی ممانعت ہو اور ہان سزا تخیر موقوف ہو جائیگی مگر علاج کا کیا بندوبست ہوگا ۔ مین کسی ڈاکٹر کو نہ لا سکتا ہون اور نہ آنے دونگا ۔"

یوشع :- "آپ اسکی فکر نہ کیجیے ۔"

جارج :- "کیون ۔ کیا کسی اپنے دوست کو لائیے گا ۔ نہین یہ نہین ہوسکتا ۔"

یوشع :- "مین خود اس امر مین پورا کام کرسکتا ہون مین نے ڈاکٹری کے فن کو بہت محنت سے حاصل کیا ہو ۔ اور خصوص جراحی کے کام کو بہت اچھی طرح کرسکتا ہون بلکہ وعدہ کرتا ہون کہ پانچ چھ روز مین بالکل اچھا کر دونگا ۔"

جارج :- "یہ خوب بات ہو مگر آپ کو یہین رہنا ہوگا ۔ مین اسکی اجازت نہین دیسکتا کہ آپ روز آئین جائین ۔ یہان آدمی موجود ہین ۔ آپ جو دوا یا جو چیز منگوائین گے فوراً لیجائیگی اس طرح جبتک شہزادی صاحبہ اچھی ہون آپ یہین رہیے ۔"

یوشع :- "اس سے مجھے انکار نہین ہے مگر سپاہیون کو حکم دیدیا جائے کہ میری طاعت کرین اور مین یہان شہزادی صاحبہ کے قریب ہی رہونگا ۔ افسوس انکا کوئی تیماردار بھی نہین سب کام مجھی کو کرنا پڑیگا مگر اسمین فائدہ بھی یہ ہوگا کہ اتنے دنون کی صحبت مین انکے اعتقاد ٹھیک کرا لونگا ۔"

جارج :- "بہتر تو اب مین جاتا ہون کل اسی وقت آؤنگا ۔"

یہ کہہ کے جارج نے سپاہیون کے گروہ کو بلا کے حکم دیا کہ یوشع صاحب یہان رہینگے تم سب کو انکی اطاعت کرنا چاہیے ۔ خبردار کوئی بات خلاف نہو اگر مین نے شکایت سُنی تو تم جانوگے ۔ دوسرے یہ کہ یہان جو کچھ ہو اسکی خبر کسی کو کانون کان نہو ۔ ورنہ تم سب کو بہت سخت سزا دیجائیگی ۔

سپاہی :- "بھلا ہم حضور کے حکم کے خلاف کرسکتے ہین ۔ آپ کسی امر مین ہماری شکایت نہ سنین گے ۔"

جارج یوشع سے اور اُسکے بعد شاہزادی ورجنا سے رخصت ہو کے چلا گیا اور یوشع ورجنا کے علاج مین مشغول ہوا ۔ اُسنے دوائین منگوائین زخمون کو دھویا اور دوا لگا کے بندش کر دی اور آرام سے بیٹھ کے جوروش اور بلاکش ورجنا کی دلدہی کرنے لگا ۔

سترھوان باب

رسائی

پیاری ورجنا کے زخم اچھے ہو گئے ہین - اور یوشع کے سحر نما علاج نے کل تکالیف دور کردی ہین اپنے قید خانہ مین آرام سے بشاش اور خوش بیٹھی ہوئی ہو کہ یوشع سامنے آیا اور خندہ جبینی کے ساتھ کہنے لگا -

"شاہزادی صاحبہ اب آپ اچھی ہو گئین مگر مجھے خوف ہو کہ پھر وہی بلا آپ پر نہ نازل ہو جائے - انسان کو اپنے بچانے کی ضرور تدبیر کرنا چاہیے"

ورجنا "مجھے تو جو جو خوبیان دین اسلام مین نظر آئی ہین کسی دین مین نہین نظر آتین"

یوشع "اچھا تو صرف یونہین دکھلانے کے لیے ظاہر مین مان لیجیے - ان عذابون سے کسی طرح چھٹکارا تو ہو"

ورجنا "مجھے اس قسم کی دغا اور فریب سے نفرت ہے"

یوشع "ہر امر کا ایک موقع ہوا کرتا ہو - اسوقت یہی موقع ہو - پھر آگے چلکے سمجھا جائیگا"

ورجنا "نہین یہ مجھ سے نہوگا"

یوشع "اچھا آپ کا مین نے علاج کیا ہے - خدمت کی ہے - اسکو آپ کسی قسم کا احسان تسلیم کرتی ہین"

ورجنا "بیشک یہ آپ نے مجھپر احسان کیا"

یوشع "تو اس احسان کا معاوضہ یون ادا کیجیے کہ میری خاطر سے کہدیجیے کہ آپ نے دین مسیحی پھر اختیار کر لیا"

ورجنا "مجھ سے یہ نہوگا کہ جس منھ سے خدا کو ایک کہا ہو اُسی منھ سے تین کہون"

یوشع "(باہر صحن کی طرف دیکھ کر جہان قریب ہی چند سپاہی ٹہل رہے تھے) یہ دین کیسا برحق ہے! اسنے کس زور شور سے دنیا کے اکثر ممالک مین ترقی کی - خدا نے اسکی کیسی مدد کی سبحان مجھے حیرت ہو کہ آپ یہ سب باتین دیکھتی ہین اور اُس دین کو نہین قبول کرتین"

ورجنا ۔ "دل تو نہین گوارا کرتا مگر خیر مین کہدون گی"

یوشع ۔ "تو اب اسوقت وہ افسر آتا ہوگا آپ اُسکے سامنے ابھی تو پورا اقرار نہ کیجیے گا مگر کسیقدر میلان اس دین کی طرف دکھائیے۔ مین چاہتا ہون کہ شاہ رچرڈ کے سامنے آپ سے دین مسیحی کا اقرار کراؤن"

ورجنا ۔ "اس سے کیا فائدہ"

یوشع ۔ "آپ کو کیا۔ میری تو کوئی غرض ہے"

ورجنا ۔ "بہتر یہی سہی۔ (مسکرا کر) تو مجھے پھر عیسائی بننا پڑیگا۔ لیکن دیکھیے اگر آپ نہ کہتے تو مین ہرگز اس بات کو گوارا نہ کرتی"

تھوڑی دیر تک یوشع اور ورجنا مین باتین ہوتی رہین کہ اتنے مین حراست کرنے والے سپاہیون نے کسی کی سلامی کی۔

یوشع نے اُٹھ کے دیکھا تو جارج نظر آیا۔ جو ورجنا کی سزادہی پر مامور تھا۔

جارج سیدھا قیدخانے مین آیا۔ یوشع سے صاحب سلامت ہوئی اور ورجنا کی مزاج پُرسی کرنے لگا۔

یوشع ۔ "اب تو خدا کے فضل سے شہزادی صاحبہ اچھی ہوگئین"

جارج ۔ "یہ بتائیے کہ آپ نے کیا کارگذاری دکھائی"

یوشع ۔ "یہ میری کارگذاری نہین ہی کہ شاہزادی صاحبہ کو اسقدر جلد اچھا کردیا"

جارج ۔ "مگر جس ضرورت سے آپ نے اچھا کیا ہے اُس بات مین کیا کوئی کارروائی ہوئی"

یوشع ۔ "وہ بھی ہوجائیگا۔ کسیقدر تو انکے دل پر اثر ہوا ہی مگر ابھی اچھی طرح کامیاب نہین ہوا کیون شاہزادی صاحبہ اب مذہب کے بارے مین آپ کے کیا خیالات ہین"

ورجنا ۔ "ابھی تک مین دین اسلام کو کچھ بُرا نہین سمجھتی ہان آپ کی باتون سے یہ البتہ مجھے ماننا پڑا کہ قدیم عیسوی مذہب بھی بُرا نہ تھا"

جارج ۔ "(خوش ہوکر) بیشک یہ بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہماری شاہزادی صاحبہ کے خیالات کسیقدر پلٹے"

یوشع ۔ "خیالات کیا پلٹے۔ اب دیکھیے گا کہ سچے دل سے یہ ہمارے دین کی پابند

اور خدا کی بھی فرمانبردار ہونگی مگر اس بارے مین مجھے آپ سے پوشیدہ کچھ کہنا ہی "
جارج :- مین بسر و چشم حاضر ہون " (الگ جاکر) آپ ہمارے دین کے بڑے فاضل اور ایک رکن رکین ہین - تمام مسیحیون کو آپ کی قدر کرنا چاہیے - جو کچھ ارشاد فرمانا ہو فرمائیے "
یوشع :- یہ تو آپ جانتے ہین کہ مین بڑی کوششون سے شاہزادی ورجنا کو راہ راست پر لایا ہون اور آپکے فرمانے کے بموجب اس راز کے مخفی رہنے مین بھی مین نے کوشش کی - ایک بات کی مین بھی درخواست کرتا ہون اور اُمید ہے کہ آپ قبول کرینگے "
جارج :- فرمائیے - حتی الامکان مین آپ کی غرض پوری کرونگا "
یوشع :- کوئی دشوار بات نہین ہی - مین بس یہ چاہتا ہون کہ آپ شاہ رچرڈ کو یہ رپورٹ کرین کہ ایک شخص بلکہ میرا نام لکھدیجئے دعوی کرتا ہو کہ شاہزادی ورجنا کو قائل کرکے پھر دین عیسوی پر لے آئیگا مگر اُسکی کچھ شرطین ہین جو حضور ہی سے تنہائی مین عرض کرنا چاہتا ہے "
جارج :- (ذرا تامل کرکے) کوئی مشکل بات نہین ہے مین آج ہی رپورٹ کردونگا مگر آپ کی وہ شرطین کیا ہین "
یوشع :- یہ آپ نہ پوچھیے - اُن باتون کو مین خود بادشاہ ہی کی خدمت مین عرض کرونگا خود ورجنا کی خواہش کے بموجب مین نے وہ شرطین قرار دی ہین "
جارج :- خیر مین اُنکے ظاہر کرنے کی آپ کو تکلیف نہ دونگا "
یوشع :- اب شاہزادی صاحبہ اچھی ہوگئین - اس امر مین مجھے اطمینان ہوگیا ہی کہ اپنے قدیم مذہب کو اختیار کرلین گی "
جارج :- مجھے اسباب مین ابھی پورا اطمینان نہین ہے "
یوشع :- جی نہین آپکو نہین معلوم مین دم بھر مین خیالات بدلدونگا آپ مہربانی کرکے یہ رپورٹ کردیجیے اور مین آج ہی رملہ کو روانہ ہوتا ہون بلکہ آپ یہ بھی لکھدیجیے کہ مین حضوری مین عرض کرنے کو روانہ ہوگیا ہون اور وہان بادشاہ سے ملونگا اور شاہزادی ورجنا کو وہین طلب کراکے مباحثہ کرونگا - غالبًا حضور شاہ رچرڈ مجھ سے خوش ہون اور میرے لیے کوئی بہبودگی کی صورت نکل آئے "

جارج :- بہتر آپ جائیے - مگر آج ہی جائیے گا و اتنی جلدی اور شاہزادی صاحبہ کو اچھا ہو لینے دیجیے"

یوشع :- اب وہ اچھی ہین - مگر ایسا نہو کہ آپ پھر سزا دہی شروع کر دین اب اگر آپ کوڑے لگائین گے تو گنہگار ہونگے"

جارج :- مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بادشاہ شاہزادی صاحبہ کو صحیح و سالم دیکھ کے مجھسے ناراض ہو"

یوشع :- ان سب امور مین مین آپکو اطمینان دلاتا ہون اور بادشاہ کو اس خوشی مین کہ ورجنا نے پھر اپنا مذہب اختیار کر لیا ان باتونکا خیال نہ گذرے گا"

جارج :- اب چاہے جو کچھ ہو مگر مجھ سے خود نہو سکے گا کہ روز کوڑے لگایا کرون"

یوشع :- تو اب مین جا کے شاہزادی صاحبہ سے رخصت ہونگا اور آپ سے بھی رخصت ہوتا ہون - کیونکہ اب مین عکہ مین نہین ٹھہر سکتا"

جارج :- تو آپ کو اسقدر جلدی کاہے کی ہے"

یوشع :- مجھے بہت جلدی ہے اب مجھ سے نہین دیکھا جاتا کہ ایک مسیحیہ عورت بیجرم قیدخانے کی تکلیفین اُٹھائے"

جارج :- اچھا تو آپ تشریف لے جائیے اور مین اسی وقت جا کے بادشاہ کی خدمت مین رپورٹ کرتا ہون - اب دونون شاہزادی ورجنا کے پاس گئے

ورجنا :- (مسکرا کر) مشورہ کر آئے؟ کس امر مین مشورہ کرنا تھا"

یوشع :- شاہزادی صاحبہ مشورہ کیسا اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون"

ورجنا :- (متحیر ہو کر) رخصت! تو کیا اب آپ تشریف لیجائین گے؟ ہائے یہان کی تنہائی پھر میرے حق مین عذاب ہو جائیگی - کیا اب ملاقات نہو گی"

یوشع :- اب مین آپ سے بادشاہ کے سامنے ملونگا یہان جسقدر خدمت مجھ سے ہو سکتی تھی مین نے کی اب آپ خدا کی عنایت سے تندرست ہوؤ - میری کچھ ضرورت نہین صرف آپ کو اتنی تکلیف دونگا کہ آپ میری خاطر سے ہمارے شیر دل شاہ رچرڈ کے سامنے چلی آئین"

ورجنا "بادشاہ کے سامنے جانے سے میرا دل گھبراتا ہے میری صورت دیکھ کر اُنکی آنکھوں میں خون اوتر آئیگا"
یوشع "نہین اب ایسا نہوگا۔ آپ میری خاطر سے اُنکے سامنے جانا منظور کرلیجیے"
ورجنا "مجبوراً منظور ہی کرونگی۔ مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ وہان مجھے اپنا شوق نہین آپکی محبت لے جائے گی"
یوشع "اسکی نسبت مین آپ کا شکر گذار ہون خیر تو اب رخصت ہوتا ہون"
ورجنا نے حسرت واندوہ کے ساتھ اپنے چند روزہ کے رفیق اور دوست یوشع کو رخصت کیا۔
دونون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور دونون ایک دوسرے کو حسرت کی نظر سے دیکھنے لگے یوشع نے جاتے وقت ملک شام کی رسم کے موافق ورجنا کا ہاتھ چوم لیا اور جارج کا ہاتھ پکڑکے صحن مین اُترا اور دروازہ سے نکلا چلا گیا۔ راستہ ہی مین یوشع جارج سے رخصت ہوا اور چلتے وقت پھر تاکید کرگیا کہ رپورٹ آج ہی روانہ ہوجائے۔

اٹھارھوان باب ۱۸

رسائی

ساحل رملہ پر سیکڑون انگریزی جہاز قطار در قطار فوجی قاعدے سے لنگر افگن ہین ہوا چل رہی ہے اور اُنکی خوشنما جھنڈیان جنپر یورپین سلطنت کے مختلف معرکے بنے ہین لہرالہرا کے عجیب ودلفریب بہار دکھا رہی ہین۔
آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے اور ان جہازونکا سایہ متلاطم موجون پر ہوتا ہوا خشکی کے کنارے تک آیا ہے۔ اور وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ چڑیان یہ بہار دیکھنے کے لیے خشکی سے اُڑ اُڑ کے سمندر پر گئین ہین۔ اور ادھر اُدھر کے مستولون پر اُڑ اُڑ کے بیٹھتی ہین۔ ان طیور مین بہت سے شام ہوتے دیکھ کر بسیرے کے خیال مین جہازون پر سے اُڑتے ہین اور فضا کے دور مین چکر لگاتے ہوے خشکی کی طرف بڑھتے چلے آتے ہین۔
خشکی پر اُس میدان مین جو شہر رملہ کے داہنے جانب واقع ہے ہزارون خیمے نصب ہین اور بیچ مین مجاہدین یورپ کا صلیبی جھنڈا گڑا ہوا ہے جسپر ایک بہت بڑا پھریرا آخر وقت

کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور ہلکی ہلکی ہوا مین اُڑتا ہے۔
جا بجا سمندر کے کنارے اکثر یورپین سپاہی کھڑے باتین کر رہے ہین اور ہسوقت کے خوشگوار سمان سے لطف اُٹھا رہے ہے۔ عین جھنڈے کے نیچے شاہی خیمہ ہے جس کے آگے کرسیان پڑی ہین اور شاہ رچرڈ مع اپنے مصاحبون اور سرداران فوج کے جھرمٹ مین بیٹھا ہوا ہے۔
رچرڈ "یہ لڑائی روز بروز طول کھینچتی جاتی ہو۔ اور یکسوئی کی صورت اسوقت تک نظر نہین آتی"
ایک افسر "کئی باتون نے ہمین مجبور کردیا ادھر تو موسم خراب آگیا اور ادھر اُس سرزمین کی آب وہوا ہمارے ہموطنون کے بالکل خلاف پڑی۔ ہماری فوج کے لوگ روز بروز بیمار پڑتے جاتے ہین"
رچرڈ "اور لڑائی کی یہ کیفیت ہو کہ ہمین بلاد سواحل سے آگے بڑھنے کا موقع نہین ملتا خشکی مین دس میل بھی قدم بڑھا کے نہین جاسکتے۔ ان شہرون کی لڑائیون مین بھی ہم پوری طرح کامیاب نہین ہوسکے اور آگے جب بڑھے ہمین زک ہوئی۔ علاوہ برین وہان ہمین رسد فراہم کرانے مین کسی طرح کامیابی نہین ہوتی"
ایک شامی عیسائی "حضور آگے بڑھنے مین وقتین ہین۔ مگر اتنی بہادریان دکھا کے اپنی جانین تلف کرکے بیکار بیٹھ رہنا کسی طرح نہین مناسب ہو۔ بہت بڑی بدنامی ہوگی اب آپ کو بیت المقدس کی طرف بڑھنا چاہیے"
رچرڈ "مین اسی فکر مین ہون کہ بیت المقدس کیطرف کیونکر بڑھون اچھا تم نے تو اس شہر کو دیکھا ہوگا میرے سامنے اُسکا نقشہ کھینچو دیکھون کہ اس شہر کے محاصرے مین ہمکو کیا تدبیر کرنا چاہیے"
شامی عیسائی نے بیت المقدس کا نقشہ کھینچکر شاہ رچرڈ کے سامنے پیش کیا اور بتانے لگا کہ اسطرف یہ وادی ہو۔ ادھر یہ صحرا ہے اور اسطرف یہ پہاڑی ہو۔ اسطرف یہ جنگل ہو۔
رچرڈ "شمال کی طرف اشارہ کرکے) اور اسطرف کیا ہے۔

لہ جسقدر لڑائیان لڑا سب بندرگاہون ہی پر محدود تھین۔ صلاح الدین نے کسی طرح خشکی مین اُسے نہ بڑھنے دیا مجبوری شاہ رچرڈ نے آخر کو خود اپنی زبان سے ظاہر کیا۔ دیکھو ابن اثیر ۱۲

شامی "اسطرف ایک وادی ہے جو بہ نسبت اور طرفون کے دشوار گذار ہے"
رچرڈ "یہ وادی کسقدر گہری ہے اور کیسی ہے"
شامی "حضور یہ مقام بہت گہرا ہے اور نہایت ہی نشیب مین واقع ہے اور ادھر سے گذرنا بھی دشوار ہے"
رچرڈ[1] دیر تک اس نقشہ پر غور کرتا رہا اور آخر سوچ سمجھ کے کہنے لگا "جبتک صلاح الدین زندہ ہے ممکن نہین کہ کوئی شخص اس شہر پر قبضہ کر سکے اسکا فتح کرنا بالکل محال ہے" کل افسران فوج حیرت و تعجب سے رچرڈ کی صورت دیکھنے لگے۔
رچرڈ "کوئی حیرت کی بات نہین ہو اگر ہم اس وادی کو چھوڑ دینگے اور باقی سب اطراف محاصرہ کرینگے تو صلاح الدین کے پاس برابر فوج اور رسد باہر سے پہنچتی رہیگی اور اگر ہم اس طرف بھی اپنی فوجین رکھین گے تو صلاح الدین یکایک حملہ کرکے اُس فوج کو مار ڈالیگا اور دیگر اطراف کی فوجونکو خبر بھی نہو گی کسیطرح ممکن نہین ہے کہ اس شہر کا محاصرہ کیا جائے"
شامی "پھر کیا کیا جائے"۔
رچرڈ "میرے نزدیک تو بیت المقدس سے دست بردار ہونا چاہیے۔ تم سمجھو تو کہ ہم اُس بارے مین کیا کر سکتے ہین"
شامی "اسمین کوئی شک نہین کہ خاص شہر بیت المقدس کے محاصرے مین صلاح الدین کا زور ہمپر ہر طرح چل جائیگا۔ اور ہم اسکا کچھ نہ بگاڑ سکین گے۔ مگر مین خیال کرتا ہون کہ اسمین ہماری قوم کی بڑی بدنامی ہوگی"
اتنے مین ایک افسر نے آگے عرض کیا۔ حضور اُس روز جو رپوٹ عکہ سے آئی تھی کہ یوشع نامی ایک شامی عیسائی دعوی کرتا ہے کہ شاہزادی رجنا کو قائل کرکے عیسائی بنا دےگا اور کچھ خاص شرائط حضوری مین عرض کرنے کے لیے روانہ ہوا ہو۔ حضور نے اس شخص کی نسبت دریافت بھی فرمایا تھا آج اُس شخص کا پتہ لگا وہ صرف آپکی

---

[1] رچرڈ نے نقشہ دیکھکے یہی اعتراض کیا اور اسکے بعد پھر اُسکی جراُت نہ پڑی کہ صلاح الدین کے مقابلہ کی کوشش کرے۔ اصل یہ ہو کہ جس طرح صلاح الدین رچرڈ کی سپہگری کو مانتا تھا اسی طرح رچرڈ صلاح الدین کی جراُت اور سپہگری کو مان گیا تھا ۱۲

خدمت مین باریاب ہونے کی غرض سے یہان حاضر ہوا ہے"۔

رچرڈ:- "وہ شخص کہان ہو؟ مجھے تو کئی روز سے اُسکی تلاش ہو"۔

افسر:- "اگر اجازت ہو تو حاضر کرون"۔

رچرڈ:- "بیشک لاؤ - ابھی لاؤ"۔

وہ شخص گیا تھوڑی دیر بعد ایک ذیعمر شخص کو ہمراہ لے کے حاضر ہوا اُس شخص نے نہایت ادب سے شاہ رچرڈ کو سلام کیا اور کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے بیٹھنے کی اجازت دی تو ایک کرسی پر وہ خموشی اور سنجیدگی سے بیٹھ گیا۔

رچرڈ:- "تمھارا ہی نام یوشع ہو؟"

یوشع:- "حضور مجھی کو یوشع کہتے ہین"۔

رچرڈ:- "اور تمھارا وطن کہان ہے"۔

یوشع:- "یہین ملک شام مین"۔

رچرڈ:- "یہان کے کس شہر مین"

یوشع:- "طائرہ مگر اب تو مسلمانون نے سب گھر بار لوٹ لیا۔ خانمان برباد ہون ورنہ یہان کے قدیم اور خاندانی شرفا مین تھا"۔

رچرڈ:- "تم ورجنا کو قائل کر کے عیسائی بنا لوگے"۔

یوشع:- "خدا سے اور اُسکے بیٹے سے تو ایسی ہی اُمید ہو میری زندگی زیادہ مناظرے ہی مین گذری ہے اور میری کوشش سے بہت سے مسلمانون نے دین حق اختیار کیا اس امر کی صحت مین علاوہ دیگر بہت سے ثبوت دے سکونگا"۔

رچرڈ:- (کسی قدر غور کر کے) "اور ہان تمھارے شرایط کیا ہین"۔

یوشع:- "انکو مین تنہائی مین اور صرف آپ ہی سے عرض کرنا چاہتا ہون"۔

رچرڈ اوٹھ کھڑا ہوا اور یوشع کو ہمراہ لے کے خیمہ مین چلا گیا یہان افسرون مین بیت المقدس کی نسبت طرح طرح کی باتین ہونے لگین اور بعض افسر بعض سے چپکے چپکے کہنے لگے۔ اب معلوم ہوتا ہو کہ ہمکو کوشش اور سب جانین جو اس لڑائی مین کام آئین بیکار گئین تقریبا گھنٹہ بھر کے بعد رچرڈ اور اُسکے پیچھے یوشع خیمہ سے نکلے۔

رچرڈ:- "تو مین ورجنا کو یہین بلوا تا ہون"۔

یوشع ''ضرور بلوا لیجیے۔ مینے جس بات کا دعویٰ کیا ہو اُسمین خدا نے چاہا تو سچا ثابت ہونگا''

رچرڈ ''مگر ایک بات میری سمجھ مین نہین آئی''

یوشع ''وہ ارشاد ہو''

رچرڈ ''اسکی ذمہ داری تم کیونکر کر سکتے ہو کہ صلاح الدین صلح منظور کر لیگا مین کئی بار کہہ چکا ہون مگر اُسنے نامنظور کیا۔ مین تو بدل خواستگار ہون کہ صلح ہو جاے مگر صلاح الدین ہی نہین منظور کرتا''

یوشع ''حضور مین طائر کے بڑے عالی خاندان لوگون مین تصور کیا جاتا ہون صلاح الدین کے بیٹے ملک الافضل اور بھائی ملک العادل سے مجھ سے کسی زمانہ مین ملاقات تھی اور ابتک راہ و رسم ہے۔ فوجی لوگون نے مجھے لوٹ لیا۔ اور عزیز کی فوج والون نے مجھپر ظلم کیا مجھے یقین ہو کہ مین شاہزادہ افضل اور ملک العادل کے ذریعہ سے جس امر کی کوشش کرونگا اسمین کامیابی ہوگی۔ اور یہ دونون خود بھی صلح کے خواستگار ہین مگر یہ بات اسوقت پر منحصر ہے جب حضور میری شرط کو قبول کر لین''

رچرڈ ''(دیر تک سرنگون رہ کے) تمھاری شرط بہت سخت ہے۔ مگر بعض ایسے امور درپیش ہو گئے ہین کہ خواہ مخواہ مجھے منظور کرنا پڑے گا۔ اچھا مین تمھاری شرط منظور کرتا ہون۔ مگر (پھر سوچنے لگا) اچھا کچھ نہین''

یوشع ''تو حضور حکم دیجیے کہ شاہزادی ورجنا بہت جلد یہان لائی جائین''

رچرڈ ''مین تو اسی وقت لکھے بھیجتا ہون۔ میرا قصد تھا کہ ورجنا کو بہت سخت سزا دون مگر مسیح کے طفیل مین چھوڑ دونگا۔ اُسکا جرم صرف یہی نہین ہے کہ اس نے مسلمانون کا مذہب اختیار کر لیا۔ اُسنے انگلستان کے نام کو دھبہ لگا دیا۔ اُسنے مجھے یورپ کی نظرون مین ذلیل کیا اُسنے میری فوج کے بہت سے آدمی قتل کیے۔ یہ ایسے جرم نہین ہین کہ وہ زندہ چھوڑ دی جاے''

یوشع ''مگر اب آپ کو رحم کرنا چاہیے۔ مسیح کا نون جسکی نجات دلوا ئے اسکو خود بھی آزاد کرنا چاہیے''

رچرڈ ''اب تو یہ ہونا ہی ہو۔ مگر وہ اس قابل نہین ہے''

یوشع ''یہ تو مین بھی جانتا ہون اب جس روز حکم ہو حاضر ہون''

رچرڈ ”آخر تم یہیں رہو گے دوسرے تیسرے دن آجایا کرو۔ یا کہیں جانا ہے“
یوشع ”جانا کہیں نہیں ہے جبتک میرا مقصد پورا نہو گا حضور کے دربار کو ہرگز نہ چھوڑونگا اور بعد کو کہیں جاؤنگا۔ سوا بادشاہ کے دامان عاطفت کے اور کہاں پناہ ملسکتی ہے“
رچرڈ ”تم کو ہر وقت آنے کی اجازت ہے۔ اور جس کام کا تمنے وعدہ کیا ہے اُس بارے میں کوشش کرتے رہنا“
یوشع ”میں آج ہی سے اس کام کی تدبیر شروع کردونگا“
یہ کہہ کے یوشع نے کھڑے ہوکے ادب سے سلام کیا اور چلا گیا۔ رچرڈ اسکے جانیکے بعد دیر تک ساکت رہا اور بادشاہ کے سکوت سے مجلس بھر میں ایک خموشی پیدا ہو گئی آخر بادشاہ نے سر اٹھا کے اہل الرا ے امیروں سے کہا۔
”یہ شخص بہت مفید آدمی معلوم ہوتا ہے وعدہ کرتا ہے کہ عمدگی سے صلح کرا دیگا“
ایک افسر ”مگر حضور ہم کیونکر اعتماد کر سکتے ہیں“
رچرڈ ”چند روز میں اسکا بھی تجربہ ہو جائیگا اسی لیے میں نے اجازت دیدی ہے کہ اکثر میرے پاس آیا کرے“
افسر ”عکہ کے ایک جوزف نامی افسر نے جو میرا ماتحت ہے اسکی بڑی تعریف لکھی ہے اور لکھا ہے کہ دین عیسوی کا بڑا عالم و فاضل ہے۔ وہاں کے پادری صاحب بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں بظاہر اسباب تو معتمد معلوم ہوتا ہے“
رچرڈ ”اسکی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دغا و فریب کا آدمی نہیں ہے“
افسر ”اور ہمارے ساتھ کیا فریب کرے گا“
رچرڈ ”آج ہی عکہ میں حکم بھیجدیا جائے کہ وہ لوگ جو ورجنا کی حراست کرتے ہیں اسی طرح حراست میں یہاں لے آئیں۔ اب تو غالباً ان مصیبتوں سے تنگ آکے وہ خود بھی چاہتی ہوگی کہ کسی طرح آپ کو ہلاکت سے بچائے“
افسر ”شاہزادی اس طبیعت کی آدمی نہیں ہے۔ اُسکے مزاج میں نہایت درجہ ضد ہے۔ ہاں اگر کوئی اُسکے دل ہی میں یہ خیال ڈالدے کہ مسلمانونکا دین برا ہے تو اور بات ہے“
رچرڈ ”اسکا بھی حال معلوم ہو جائے گا۔ مگر اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ حقیقتہ

سے وہ ہر بات مین ہٹ کیا کرتی تھی۔ خیر اب مین خیمہ مین جاتا ہون تم لوگ بھی جاؤ"
یہ کہہ کے شاہ رچرڈ اُٹھا اور خیمہ مین چلا گیا۔ تمام افسر اور مصاحب بھی اپنے قیام گاہ کو گئے۔

۱۹
اُنیسوان باب

نامہ وپیام

شاہزادہ افضل فوج کے سامنے اُس سڑک پر جا رہا ہو جو یافہ سے رملہ کو گئی ہو اُسکا چچا ملک العادل بھی ہمراہ ہے۔ دونون گھوڑون پر سوار ہین اور باہم باتین کرتے جاتے ہین ملک الافضل ایک لمبی زرد عبا پہنے ہوے ہو سر پہ عمامہ ہو اور بالکل کلغی لگی ہو ہاتھ مین نیزہ ہے جس پر ایک ریشمی جھنڈی اُڑ رہی ہے۔ ملک العادل کا لباس بھی اسی وضع سے ملتا ہوا ہے مگر فرق یہ ہے کہ اُسکی عبا کا رنگ عنابی ہو۔ دونون کے پیچھے پانچ ہزار سوار صفین باندھے آہستہ آہستہ سڑک پر جا رہے ہین۔ جاتے جاتے ایک مقام پہ پہونچ کے ملک العادل نے شاہزادہ افضل سے کہا۔
"کہین ایسا نہو کہ کسی نے جھوٹ اُڑا دیا ہو۔ عیسائیون کا اب تک پتہ نہین ہے"۔

افضل۔ "نہین یہ خبر جھوٹ نہین ہو سکتی خود میرے جاسوس یہ خبر لائے ہین"
عادل۔ "خیر چلو مجھے شک ہو ہان اور تمھین کچھ عزیزہ کا حال معلوم ہوا"
افضل۔ "اسوقت تک کچھ خبر نہین آئی اُنکو معلوم ہوا تھا کہ شہر سور پر عیسائیون نے یورش کر کے قبضہ کر لیا۔ دس ہزار سوار اُنھون نے ہمراہ لیے اور سیدھے اسطرف روانہ ہوے لیکن اسوقت تک معلوم نہین ہوا کہ وہ کہان گئے انھون نے کیا کارروائی کی اصل یون ہو کہ شاہزادی ورجنا کے گرفتار ہو جانے سے اُنکے حواس نہین ٹھکانے رہے"
عادل۔ "اگر اُنکی طرف سے کوئی آدمی نہین آیا تو مین خود قاصد بھیجکر دریافت کرنا چاہیے"
افضل۔ "یہان سے واپس چلکے کچھ بندوبست کرونگا"
یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے قریب ہی صلیب کا نشان نظر آیا عیسائیون نے سامنے کو

اتنا بھی موقعہ نہ پایا کہ اس سفر کے بعد وہ دم لے سکیں فوراً آہی حملہ کر دیا۔ ہمراہیان ملک الافضل نے ابھی تکبیر کہی مسیحیوں نے یہ حملہ اس پھرتی اور جرأت کے ساتھ کیا تھا کہ مسلمان لوگ اُنکے پہلے ہی حملہ میں نہایت بری طرح پسپا ہو گئے۔

شاہزادہ افضل اور ملک العادل نے بہت روکا مگر جب لوگوں کا قدم اکھڑ جاتا ہے وہ لوگ بہ مشکل رُک سکتے ہیں۔ ایک میل تک عیسائیوں نے تعاقب کیا اور جو کچھ مال و اسباب مل سکا لوٹ لے گئے۔

شاہزادہ افضل جنگل میں نہایت ندامت کے ساتھ اپنے چچا سے ملا۔ اور کہنے لگا "افسوس اسوقت ہمکو بہت بڑی شکست اٹھانا پڑی اس مرتبہ تو مسلمانوں نے بے لڑے دل ہار دیا۔ ان لوگوں کی بزدلی نے ہمارا بہت بڑا نقصان کیا۔ اب ہم کو کیا کرنا چاہیے کہ ہم اپنے نقصان کا معاوضہ لے سکیں۔"

عادل "یافہ میں چلئے ہم اور فوج لیں گے اور ان کافروں سے ابھی آ کے مقابلہ کرینگے"

افضل "مگر جبتک ہم یافہ میں جا کے آئیں وہ رملہ میں پہونچ جائیں گے اور رملہ میں اُنکی بیشمار فوج جمع ہے جس سے ہم اپنی اور یافہ کی فوج لے کے مقابلہ نہیں کر سکتے"

عادل "اپنے جاسوس چھوڑ جاؤ اور جسوقت خبر معلوم ہو کہ انکا کوئی گروہ باہر نکلا ہے یکایک آ پڑو اس طرح تم اُنکو چند ہی روز میں بہت پریشان کر دو گے اور اُن کا کچھ زور نہ چل سکے گا"

افضل "اچھا یہی کرونگا اور حتی الامکان کوشش کرونگا کہ عیسائیوں کو اپنے کیمپ سے نکلنا دشوار ہو گا۔ سنا گیا ہے کہ رملہ کے قرب و جوار میں اُنکیں جو کچھ پاتا ہے لوٹ لیتے ہیں۔ تمام گانوں ویران پڑے ہیں"

عادل "علاوہ بریں اب عیسائیوں کے دل میں ہمارا خوف بیٹھ گیا ہے وہ صلح پر آمادہ ہیں۔ شاہ رچرڈ کی طرف سے برابر صلح کی درخواستیں آ رہی ہیں سلطان صلاح الدین کے نہ منظور کرنے سے ابھی تک لڑائی ہو رہی ہے۔ مگر غالباً سلطان بھی اب منظور کریں گے اس عرصہ میں جو کچھ ہو جائے اُسے غنیمت سمجھو"

افضل "اچھا تو آیئے یافہ چلئے" یہ کہہ کے دونوں نے گھوڑوں کی باگ اُٹھائی اور ریگستانی میدان میں گھوڑوں کے سموں سے گرد اُڑاتے ہوئے یافہ کو روانہ ہو گئے

قریب ہی تھا تقریباً دو گھنٹہ میں وہیں تھے۔ وہ سب سوار جو عیسائیون کے مقابلے میں پسپا ہوکے بھاگ گئے تھے وہ بھی پا فیصلے کئے گئے تھے ملک العادل نے انکی بزدلی پر انھیں بہت لعنت ملامت کی اور پھر ایک فوج بارہ ہزار سوارونکی منتخب کی اچھے اچھے ہوشیار اور تجربہ کار سپاہیونکو ہمراہ لیا اور رملہ کی جانب روانہ ہوا ان سوارون مین نصف سے زیادہ مصری فوج کے لوگ تھے اور باقی اطراف شام و عرب کے جوان تھے۔

رملہ کا نصف راستہ قطع کرکے ملک العادل نے اپنی فوج کے دو حصے کئے ایک حصہ مین شاہزادہ افضل کو حکمران کیا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لیا اور کل لوگون کیطرف خطاب کرکے کہنے لگا ؛؛

"اے پیارے رسول اور اپنے دین پر جان و مال فدا کرنیوالے مسلمانون! یہ وہ سرزمین ہے جسکو ان لوگون نے نصاریٰ کے ہاتھ سے چھینا تھا جو خود حضرت رسول ؐ کی صحبت کا لطف اٹھائے ہوئے تھے اور تعلیم نے جنکے نفوس کو بالکل پاک صاف کردیا تھا یہ ملک گویا اب تمھاری ہی ہو گئے آج فرنگستان سے نصاریٰ جوق جوق آئے ہین اور چلے آتے ہین کہ تمھارا قدیم ورثہ تم سے چھین لین تاہم یہ انکی غلطی ہے تمھارا ورثہ صرف یہ ملک شام ہی نہین ہے بلکہ اسکے ساتھ بہادری بھی تم کو ورثہ مین ملی ہے۔ جبتک یہ دوسرا ورثہ یعنے بہادری تم مین ہے پہلے ورثہ مین تم کامیاب رہوگے اور کوئی تم سے چھین نہ سکے گا۔ مین خیال کرتا ہون کہ تم حقیقت مین بہادر اور جانباز ہو۔ ایک خفیف سی شکست اگر ہو بھی گئی تو تم پر الزام نہین آیا۔ عیسائی رملہ مین مقیم ہین رملہ کے گرد بہت سے مسلمان آباد ہین جو تمھارے بھائی ہین افرنجی انکو قتل کیے ڈالتے ہین انکو لوٹے لیتے ہین۔ اب مین تمھین لے کے چلتا ہون کہ انکو اس مصیبت اور بلا سے بچاؤ یہ کہکے ملک الافضل سے کہا۔

"میری رائے ہے کہ ایک حصہ فوج لے کے تم رملہ کے اسطرف روانہ ہو اور دوسرا حصہ لے کے مین اوسطرف جاؤن اور ادھر کے گاؤن کو افرنجیونکے قتل و غارت سے بچاؤن ؛؛

افضل ؛؛ یہی تدبیر مناسب ہے ہمین چاہیے کہ حکمت عملی کے ساتھ ہم انھین ہر طرف سے گھیرے رہین بلکہ ہمین اونسے قریب ہی رہنا چاہیے۔ اگرچہ تو مین انسے اسقدر قریب رہتا کہ انکے جوش و خروش کو مین سن سکتا اور ہماری تکبیر کو وہ سن سکتے مگر پھر بھی مین اپنا

ضرور کرونگا اپنے دو ایک آدمی اُنکے کیمپ کے قریب رکھونگا تاکہ ہر وقت خبر ملتی رہے "
یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے مسیحیون کا ایک پانسو آدمیونکا گروہ نظر آیا جو نہر الاسود کو اُترکے رملہ کیطرف جا رہا تھا۔
ملک العادل نے اپنے سوارون کو روک لیا اور ملک الافضل نے بلا تامل اپنی نصف حصہ فوج کو ہمراہ لے کے حملہ کر دیا۔
مسلمانون کی اتنی بڑی فوج کو آتے دیکھ کر عیسائیون کے ہاتھ پیر پھول گئے اور تمام سامان رسد چھوڑ کے بڑی بے سامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانونکے ہاتھ سے تخمیناً دیڑھ سو مسیحی قتل ہوئے اور کچھ گرفتار ہوئے باقی بھاگ گئے۔ شاہزادہ افضل قتل و غارت سے فراغت کر کے واپس آیا مگر چند مسلمان سوار ان لوگونکا تعاقب کرتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ یہ لوگ جب واپس آنے لگے تو راستے مین اُنھین ایک مسیحی شخص ملا جسنے اپنے آپکو اُنکے حوالہ کر دیا۔ اور کہا۔
"مین ایک خط لایا ہون جو سلطان صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کے نام ہے "
اگر تمھین معلوم ہے تو بتا دو کہ وہ کہان ہین مجھے خبر ملی تھی کہ یافہ مین ہین اور وہین مین جانیوالا تھا لیکن اب تم سے ٹھیک ٹھیک پتہ معلوم ہو جائیگا۔
سوار "وہ خط کس نے بھیجا ہے "
عیسائی "یہ بھی انکو خط دیکھ کے معلوم ہو جائیگا مین اسے افرنجی کیمپ سے لایا ہون "
سوار "ملک العادل ہمارے ساتھ ہین۔ چل ہم تجھکو اُنکے پاس پہونچا دینگے "
عیسائی "مین تمھارے ساتھ چلتا ہون "
غرض مسلمان سوار اُسے لیے ملک العادل کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یہ مسیحی شخص آپکی خدمت مین کہین سے خط لایا ہے۔ ملک العادل نے ہاتھ بڑھا کے خط لیا اور لفافہ کھول کے پڑھنے لگا۔ یہ خط پڑھ کے ملک العادل سکوت مین ہو گیا۔ دیر تک سرنگون بیٹھا رہا اور کچھ سوچا کیا ملک العادل یہ خط پڑھ ہی رہا تھا کہ شاہزادہ افضل آ گیا۔
شاہزادہ افضل "چچا جان آپ کیون خاموش بیٹھے ہین "
عادل نے وہ خط افضل کے ہاتھ مین دیدیا اور کہنے لگا "مین کیونکر کہہ سکتا ہون کہ سلطان صلح منظور کر لین گے۔ رچرڈ کی بہت سی درخواستین آ چکی ہین اور برابر پھیر دی گئین "
یہ کہہ کے ملک العادل نے ملک الافضل کی طرف آنکھ سے کچھ اشارہ کیا۔

افضل "(کچھ دیر سوچ کر) آپ سے یوشع سے کہان کی ملاقات ہو؟ اور آپ پر اسکا کیا حق ہو کہ آپ سے اس دعوے کے ساتھ وہ صلح کرا دینے کی درخواست کرتا ہی۔"

عادل "مین جن دنون طائر کی حکومت پر مامور تھا اُن دنون اُس سے بہت ملاقات تھی۔ اور اُسنے مجھپر ایسا احسان کیا تھا کہ اُسکی درخواست کو بمشکل مسترد کر سکتا ہون"

افضل "تو کوشش کیجیے کہ صلح ہو جائے"

عادل "ہان میرا قصد ہے کہ سلطان صلاح الدین کے پاس خود چلا جاؤن اور اُنھیں مجبور کرون کہ اب عیسائیون کے حال پر رحم کرین"

افضل "آپ جائینگے تو مجھے یقین ہے کہ صلح ہو جائیگی"

عادل "اچھا کچھ ضرورت نہین مین لکھے دیتا ہون۔ سلطان میرے کہنے کے خلاف نکرینگے اچھا پہلے اُس خط کا جواب تو لکھدون"

یہ کہہ کے ملک العادل نے یوشع کے نام ایک خط لکھا جسمین اطمینان دلایا تھا کہ ہفتے کے اندر ہی صلح ہو جائیگی۔ نصرانی وہ خط لیکے یورپین کیمپ کو روانہ ہوا اور ملک العادل شاہزادہ افضل کو ہمراہ لیے ہوے ایک اور پرائیوٹ خیمہ مین چلا گیا۔

۲۰ بیسوان باب

انجام بخیر ہوا

ابھی کسیقدر رات باقی ہے تارے کھلے ہوے ہین اور مرغان خوش الحان منتظر ہین کہ رات کی سیاہ چادر اُفق مشرق مین چاک ہو اور یہ نغمہ سنجی مین مشغول ہون۔ رملہ کے میدان مین انگریزی فوج کے خیمے پڑے ہین جو اس اندھیری رات مین بھی اپنی سفیدی کی جھلک آس پاس والونکو دکھا دیتے ہین شاہ رچرڈ کا خیمہ فوجی خیمون سے ذرا ہٹ کے ایک بلند اور مسطح تختہ پر نصب ہے اور اُسکے گرد اور چند شاندار خیمے ہین جو مختلف اغراض مین خاص بادشاہ کے کام آتے ہین۔ ان خیمون مین نہایت تیز روشنی ہو رہی ہے اور یہ روشنی اس پچھلی رات کے سین مین نہایت بہار دکھا رہی ہے۔ ان خیمون مین سے ایک مین شاہ رچرڈ جلوہ افروز ہے اُسکے داہنے پہلو پر یوشع ادب سے سر جھکائے بیٹھا اور بائین طرف دس بارہ افسران فوج مسلح بیٹھے ہین۔

رچرڈ "یوشع آج تمھاری سحر بیانی کا امتحان ہوگا"
یوشع "حضور مین ہر وقت امتحان دینے کو موجود ہون مگر پادری صاحب اور تمام اہل دربار کو آجانا چاہیے۔ آج ہی کی تو تاریخ معین کی گئی تھی۔ شاہزادی کو آئے ہوے بھی کئی روز ہو چکے ہین مین پادری صاحب سے پوچھونگا کہ ورجنا کے دل پر اُنکی نصیحتون نے کیون نہ اثر کیا"
رچرڈ "(مسکرا کے) یہ اُسوقت پوچھنا جب تمھاری نصیحتین عمل کر جائین مجھے ابتک نہین یقین ہے کہ ورجنا تم سے قائل ہو جائیگی۔ وہ بڑی مقرر ہے"
یوشع "حضور مسیح اپنے دین کی ضرور مدد کرین گے۔ اب ارشاد ہو کہ کسوقت میرا امتحان لیا جائیگا"
رچرڈ "مین نے یہی وقت تجویز کیا ہے۔ تاکہ صبح سے پہلے سب امور سے فراغت ہو جائے اور اسی سے تم کو اسوقت بلایا"
یوشع "حضور میری راے مین بھی اس سے عمدہ وقت نہین ہو سکتا مین دعا کرتا ہون کہ آج آفتاب طلوع ہو کے مجھے سرخرو اور بشاش دیکھے مگر مجھے چاہیے کہ جس بات کا مینے اقرار کیا ہے اسکا بھی بندوبست کر لون"
رچرڈ "اسکا بندوبست اسوقت کیا ہو سکتا ہے"
یوشع "مین نے سب بندوبست کر لیا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ اس امر کے متعلق جتنی باتین ہین سب کی تکمیل ایک ہی وقت ہو جائے مجھے ایک آدمی ملنا چاہیے کہ سلطان صلاح الدین کے کیمپ مین خبر ہو جائے"
رچرڈ۔ "صلاح الدین تو بیت المقدس مین ہے"
یوشع "اُنکے بھائی ملک العادل تو ہین اسوقت وہ اور شاہزادہ افضل دونون کچھ فوج کے ساتھ یہان آئینگے اُنکے سامنے ہی مجھسے اور ورجنا سے گفتگو ہوگی"
رچرڈ "اگر خود عزیز کے سامنے تم گفتگو کرتے اور ورجنا وہین مسیحی کا اعتراف کرتی تو میں بہت خوش ہوتا"
یوشع "ملک العزیز کے سامنے ورجنا کو حجاب آئیگا اور علاوہ برین عزیز یہان سے دور ہین وہ شاید شہر طائر کی طرف گئے ہوے ہین"

رچرڈ ''اچھا اُن دونوںکو بلواؤ مین نہایت خلق سے ملونگا''

یہ کہکے شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ ایک ہوشیار اور تجربہ کار شخص سامنے لایا جائے جو سفارت کی پوری صلاحیت رکھتا ہو ایک افسر اُٹھکے چلا گیا اور چند ساعت کے بعد ایک سن رسیدہ یورپین شخص کو لے آیا۔ یوشع نے ایک مختصر خط لکھ کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مسلمانون کے لشکر گاہ مین جاکے ملک العادل کو دیدے یہ شخص ادھر روانہ ہوا اور شاہ رچرڈ یوشع کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

''تم نے بڑی کوشش کی''

یوشع ''حضور آپ کے اقبال سے ملک العادل میرے کہنے کو بہت مانتے ہین۔ مینے ایک موقع پر اُنکی ایسی خدمت کی ہے کہ شاید وہ عمر بھر میرے احسانمند رہین''

رچرڈ ''تو اب ورجنا کو بلوائین۔

یوشع ''شاہزادی صاحبہ کو آپ اُسوقت بلوائین جب مسلمان لوگ آئین''

رچرڈ ''(افسرون سے) جاؤ اپنی فوج کو حکم دو کہ آراستہ ہو کے ملک العادل کا استقبال کرین'' اور تمام لوگون سے کہدو کہ درباری دلضع پہنکے آئین اور ادب کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائین''

اکثر لوگ خیمہ سے اُٹھکے چلے گئے۔ دم بھر مین سامان درست ہو گیا اور رچرڈ کے دربار سے شاہانہ جاہ و جلال نمایان ہونے لگا۔ ہرکارے نے آکر عرض کیا کہ ''حضور ملک العادل و شہزادہ افضل آتے ہین۔ پانچہزار سوار ساتھ ہین اور چاہتے ہین کہ وہ فوجکے حضور کے خیمہ تک آئین''

رچرڈ ''(ذرا غور کرکے) اچھا آنے دو۔ کچھ مضائقہ نہین۔ تھوڑی دیر مین صلح ہو جائیگی اب ہم مین اُن مین دشمنی نہین ہے''

یہ کہہ کے شاہ رچرڈ اُٹھکے خیمہ سے نکلا اور دونوںکو نہایت تعظیم و تکریم سے لاکے اپنے برابر بٹھایا۔ تمام مسلمان افسر جو ملک العادل کے ساتھ آئے تھے ایک طرف صف باندھکے بیٹھ گئے اور دوسری طرف یورپین افسرون نے اپنی صف باندھی۔ یوشع نہایت خاقجوبی سے مسکراتا ہوا ملک العادل کے پاس گیا اور کہنے لگا ''مین ممنون ہون۔ آپنے مجھے سرخرو کیا۔ ورنہ میری کیا اصل حقیقت تھی کہ اتنی بڑی اہم لڑائی مین صلح کی کوشش کرتا۔ اب چاہتا ہون کہ پہلے عہدنامہ مکمل ہو جائے پھر کوئی اور بات ہو''

ملک العادل "مین نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ حتی الامکان تمھاری درخواست نہ مسترد کرونگا آج تک اُسی پر قایم ہون"

یہ کہکے ملک العادل نے صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا اور شاہ رچرڈ کو سُنایا شاہ رچرڈ نے عہدنامہ سُنکے فوراً حکم دیا کہ حور وش پری چہرہ ورجنا دربار مین لائی جائے - قید کی سختیان ابتک اُسکے حسن کے ساتھ دشمنی کر رہی تھین ورجنا اب بھی آئی تو اس ہیبت سے کہ آہنی طوق وسلاسل زیور کے کام دے رہے تھے اور حسرت نے ایک موثر پوڈر چہرے پر مل دیا تھا ورجنا اپنا آہنی زیور بجاتی ہوئی آئی اور ملک العادل کو دیکھکے شرما گئی -

اب اسوقت تمام دربار مین ایک سکوت تھا سب خاموش بیٹھے تھے کہ یوشع نے بڑھکے ورجنا کی طرف خطاب کیا اور کہا "شاہزادی صاحبہ مین سنتا ہون کہ آپنے دین اسلام قبول کر لیا ؟ اور بعض لوگونکی زبانی معلوم ہوا کہ آپکو دین اسلام کے برحق اور دین مسیحی کے باطل ہونیکا دعوے ہے -

ورجنا "(سر جھکا کے اور نیچی نظر کیے) ہان مین مسلمان ہون اور اسلام کو برحق اور دیگر مذہبونکو باطل سمجھتی ہون"

یوشع "آپ اپنا دعوی ثابت کر سکتی ہین"

ورجنا "بیشک عقل نہین مانتی کہ وہ شخص جو آدمی کی صورت مین تھا خدا کا بیٹا ہو دوسرے یہ سمجھ مین نہین آتا کہ بیٹے سے کیا مراد ہے - اگر خدا اسلیے باپ ہے اُسنے حضرت مسیح کو پیدا کیا تو کچھ انھین پر تخصیص نہین خدا نے ہر شخص کو بلکہ ہر چیز کو پیدا کیا ہے سبکا باپ ہوگا اور ہر چیز کو اُسکے بیٹا ہونے کی صلاحیت ہے - اور اگر بیٹے کے یہ معنے ہین کہ وہ فعل خاص اور توسط واسطۂ پیدایش واقع ہوئی ہو جسکی وجہ سے دنیا مین بیٹے کو لوگ بیٹا کہتے ہین تو اول تو خدا کی شان اس سے منزہ اور پاک ہے اور دوسرے لازم آئیگا کہ خدا کے لیے اسکی ایک ہم کف بیوی قرار دیجائے اور شاید حضرت مریم کو اس معنی کرکے عیسائی خدا کی بیوی مانتے ہین -

یوشع "شہزادی صاحبہ - آپکے دو دعوے تھے ایک اسلام برحق ہو دوسرے دیگر مذاہب باطل ہین - اس تقریر سے آپکا دعوی کونسا ثابت ہوا - پہلے دعوے سے تو کوئی علاقہ ہی نہین - دوسرا دعوی عام ہے - اور آپ خاص مذہب عیسوی کا بطلان ثابت

کرتی ہین - لہذا دوسرے حیثیت سے بھی تقریر ناقص ہے - پہلے آپ یہ بتائین
کہ اسلام کیونکر برحق ہے "

ورجنا " جس طرح مین نے دین مسیح کی تردید کی اُسی طرح کل مذاہب کی تردید
کرسکتی ہون اور جب کل مذاہب باطل ثابت ہو جائینگے تو خواہ مخواہ ماننا پڑے گا
کہ اسلام برحق ہے "

یوشع " تو اسلام اس لیے برحق ہے کہ اُس کے سوا دیگر مذاہب باطل ہین "

ورجنا " بیشک "

یوشع " تو آپ کا پہلا دعوی دوسرے پر منحصر ہے - خیر اب مین خود مسلمان کے اعتقاد
سے ثابت کرتا ہون کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے - آپ نے جو کہا کہ بیٹے سے کیا مراد ہے
اس پر ہم زیادہ بحث نہین کر سکتے - کیونکہ یہ دین کا ایک ایسا مسئلہ ہے جسکی کُنہ تک انسانی
عقل نہین پہونچ سکتی - ہم کو صرف مان لینا چاہیے کہ خدا کے بیٹے تھے - خواہ سمجھ مین
آئے یا نہ آئے خود مسلمانونکی مقدس کتاب قرآن مین ہے کہ مریم کے پیٹ مین اللہ نے
اپنی روح پھونکی جس سے وہ حاملہ ہوئین اور مسیح پیدا ہوئے یہ تو ضرور ماننا پڑے گا
کہ مسیح کی پیدایش مین ذات باری تعالی کو خاص قسم کا تعلق تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہ
تعلق ویسا ہی ہو جیسا باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوا کرتا ہے - یہ اعتقاد ہمارا ہی مسلمانون کو
بتایا گیا تھا مگر انکی سمجھ مین نہ آیا اور نہ سمجھنے ہی سے یہ غلطی ہوئی کہ حضرت مسیح کی
ابنیت کے منکر ہو گئے "

ورجنا " مسلمانونکی یہ کارروائی بیجا نہین ہے کیونکہ جو چیز انسان کی سمجھ مین نہ آئے
انسان اُسکا معتقد بھی نہین ہو سکتا ہے "

یوشع " خود مسلمانونکے اعتقاد مین ایسی بہت سی باتین شامل ہین جن کو وہ
آجتک نہین سمجھ سکے "

ورجنا " میرے نزدیک تو دین اسلام مین کوئی ایسی بات نہین ہے "

یوشع " اگر مین ثابت کردون تو آپ دین مسیحی کو اختیار کرلیں گی "

ورجنا " (کسیقدر مسکراہٹ دکھا کر) بیشک مین حق کی طرفدار ہون اگر دین اسلام کو
ایسا ہی ثابت کر دینگے تو مین بیشک اُس سے دست بردار ہو جاؤنگی "

یوشع "قرآن مین جا بجا مذکور ہو کہ خدا کے منھ ہو۔ اُسکے ہاتھ ہین۔ اُسکے پاؤن ہین تمام قدماے اسلام کا صرف ان باتون پر اعتقاد رہا۔ مگر آجتک سمجھ مین کسی کے نہ آیا" (یہ کہکے یوشع نے ملک العادل کیطرف دیکھ کے پوچھا "عموماً اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے یا نہین"
عادل کی آنکھون سے معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت وہ سخت غضب آلود ہی مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ اُسنے نظر نیچی کر کے اور نہایت ضبط کر کے یہ جواب دیا "ہان مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے"۔

ورجینا ساکت رہ گئی اور اسکے سکوت سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا اپنے آپ کو لاجواب ظاہر کرتی ہے۔

مسیحیون مین خوشی اُسقدر اعتدال سے بڑھ گئی کہ اگرچہ اسوقت ملک الافضل اور ملک العادل کی موجودگی کے باعث خوشی ظاہر کرنے کا موقع نہ تھا مگر بعض بعض نے بے اختیار تالی بجادی۔

یوشع "شاہزادی صاحبہ یا تو جواب دیجیے یا اپنے اقرار کے موافق دین مسیحی اختیار کیجیے"

ورجینا "افسوس مین نے دین اسلام چھوڑنے کے لیے نہین اختیار کیا تھا مگر اب کچھ نہین بن پڑتا ہو (شاہ رچرڈ کی طرف دیکھکر) "ماموں جان اب میری خطا آپ معاف کیجیے اور نہایت ندامت کے ساتھ پہلے مسیح سے اور پھر آپ سے معافی کی خواستگار ہوں اب مین پھر دین عیسوی اختیار کرتی ہون"

یوشع نے خوش ہو کے شاہ رچرڈ کو سلام کیا اور ادب سے کہا "اُمیدوار ہون کہ عادل اور منصف بادشاہ اپنے عہد کو پورا کرے اور وہ دونون خدمتین جو مین نے اپنے ذمہ لی تھین بجالایا اب انعام کا خواستگار ہون"

یہ سنتے ہی شاہ رچرڈ اُٹھ کھڑا ہوا اور تمام ارکین دولت کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگا "اے میرے ہموطنو۔ اور اے جان نثاران یورپ۔ یوشع نے جو خدمت سرانجام کی اور جو لیاقت اور دینداری دکھائی اُسکا صلہ صرف مسیحی دے سکتے ہین۔ کسی کے امکان مین نہین کہ اُسکی اسقدر کی قدر کر سکے جسقدر کہ یہ مستحق ہو مگر مجھے حتی الامکان اُس بات کو ضرور پورا کرنا چاہیے جسکا مین نے وعدہ کیا ہے اور جسکا یہ مستحق ہے۔

(سب لوگ شور کرنے لگے بیشک یوشع کی آرزو پوری کرنا چاہیے کہ ورجنا اُسی کو دیدی جائے یہ اُسکو اپنے نکاح مین لانا چاہتا ہے - ہر طرف ایک سکوت ہوگیا اگرچہ ورجنا اس قابل نہین کہ اُسکو یوشع کا ایسا شوہر ملے - مگر اب میرا فرض ہو کہ اپنے عہد کو اور یوشع کی آرزو کو پورا کردون "!

یہ کہہ کے رچرڈ نے پادری کو بلایا اور حکم دیا کہ انگلستان کی رسم کے موافق اسیوقت عقد کردے پادری نے اُٹھکے اپنا مذہبی خطبہ پڑھا اور یوشع اور ورجنا کا ہاتھ ملا دیا - چارون طرف سے مبارکباد کی آوازین آنے لگین -

رچرڈ پھر اُٹھا اور یوشع کیطرف خطاب کرکے کہنے لگا "اے راستباز اور دیندار یوشع تمنے بہت بڑا کام کیا - تم بڑے صلہ کے مستحق ہو اور مجھے افسوس ہو کہ صلح ہوجانے کیوجہ سے مین بہت جلد اپنے وطن کو واپس جاؤنگا مجھے یقین ہے کہ ورجنا کو تم تکلیف ندوگے - اسے تم اپنے پاس ایک میری یادگار سمجھنا - گو اسنے بہت بڑی خطا کی مگر اب توبہ کرکے پھر اپنے اعتقاد پر آگئی - خدا نے اسکے گناہ معاف کیے تم بھی اسکے گناہ معاف کردینا "

جسوقت شاہ رچرڈ یہ تقریر کررہا تھا یوشع اُٹھکے ملک العادل اور شاہزادہ افضل کے پاس پہونچا شاہزادی ورجنا بھی اُسکے ساتھ تھی - رچرڈ کی یہ تقریر ختم ہوتے ہی یوشع نے عہدنامہ ملک العادل سے لے لیا اور کھڑا ہوکے کہنے لگا -

"بہادر اور شیردل بادشاہ فرنگستان مسلمانون اور مسیحیون مین اب صلح ہوگئی یہان اسوقت دونون گروہ کے سرگروہ بلکہ بادشاہ اور شاہزادے موجود ہین - ملک العادل اور شاہزادہ افضل دونون اپنی مسلح فوج لیکے آئے ہین اور بیٹھے ہوے ہین - کوئی خوف کا محل نہین پھر کیا ضرورت ہے کہ جو راز اتبک مخفی رہے ہین اب بھی مخفی رہین - مینے مسیحیون پر احسان کیا کہ جب وہ لڑائی سے تنگ آچکے تھے اُسوقت صلح منظور کرادی جس مین میرے دوست ملک العادل نے کوشش کی مگر اس سے پہلے یہ میرے دوست تھے اور اب چچا ہین افضل پہلے غیر تھا اور اب میرا چھوٹا بھائی ہے مین پہلے یوشع تھا اور اب سلطان صلاح الدین کا بڑا بیٹا عزیز نورالدین ہون - چونکہ اب مین کھلا موجود ہون لہذا اب عہدنامہ پر اپنا دستخط کیے دیتا ہون یہ عہدنامہ اب بھی کامل ہے اور کوئی اسکی مخالفت نہین کرسکتا " یہ لکھکے دستخط کرکے عہدنامہ شاہ رچرڈ کی طرف بڑھا دیا اور کہنے لگا

ورجنا پہلے ہی میری ہو چکی تھی مگر اب مین تیرا احسانمند ہون کہ خود تیری فیاضی اور رضامندی سے وہ میری پیاری بی بی ہو گئی (عیسائی حیرت سے ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے) مینے ابھی ورجنا کو بڑی کوششون سے ایک مسیحیہ عورت بنایا تھا اور اب نہایت سہولت سے اُسے مسلمان کرتا ہون" (ورجنا کی طرف دیکھا) ۔

ورجنا" مین پھر خدا سے اپنی دو گھڑی پہلے کے کفر کی معافی چاہتی ہون اور صدق دل سے کہتی ہون لا الہ اللہ محمد رسول اللہ"

عزیز" بس اب اتنا بتا کے اور سب راز آشکارا کر کے رخصت ہوتا ہون چونکہ لڑائی تمام ہو گئی لہذا دوبارہ ملنے کی اُمید بھی نہین ہو سکتی"

رچرڈ حیرت سے دیکھتا ہی رہا اور ملک العادل ملک الافضل ملک العزیز معہ ورجنا کے شاہ رچرڈ کے خیمہ سے نکلے اور گھوڑون پر سوار ہو کے اپنی فوج کے ساتھ اسلامی کیمپ کو روانہ ہوے ۔

تمام شد